بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل ۱	ردیف الف	شعر ۵

فگار دل ہی ہر اک حزین کا سخن سنا ہے یہہ کس حسین کا

جگر ہو زخمی ہر اک نگین کا مزا یہہ ہے حرف دلنشین کا

ہے سبکو غم تیرے ہمنشین کا اداس گھر ہے ہر اک مکین کا

نہین ہے مرقد تیرے حزین کا پھٹا ہے غم سے جگر زمین کا

نہ دل ہو کیون شاد چرخ کین کا مکان تیار ہے مکین کا

جو دفن لاشہ ہو مجھہ حزین کا بھر آئے زخم جگر زمین کا

نہین سویدا دلِ حسین کا وہی تو ہے جرم اوس نگین کا

جو داغ ہے یہان دلِ حزین کا وہ صاف شیشہ ہے ذرہ بین کا

ٹپک رہا ہے عرق جبین کا یہ رنگ گلشن ہے رخ حسین کا

ملال لائے ہو کیا کہین کا بگڑ کے فرمایا ہا ن و ہین کا

سفر جہان سے وہ مجھ حزین کا ہجوم وہ رہزنانِ دین کا

کیا مسافر نے رخ زمین کا ملا نہ جب راستہ کہین کا

دھوان یہ ہے آہ آتشین کا مکان ہے تاریک ہر مکین کا

بجھا ہے دل جب سے مجھ حزین کا چراغ جلتا نہیں کہین کا

نہ پوچھ تو دین زاہدون کے سمجھ لے خود کسکے ہین یہ بندے

کیئے ہین از بسکہ زر کو سجدے بنا ہے درہم نشان جبین کا

گنہ سے ہون شل کوہ نادم نہ کیون ہو سیلاب مجھکو لازم

رہی نہ اک قطرہ جہان مین سالم عرق ہے گر مری جبین کا

نہ کیون ہو سکتا سا جیحون طاری گنہ سے طرفہ ہے شرمساری

مثال فوارہ ہائی جاری گیا قدم تک عرق جبین کا

نہ تر ہو کیون اب زبانِ محشر ہون شرمِ عصیان سے پانی پانی

لپٹ گئے تشنگان محشر عرق جو دیکھا مری جبین کا

ثنا تو اونکی ہو کچھ رقم بھی اوٹھے مگر ہاتھ مین قلم بھی

کمر وہ ہستی بھی ہی عدم بھی محل ہے ہان کا نہ کچھ نہین کا

یہان ہوا رخ چمن مین روشن وہان ہوئی صبح شام سوسن

نہ کیون ہو اب سنبلون کو اولجھن کھلا ہے بل زلفِ عنبرین کا

غضب تھے بیدردِ اہلِ دنیا ہر ایک خورشید حشر سمجھا

گیا فلک پر جو اوڑ کے پھاہا مرے کسی داغ آتشین کا

فلک پہ منہ مہر کا پھرا ہے سبب تو دیکھون کہ اسکا کیا ہے
یقینی پھاہا سرک گیا ہے مرے کسی زخم آستین کا

تمہارے مستون کی جب بنی تھی سہانی محشر کی روشنی تھی
وہ دھوپ بھی سر پہ چاندنی تھی یہ نشہ تھا جامِ آستین کا

پڑا ہو کیون زخم سے اپا زمین پہ ہر دھبہ پن کا سایا
لقب ہے خورشید حشر جسکا وہ پنبہ ہے داغ آستین کا

نہین ہے محشر کی صبح روشن ہوئی ہے ظاہر حرارتِ تن
اوڑھا ہے کافور بعد مردن یہ مرہمِ داغ آستین کا

تو ہی بتا مصحفی سے یا دل نہین حبابون مین موج کو کل
کبھی مری آنکھ سے بھی اک پل جدا ہوا چاک آستین کا

شبِ جدائی مین وائی قسمت پھٹا گریبان سحر کی صورت

جسے سمجھتے تھے دست وحشت بنا وہی مار آستین کا

کہا جو ساعد کو شمع ہمنے سبب یہی تھا جو کوئی سمجھے

اونھین جو خود حسن شبکو دیکھے چلے کنول کیون نہ آستین کا

نہ میرے آنیسے کیون ہو ہلچل کہ خود پٹکتا ہون سر کو ہر پل

نکھاؤن افعی کی طرح کیون بل بنا ہون مار اپنی آستین کا

فلک سے یکا یہ دل تو ہو لے جو کوئی بگڑا تو ہم نہ بولے

مثالِ تصویر لب نہ کھولے چڑھانا آیا نہ آستین کا

عجب زمانہ ہوا ہے ابتر کہ پست فطرت ہین نام آور

زلال کیونکر نہو مکدّر عروج ہے دُردِ تہ نشین کا

فنِ محبت مین تھے جو کامل رہے وہ آتش مین بھی تو شامل

سپند آسا جلا دیا دل اشارہ پایا جو ہمنشین کا

مگر مین تسبیح کا ہون دانا جو اسکو کھونا تو اوسکو پانا

ہزار پھر تا رہا زمانا فراق دیکھا نہ ہم نشین کا

مثال دندان پیر بیدم ہین بھی احباب کا ہے وہ غم

بغیر باندھے نہ تھم سکے ہم فراق دیکھا جو ہم نشین کا

یہہ پیچ تھے تیرے دل جلون کے کہ جس سے چھوٹے ہین دلیلونکے

کھلا نہ دیوون سے جنگلون کے وہ بل تھا شاخ غزال چین کا

جہان مین وحشی حشم ہین جتنے بھرین نہ زورونکا اپنے کیون دم

مروڑ سے شاخ جب ہوئی خم نکلگیا بل غزال چین کا

جنھین ہے دست و قلم پہ تکیہ اونھین کچ کافی ہی بس یہ نکتہ

کیا جہان مین جو نام پیدا اسیاہ منھ ہو گیا نگین کا

جہان مین کر دونون باتین پیدا بغیر اسکے نہ نام ہوگا

جو آئے مہرون کا تجھ سے کام اُٹھتا نہ پیتا ہی تو نگین کا

بنی نگیون خم ہون مثل خاتم اوٹھا سینہ پہ مہر یا ر ما تم

نگیون تو اضع سے ہوئے مکرم نشان سے چھپتے نگین کا

کسی نامی سے ہو مقابل ہمیشہ نقل اصل سے ہے باطل

شرف وہ کاغذ کو ہو نہ حاصل و نام سے چھاپہ بھی گو نگین کا

اگر ہے نام ونشان کا جویا ابھی قوی سے ضعیف ہو جا

بڑھا زمانے مین نام اوتنا گھٹا بدن جسقدر نگین کا

کمال سے گر تجھے ہے بہرہ جہان مین کر کسر نفس شیوہ

نیا ہوا نام اور پیدا جھکا جو کاغذ پہ سر نگین کا

ملا وہین کے نہ ہمکو مدفن جو خود تھے نام ونشان مسکن

کیا یہ آخر کو نام روشن چراغ سے جلنے لگا نگین کا

یہ کون شئی تھی جہان مین نامی جھبک گئی تھی خاطر مدامے

جو خود بھی تھے خسرو گرامی لیئے تھے دل ہاتھ مین نگین کا

یہ نئے گھری بھی غضب کا ہے غم ہوا ہی ہر سنگدل بھی بیدم

ہوا جو خانہ خراب خاتم اولٹگیا غم سے دل نگین کا

گنہ کا او ترا ہے ٹھیک جامہ غزل نکیون ہو عمل کا نامہ

چلا جہان مین مثال خامہ سیاہ طبقہ ہوا زمین کا

جو سوز غم سی نصیب پھوٹے تو نقب اوڑنے سے قبر چھوٹے

پہاڑ اک ایک لڑ کے ٹوٹے جہان سے طبقہ اوڑے زمین کا

کہو کچھ اب حال اپنے دل کا مین ایکدن جو لحد مین تڑپا

جہان مین اک زلزلہ سا آیا کلیجہ ہلنے لگا زمین کا

کب آئی افسوس اپنی پستی بنائی جب اک مکان کی ہستی

منگا کے دیکھی جو ہمنے دستی نشان ملا کچھہ کہین کہین کا

نہ میرا مرنا جو کوئی بھولے فلک کو ایک ایک آہ چھولے

نماز میت پڑہین بگولے اوٹھے جنازہ جو مجھہ حزین کا

وہ میرے غم مین ہین محو شیون جلا نہ افسوس قلب دشمن

کیا تو ہمنے کہین کا روشن چراغ جلنے لگا کہین کا

بیان وہ اب کچھہ ہین ہونے والے کہ جس سے روئین گے رونے والے

لحد مین سوتے ہین سونے والے مکان خالی ہے ہر مکین کا

خیال جنکے دل پھکی ہین عدم مین ہمسے وہی رکے ہین

مکان بھی ڈھونڈھنے جھکے ہین نشان ملتا نہین مکین کا

کسیکا لاشہ تو ایسا ہوئے غزال صحرا بھی جسکو رولی

بگولے پیچھے ہین سر کو کھولے بتازہ گی ہے مجھہ حزین کا

نہ پوچھ حالِ وطن مسافر ہون مثلِ گل بازیون سے آخر

ہے میری سرگشتگی سے ظاہر میں یہ رہنے والا نہین کہین کا

وہ ضعف چلنا وہ منزلون کا بھر آئے کیون دل نہ آبلونکا

یہ پھرنا کہتا ہے قافلون کا کوئی مسافر لٹا کہین کا

نہین ہے ماہر سا بھی بلاکش پھرے نہ کیون مضطر و مشوش

بنا ہے گردش سے دُود آتش نہ آسمان کا ہے نہ زمین کا

بڑھاپا آتے ہی بیگانہ ہر یگانہ ہوا
سحر طلوع ہوئی قافلہ روانہ ہوا

محل خوف یہ آخر سیاہ خانہ ہوا
کہ مثل سایہ دبے پاون جن روانہ ہوا

طلسم رحم دلی کا بھی کارخانہ ہوا
کسیکے تیر لگا دل مرا نشانہ ہوا

شب وصال سا بھی تیز بادیانہ ہوا
کہ عکس کاہکشان جسکو تازیانہ ہوا

نگہ پڑی تھی کہ بسمل ترا زمانہ ہوا
اس ایک تیر سے کس کس کا دل نشانہ ہوا

جنازہ ہمسے غریبون کا جب روانہ ہوا
یہ چھایا یاس کا عالم کہ شامیانہ ہوا

گذشتگان کا بیان کرکے مین روانہ ہوا — فسانہ گو تھا جو کل آج خود فسانہ ہوا

نہ غم ہوا تو خوشی مین ہر اک روانہ ہوا — ہماری آنسوؤن کو کچھ نہ کچھ بہانہ ہوا

فروغ می سے فروغ دل یگانہ ہوا — کہ آفتاب سے روشن چراغ خانہ ہوا

بڑھاپا آتے ہی زور بدن روانہ ہوا — یہ ضعف تن ہوا رستم زمانہ ہوا

سفر کے ہوتے ہی راحت نے ساتھ چھوڑ دیا — قدم کسیکا بڑھا اور کوئی روانہ ہوا

کمیت آخر شب کسطرح تھمے اے وصل — کہ جلوہ خط ابیض کا تازیانہ ہوا

برنگ بو ہون نہ پوچھو مرے سفر کا حال — ہوا جدھر کی چلی وسطرف روانہ ہوا

دئیے جو سو تو عوض مین ملے ہزار مجھے — ہوا جو صرف تو مملو مرا خزانہ ہوا

نشان ملا نہ کسیکو ہمارے مسکن کا — غریب خانہ بھی عنقا کا آشیانہ ہوا

ہزارون چھٹگئے قفسے مین تیرے تازہ اسیر — ہمین قفس مین تو صیاد اک زمانہ ہوا

ٹپک کے رزق پہونچنے کا مین ہوا قائل — نصیب سبزہ جو شبنم کا آب و دانہ ہوا

رہے نصیب ملی قبر بھی وہ بلبل کو
کہ دامنِ گلِ تربت پہ شامیانہ ہوا

جنون وہ ہی ہوں میں وحشی کہ جس کا نقش قدم
مثالِ سایۂ مرغِ ہوا روانہ ہوا

عدم کی راہ سے اکراہ یہ رہا مجکو
قدم سے غیر کے سوئے لحد روانہ ہوا

تلونوں سے نہ اک حال پر کبھی دیکھا
مزاجِ یار بھی نیرنگیِ زمانہ ہوا

کچھ اس ادا سے ملی تارِ سنبلِ پیچان
کہ رخشِ حسنِ گلستان کو تازیانہ ہوا

وہی ہے حسرتِ مردہ کی قبر اے دلِ چاک
کہ جسپہ زخم کی دہن کا شامیانہ ہوا

قفس کی تیلیاں سے بارِ گل چکین صیاد
خیال کر تو مری قید کو زمانہ ہوا

بنا کے گھر نہ رہا عنکبوتِ زار میں دم
نفس کا تار بھی کیا صرف آشیانہ ہوا

نفس کے ساتھ جو آہیں نکل گئیں دل سے
تو رخشِ عمر کو اک اور تازیانہ ہوا

جنازہ لا کے لحد پر ٹپک دیا سب نے
میں بارِ دوش تھا اک دفن بھی بہانہ ہوا

جہان میں حال ہے بس اونکا قابلِ گریہ
جنھیں جز اشک میسّر آب و دانہ ہوا

سیاہ بخت وہ ہوں جسنے اوٹھا مرا تابوت
سوادِ شام یہ چھپا یا کہ شامیانہ ہوا

ہوائی منزوی خانۂ حباب ہوں میں
رہیگا گھر بھی نہ باقی جو میں روانہ ہوا

ہزاروں کیفیتیں دیکھیں نشۂ مے میں
یہ دورِ جام بھی کیا گردشِ زمانہ ہوا

نہ پوچھو منزلِ ہستی کی خستگی یارو
تڑپ کے رہگئے ہم قافلہ روانہ ہوا

خلاصہ ساری اسیری کا ہی یہ اے صیاد
تباہ ہم ہوے برباد آشیانہ ہوا

کسی نے ہم سے نہ اے بیخودی کہا اتنا
کدھر کا قصد کیا تھا کدھر روانہ ہوا

لگن میں تربتِ پروانہ دیکھکر آخر
جھکا یہ شمع کا شعلہ کہ شامیانہ ہوا

میں عنکبوت سرِ تار تھا مگر اے ضعف
جدھر کو آہ بڑھی وسطرف روانہ ہوا

بغیر سعی کی کشش کے ہوئی نہ شکلِ معاش
ہمارا رزق بھی چیونٹی کی منھ کا دانہ ہوا

اب اس سے بڑھکے ستم ہوگا ہمصفیرو کیا
قفس چمن سے مرا صبحدم روانہ ہوا

مثالِ ساغرِ مے ہیں دنی بھی اے مینا
بھر آیا قلب جو خالی ذرا خزانہ ہوا

نگاہ دیدۂ کم مین بپر ہی وہ سمند ‫ ‫ کہ جسکو جنبش مژگان کا تازیانہ ہوا

مثال سیل نکل فکر بیخودی مین کبھی ‫ ‫ جدہر کو پاؤن بڑہا اوسطرف روانہ ہوا

بتاؤن کونسے ہنگام کو مین لے صیاد ‫ ‫ ہوئی تھی شب کہ جدا مجھسے آشیانہ ہوا

وہ ناتوان ہون ودھر بھی پھڑپھڑا اڑا ‫ ‫ جدہر کو سایۂ مرغ ہوا روانہ ہوا

رہ اروی یہ نظر آئی کوئی قاتل مین ‫ ‫ قدم تھمی تھے کہ سر جسم سے روانہ ہوا

جزائے خیر دے حق عنکبوت مرقد کو ‫ ‫ بُنے یہ تار کہ تیار شامیانہ ہوا

ہوا یہ حضرت قارون کے بخل کا انجام ‫ ‫ کہ نقد ذات تلک داخل خزانہ ہوا

ادھین مین جا ملو ماہر تو خوب گذریگی
جنھین نے مانیکو چھوڑے ہوئے زمانہ ہوا

عکس لیلی تری نظرون کے مقابل آیا ‫ ‫ قیس آنکھون مین بٹھا صاحب محمل آیا

لے وہ پیکان سر ناوک قاتل آیا ‫ ‫ پیشوائی کو بڑھ اے آہ مراد دل آیا

سمجھی لیلیٰ کہ کسیکا شرر دل آیا | کوئی جگنو جو تڑپ کر سوئے محمل آیا

کشش حسن پہ مجنون کا نہ اک دل آیا | کوئی تارا بھی جو ٹوٹا سوئے محمل آیا

جاکے مژگانپہ سوے زلف رسا دل آیا | قیس چنتا ہوا تنکے سر منزل آیا

کہہ تو کچھ قبر مین کسطرح سے اے دل آیا | پاؤن غیرونکے بڑھے مین بہ منزل آیا

شوق مین جب طرف کوچہ قاتل آیا | دل جو اچھا بھی گیا یہان سے تو بسمل آیا

انہین آنکھون سے رہ عشق مین یہ بھی دیکھا | راہزن لٹ گئے رہرو سر منزل آیا

دیکھنے حسن کو روحین نکل آئین تن سے | آستین کو جو چڑھاتا ہوا قاتل آیا

واہی بدبروی مردم کہ زبان اوسکو کہا | آہ کے ساتھ اگر منھ کو میرا دل آیا

دور سے آئی نہ جب کان مین لیلی کی صدا | سایہ کترا کے پس پردہ محمل آیا

زخمی اٹھ بیٹھے تماشے کے لیے مقتل مین | تیغ ابرو کا تری جب کوئی بسمل آیا

عادتین ہو گئین کچھ اور ادائین کچھ اور | اونکے پہلو سے جو پہلو مین مرے دل آیا

گرہ تار نفس غم نے کھلا کر جو کیا | منھ کو بھر سانس میں سینہ سے مرا دل آیا

موجِ دریائی محبت نے دکھایا دھکا | دست و پا مار کے جب میں لب ساحل آیا

جانے والو سفرِ قبر کی سختی دیکھو | بار جان پھینک کے رہرو سوئے منزل آیا

طی رہِ الفتِ محبوب کی یوں مجنوں نے | گاہ دل گاہ سنبھالے ہوئے محمل آیا

زندگی میں تو نہ کچھ حال کھلا الفت کا | جب گئی جان تو سمجھا کہ مرا دل آیا

رکھ دئی قیس نے ہاتھ آنکھ پہ اُف ری غیرت | مڑ کے ناقہ کا بھی جب پھر سوئی محمل آیا

وائی قسمت کہ وہاں مجمعِ اغیار رہا | میرے پہلو میں نہ اک دن بھی مرا دل آیا

پردہ گہرا ہوا منظور جہاں لیلی کو | دامن گرد سر پردہ محمل آیا

راہ بھر قیس یہ ہی دید سے محروم رہا | جب ہٹی گرد نظر پردہ محمل آیا

خاتمہ کا جو مرے جسم پہ اک وار کیا | ہاتھ سے پھینک کے تلوار کو قاتل آیا

کہہ تو کچھ پاؤں کے نیچے تو نہیں مل ڈالا | آج روتا ترے کوچہ سے مرا دل آیا

جان اتنی تھی بس پ مرگ بھی مجھ مین اے قبر
رہ گئے خضر مگر مین سرِ منزل آیا

تیرے دشمن کبھی تنہائی سے گھبرائے اگر
بیٹھنے کو ترے پہلو مین مرا دل آیا

شورِ نالہ جو سنا قافلۂ اشک بڑھا
رنگ بجتا ہوا آیا کہ مرا دل آیا

طبع برہم ہوئی گرنے لگی جھک کر لیلی
سایۂ قیس جو بڑھکر سوئے محمل آیا

آنکھین پھوٹین کہ جو پہچانی ہو صورت بھی ذرا
بعد برسون کے جو پہلو مین مرا دل آیا

ناقہ اوڑتا ہوا آئے نہ ترا کیون لیلی
پر پرواز ملے جب تہہِ محمل آیا

عشق مین کون سا رتبہ ہوا حاصل یارب
در د تعظیم کو اوٹھا جو مرا دل آیا

دلِ لیلی کے بہلنے کی جو معلوم تھی راہ
قیس اوڑتا ہوا جگنو سوئے محمل آیا

دلبر وہاتھ اسکے مین ڈرا تھا ایسا
رہ گیا ہلکے کلیجہ جو کبھی دل آیا

ہو گئی دل کو خبر سی جھجک اوٹھی لیلی
سایۂ قیس کبھی گر سوئی محمل آیا

کچھ ہنسی آئی تو کچھ آنکھ سے ٹپکے آنسو
ناز کرتا ہوا مجھسے جو مرا دل آیا

تھا جو منظور نہ اُف کی بھی صدا دین بسمل
سرمہ آنکھوں مین لگائے ہوئے قاتل آیا

کہ تو ای موجِ یمِ عشق مین کیا تھا تنکا
اوڑ کے دھاریمین گیا جب لبِ ساحل آیا

مجھمین ہوش اتنے کہان تھے کہ سمجھتا کھوکر
درد اوٹھا تو مین سمجھا کہ مرا دل آیا

قیس سمجھا کہ اشارےسے بلاتا ہے کوئی
نظر اوڑتا ہوا جب پردۂ محمل آیا

سمجھی لیلی کہ دل داغی قیس آتا ہے
غولِ صحرا جو کبھی جانبِ محمل آیا

لیلی و قیس مین لڑنے لگین آنکھین جو بہم
صلح کو بیچ مین خود پردۂ محمل آیا

تہہ و بالا ہوئی محمل بھڑک اوٹھا ناقہ
کھڑکھڑاتا ہوا مجنون جو سلاسل آیا

غزل

وہ بھی دن آئیگا **ماہر** کبھی جذبۂ کہین
جسکو کھوئے ہوئے بیٹھے تھے وہی دل آیا

شعر ۹

ہوس بغیر پسِ مرگ بھی قرار نہ تھا
جہان ہوتی وہان کب مرا غبار نہ تھا

کمال جا سے کدورت مین آشکار نہ تھا
مین کب چراغِ تہِ دامنِ غبار نہ تھا

جہان مین درد مرا کیون نہ منتشر ہوتا
زمین پر کسی پہلو مجھے قرار نہ تھا

چھٹی جگہ نہ کبھی شکل مرغ قبلہ نما
تڑپ رہا تھا مگر پھر بھی بیقرار نہ تھا

لحد مین میرے تڑپنے سے یہ ہٹی تھی زمین
مجھے ذرا گلۂ تنگی مزار نہ تھا

اوڑا تھا زخم جگر کا مرے کبھی کافور
سفیدۂ سحر حشر آشکار نہ تھا

ذرا سے میرے تڑپنے سے برق کو نہین چین
بھلا ہوا کہ مین فرقت مین بیقرار نہ تھا

ہماری کیا دل مضطر مین حسرتین تھمتین
تمہارے ہاتھ کو سینہ پہ جب قرار نہ تھا

ہمارے مرنے پہ ماہر وہ بول وٹھے اتنا
ہمین تو تیری محبت کا اعتبار نہ تھا

نقاہت مین ہوا مجھکو جو عشق گلرخان پیدا
کیا رنگ پریدہ نے ہوا پر بوستان پیدا

کیا ہی اوس کافر نے ہنسی مین ہنسنے فشان پیدا
خدا کی شان ہی بندہ ہوے غیب دان پیدا

اگر افشاے راز سوز دل منظور ہو مجھکو
بسان شمع ہو مژگان سے مری زبان پیدا

وہ شوخ جنگجو اولٹے نقاب رخ جو گلشن مین
شکست رنگ گل سی ہو صدائے الاماں پیدا

وہ بلبل ہون کہ لطف وصل گل پایا اسیری مین
کیا رنگین خیالی سی قفس مین بوستان پیدا

حسینونکو خدا بھی چشم سی روپوشیدہ رکھتا ہے
حجاب ظلمت تن مین ہوا ہے نور جان پیدا

زمین پر بیٹھکر اوٹھنا جو مجکو غیر ممکن ہے
ہوا تھا خاک نقش پا سی کیا مین ناتوان پیدا

دکھائی بادہ خواری نے ہمین گردش زمانیکی
مگر تھا دور ساغر مین بھی دور آسمان پیدا

سفر بھی سالکان راہ حق کا اک عبادت ہے
مگر ہے کوس کی آواز سی بانگ اذان پیدا

وجود اپنا جہان مین کالعدم ہی ناتوانی سے
ہمارے خانۂ تن مین ہی طور لامکان پیدا

دکھائے ناتوانی نے ہمین سامان اسیری کے
کہ ہے گردن مین تار جیب سے طوق گران پیدا

حسینونکی محبت دل مین رکھنے سے گنہ کیا ہے
خدا کے گھر سے ہے ہمکو ہوا عشق بتان پیدا

گلون کے زیر پا مجھ دل جلو کو دفن کرتے ہین
کریگی آب نہال شمع خاک بوستان پیدا

فصاحت اسکو کہتے ہین نزاکت نام ہو اسکا
گلے سے اونکے ہین معنی لفاظ بیان پیدا

تمہاری چھب کے آئینہ کا جو پوچھون حال گلشن سے
زبان موج بوئے گل سے ہو راز نہان پیدا

سمایا ہے جو عشق اک آئینہ رو کا رگ و پے مین
لطافت سے کیا ہے جسم نے بھی لطف جان پیدا

غزل ۶ — ازل سے دل مین ہمارے عشق خال روئے جانان ہے
کیا ہے ابتدا سے ہمکو حق نے نکتہ دان پیدا — شعر ۲۱

نشان موت کی سختی کا آشکار رہا
بجا ہے نصب جو تیشہ سر مزار رہا

ہر ایک موئے محاسن خضاب دار رہا
بشر سفید بھی ہو کر سیاہ کار رہا

مدام نشۂ عرفان کردگار رہا
وہ مست ہون کہ جو غفلت مین ہوشیار رہا

ملال رنجش ہر آشنا و یار رہا
صفائی نیکے مرے قلب مین غبار رہا

وہ رحم دل ہون کہ تا حشر غمگسار رہا
کوئی گھڑی جو لحد کا جگر فگار رہا

یونہین عروج سے کارہ مین خاکسار رہا
ہوا پہ گرد کو جسطرح انتشار رہا

تنک مزاج کلی کیا گذرے با وقار ونین
زمین سے دیکھ لے برخواستہ غبار رہا

اثر تہا یہی تڑپتی ہوی جگر کا مری — مرا غبار رہوا پر جو بیقرار رہا
مری اجل کا تو کچھ حسن بڑھگیا تمسے — مجھے تمہارا تمہین اوسکا انتظار رہا
یہ منفعل مین گناہون سے تھا دمِ گریہ — کہ تر عرق مین مرے آنسوؤن کا تار رہا
وہ کون تھا کہ نہ پیسا نے مجھے سدا جسنے — ہر اک کے ہاتھ سے گل کی طرح فشار رہا
کدورتون کو ترقی ہے کیون دمِ گریہ — بلند بارشِ باران مین کب غبار رہا
بکا کو سلسلۂ زندگی نکیون سمجھون — نظر مین رشتۂ جان آنسوؤن کا تار رہا
ہر ایک فصل مین داغِ الم رہے تازہ — مرے چمن مین سدا موسمِ بہار رہا
مین گڑگیا یہ ندامت ہوئی عزیزون سے — مرا جنازہ کوئی دم جو اونپہ بار رہا
نہ کسطرح سے کھٹکتا اسے یہ جسمِ نزار — مین زیرِ آبلۂ چرخ مثلِ خار رہا
غم و الم رہے بعد فنا مرے ہمدم — لحد مین بھی نہ مین بے آشنا و یار رہا
نہ اشتیاق تھا فرقت مین اک مجہی کو ترا — ہر ایک روزنِ در چشمِ انتظار رہا

کسی کی آس نہو اب مجھے زمانہ مین
مین یاس سے یہ ہمیشہ امیدوار رہا

رقم جو حال تکدر کبھی کیا مین نے
ہر ایک حرف مین رنگ خطِ غبار رہا

ہوا نہ زخمِ نہان مندمل کبھی ماہر
گہر کی طرح ہمیشہ مین دل فگار رہا

حشر تک دل سے نہ سوزِ غمِ پنہان نکلا
ہو نہین وہ شمع کہ بجھنے پہ فروزان نکلا

پردۂ لفظ مین مضمون مرا رخشان نکلا
یہ حسین وہ ہے کہ جامے مین بھی عریان نکلا

اشک ہر ایک مثالِ دُرِ غلطان نکلا
دلکی ویرانی سے گنجینۂ پنہان نکلا

ہی جہان تابعِ فرمانِ خطِ عارضِ یار
مور سمجھے تھے جسے ہم وہ سلیمان نکلا

جوشِ غم مین بھی تناسب کا مین پابند رہا
جیب مین ہاتھ نہ کب دستِ گریبان نکلا

اسفلون مین نہین عالی گہرون کی خلقت
دیکھلے چاہ سے کب گوہرِ غلطان نکلا

برقِ آہِ غمِ سوزان جو نکل کر چمکی
دُودِ دل بھی صفتِ ابرِ بہاران نکلا

یہ بھری سر مین شہیدونکے زیارت کی ہوا ۔ باغ سے پھول ہر اک چاک گریبان نکلا

دی تری چشم نے ایک پل مین مریضونکو شفا ۔ خود جو بیمار تھا وہ عیسیٔ دوران نکلا

جو ہے بیتاب اُسے جامے سے باہر پایا ۔ کب شرر دود کے پردے مین عریان نکلا

سیکڑون قتل امیدین ہوئین لاکھون ارمان ۔ میرا ویرانۂ دل گنج شہیدان نکلا

فرقتِ یار مین دل سینہ سے منھ کو آیا ۔ پا بگل سمجھے تھے ہم سروِ خرامان نکلا

تنِ لاغر مین ہوے داغ نمایان کیا کیا ۔ خار سے پھول تو پھولون سے گلستان نکلا

چاک ہونیکا یہ وحشت نے کیا تھا خوگر ۔ ہاتھ سینے تلک آیا کہ گریبان نکلا

کسکو ہوتا نہین ہمجنس کی فرقت کا ملال ۔ آگ سے دود بھی نکلا تو پریشان نکلا

حکمتِ حق کے بیان مین نہ کھلی ایک زبان ۔ پہر کیا کیا نہ یہان کودکِ نادان نکلا

زیست سے تنگ تھا مین پھر ملا چین مجھے ۔ ملک الموت مرے درد کا درمان نکلا

پاؤن اُلجھے رہے دامن سے طریقِ غم مین ۔ ہاتھ طے کر کے رہِ چاکِ گریبان نکلا

خانۂ دہر سے آخر کو ہوئے سب رخصت — میزبان کون یہان تھا جو مہمان نکلا

منزل دوست کا پھر کس سے پتا مجھکو ملے — خضر بھی نابلد کوچۂ جانان نکلا

میر یوسف سا حسین ایک نہ عالم مین ملا — حسن کو لیکے چراغ رخ تابان نکلا

ہون وہ بلبل کہ مرے دم سے گلو تکی تھی بہار — جب اوڑا ساتھ لیے رنگ گلستان نکلا

غزل

رخِ روشن سے نقاب اوسنے اوٹھائی ماہر
پردۂ ابر سے خورشید درخشان نکلا

شعر ۲۱

دل مین کب عشق کے داغونکو نمایان دیکھا — ایک غنچہ مین تماشائی گلستان دیکھا

رنگ صانع کا ہر اک گل سے نمایان دیکھا — سبزۂ باغ کو خضرِ رہِ عرفان دیکھا

جانستان حسن کو پردے مین نہ پنہان دیکھا — تیغ کو چادر جوہر مین بھی عریان دیکھا

باغ سے صنعتِ صانع کو نمایان دیکھا — ہر رگِ گل کو رہِ منزلِ عرفان دیکھا

بحرِ عالم مین نہ مٹتے ہوئے کچھ دیر لگی — نقش بر آب خطِ مہرِ سلیمان دیکھا

ہون وہ غم دوست کہ غم ہونیکی بھی فکر مجھکو
جمع خاطر ہوئی جب دل کو پریشان دیکھا

منھ کو آیا دلِ پروانہ پہ طرفہ ہے بہار
شمع کو شام سے تا صبح کو خندان دیکھا

یون تو ظاہر نہوا حالِ شکستہ میرا
آئینہ ہوگیا جسنے مجھے حیران دیکھا

سایہ مین میرے ہو کیونکر ترِ دماغی کی بہار
صرف تصویر مین کب رنگِ گلستان دیکھا

جانبِ وادیٔ عرفات جو کبھی آ نکلے
صورتِ نقشِ قدم خضر کو حیران دیکھا

کان رکھکر نہ کبھی مین نے سُنی بات اوسکی
آدمیت سے جو خارج کوئی انسان دیکھا

بعد مرنیکے نظر چشمِ قناعت سے جو کی
خاک کے ذرونکو تربت پہ چراغان دیکھا

دی جلا دلکو تو صورت نظر آئی اوسکی
عکس آئینہ مین قلعی سے نمایان دیکھا

حد کسی نے نہ مرے ذہن رسا کی پائی
ہون وہ دریا کہ جسکا کبھی پایان دیکھا

کچھ خبر اپنی نہین یادِ رخِ دلبر مین
خود فراموش کو بھی حافظِ قرآن دیکھا

چمنِ دہر مین جمعیتِ خاطر ہے کسے
بوئے گل کو بھی جو دیکھا تو پریشان دیکھا

منعم وہ بھی سنا دار فنا مین تمنے
مور نے قبر مین جو حال سلیمان دیکھا

سوز غم نے مجھے ہم خصلت پروانہ کیا
بجھ گیا دل نہ اگر شمع کو سوزان دیکھا

کیون نہ گریان صفت شمع ہون ان باتون پہ
تھے جو دلسوز اونہین قبر پہ خندان دیکھا

کیون نہ سوز غم دوری سے ترا قلب ملی
داغ سے سینہ بلبل کو گلستان دیکھا

غزل

دوست جو پھر گئے لے پھول چڑھا ماہر
کیا چراغ سر مدفن کو گل افشان دیکھا

شعر ۲۴

عاشقی مین مرتبہ معشوق کا ملجائیگا
جسم کانٹا ہو کے پھولون مین مجھے تلوائیگا

رنگ آخر کو یہ رنگ زرد میرا لائیگا
کہربا کیطرح تنکے ایکدن چنوائیگا

شدت کاہیدگی سی ماہ نو بنجائیگا
قد پرخم مجھ پہ اکدن انگلیان اوٹھوائیگا

چین لے ساقی مجھے برسات مین کب آئیگا
ابر باران برق تابان کیطرح تڑپائیگا

بخت اوسے گر قامت موزون ترا دکھلائیگا
صحن گلشن مین صنوبر شرم سے گڑ جائیگا

ابھی دل وحشت مین دشتِ لامکان دکھلائیگا
سر فلک اپنے قدم کا آبلہ بنجائیگا

اسقدر بھی احتیاطِ جسم او خود بین نکر
آئینہ ماتن ہے اکدن خاک مین ملجائیگا

اے دل جانباز رہیو با ادب شمشیر پر
یہ وہ جادہ ہے جہان سر بھی قدم بنجائیگا

ضعف کی شدت سے قصداً گو نہین جنبش نہو
ہاتھہ کا رعشہ جواب خط ترا لکھوائیگا

پیر سے پرکارِ قدم سے نقطۂ خالِ سیاہ
دائرہ سرگشتگی کا دہر مین کھنچوائیگا

جو تجھے دیکھیگا خبر میرے پس دیوار سے
چشم روزن کیطرح آنکھون مین جالا چھائیگا

او چراغِ حسن سعیِ غم ترا فرقت کی شب
شمع سان بزم جہان مین تجھے ڈھونڈوائیگا

دیکھ مٹجائیگا دم مین تو حبابون کی طرح
بہر عالم مین جو سیر ہوسی بھی اوٹھجائیگا

وہ بلا یہ صرصرِ آہ دلِ رنجور ہے
جسکی جھونکے سے چراغِ زندگی بجھ جائیگا

جب دیار دل مین شاہِ عشق کا ہوگا عمل
قطعہ کچھ وزیر خاص دردِ ہجر سے فرمائیگا

سنتی ہی اوسی وہ حکم محکم فرمانروا
اہل کاران فغان و آہ تک پہونچائے گا

اوسنے پہونچیگا جو نالے کی منادی تک وہ حکم
کوچہ لب مین یہی کہتا ہوا وہ آئیگا

جو کریگا اشک سرتابی روانی مین ذرا
دیکھلینا دار مژگان پہ کھینچا جائیگا

متہم مت کشش سو سعت کر دیگا مجھے
قد پر خم پاون پہ سر اکدن جھکوائیگا

عشق کی پوشیدگی چاہے تو کر لب کو نہ بند
راز یہ بستگی مین اور بھی کھلجائیگا

میری رنگ زرد سے سواوہ ہوگی دہر مین
زعفرانکو رنگ میرا اکدن ہنسوائیگا

کیون نہ بعد زوال سوز غم ہر داغ پھول
جب چراغ خانہ بجھ جائیگا گل کھلجائیگا

دیکھلینا جان لیگا روز کا رونا مرا
چشم کا پر آب رہنا کیا یہ خالی جائیگا

غزل ۹

ماہر اوس نادانکو دل دیتا تو ہی پر جان لے
یہ تن خاکی گھروندے کیطرح مٹ جائیگا

شعر ۱۹

نہین ہے یہ خط مشکین نمایان سے پیدا
دھوان ہے آتش رنگ گل رخسار سے پیدا

سراپا داغ غم ہین تیرے جسم زار سے پیدا
تماشا ہے ہزارون گل ہوئے ہین خار سے پیدا

وہ رشکِ آفتابِ حشر ہے گھر مین جو نور افگن
قیامت کی ہے گرمی سایۂ دیوار سے پیدا

کہے کوئی اگر افسانہ میرے سوزشِ دل کا
بسانِ شمع شعلے ہون لبِ گفتار سے پیدا

وہ دیوانہ ہون قدمون سے مرے صحرا گلستان ہے
کیا ہے خون پانی رنگِ گل ہر خار سے پیدا

یہ کس دیوانے نے یارب کیا ہے کوچ دنیا سے
صدا ماتم کی ہے زنجیر کی جھنکار سے پیدا

کمر کی کچھ حقیقت سنکے اونسے یہ کھلا مجھپر
رموزِ غیب ہوتے ہین دہانِ یار سے پیدا

مریضِ حرص رہا ہین اس کسطرح صحت
اثر ہے شربتِ دینار کا دینار سے پیدا

کبھی دیکھا رخِ روشن جو اپنا اوسنے قاتل نے
ہوا خورشیدِ مشرق مغربی تلوار سے پیدا

مشابہ ہی جو اون دانتون سے میرے دلکو الفت ہے
نیا رشتہ کیا ہے گوہرِ شہوار سے پیدا

نکلتے گھر سے دیکھا جب اوس لیلی شمائل کو
تو کین آنکھون نے راہین رخنِ دیوار سے پیدا

بجائے اشکِ غم لختِ دل آنکھون مین کب آئے ہین
ہوئے لعل درجِ گوہرِ شہوار سے پیدا

غبارِ دل مین ملکر اشک آئی ہین جو مژگان پر
نیا ٹاپو ہوا ہی چشمِ دریا بار سے پیدا

نہین ٹپکے ہین آنسو حسرت دندان دلبر مین
ہوئے ہین یہ حباب آب در شہوار سی پیدا

نشان ظلم خونخوار ونکے دم کے ساتھ رہتا ہے
لہو کا رنگ ہو اب تک لب سوفار سے پیدا

خرام ناز سے اوسنے کیا ہے قتل عالم کو
چلین تلوار کا ہو یار کی رفتار سے پیدا

ذرا جب ضبط کرتا ہون مین سوز آتش غم کو
شرارے جائے سو ہوتے ہین جسم زار سے پیدا

دیکھا دے وہ مسیحا دم اگر آئینہ رخ کو
صدا ہو طوطی تصویر کی منقار سے پیدا

غزل ۱۰

وہ ہون رنگین نوا بلبل اگر چہکون کبھی ماہر
برنگ گل ہون نالے غنچۂ منقار سے پیدا

شعر ۱۰

اوس کمر کی یاد مین ایسا مین لاغر ہو گیا
جسم گھلکر داخل تعریف جوہر ہو گیا

مین یہ کچھ محو در دندان دلبر ہو گیا
رشتۂ جان بھی بدن مین سلک گوہر ہو گیا

وقت گریہ آگیا جب اوس روشن کا خیال
دیدۂ تر چشمۂ خورشید محشر ہو گیا

وحشت دل سے جو آنکلا سوئے میخانہ مین
محو دور چشم آہو دور ساغر ہو گیا

آبرو پہ پھیر دی پانی نہ وہ دندان صاف
گوشہ گیر اسواسطے دریا میں گوہر ہو گیا

وصل کی شب میں قیامت صبح کا آنا ہوا
صور محشر نعرہ اللہ اکبر ہو گیا

اپنی دست حنائی جو پونچھے میرے اشک
پنجہ مرجان غریق آب گوہر ہو گیا

جام بھر بھر کر پیئے کس آتشین رخسار نے
شعلہ جوالہ ساقی دور ساغر ہو گیا

قتل سے میرے ہوئی اسکی اصالت کی نمود
خون جگر خنجر قاتل میں جوہر ہو گیا

غزل ۱۱

سینہ پر داغ ہیں ماہم ہوئے ٹپکے اشک چشم
صحن گلشن میں برابر فرش گوہر ہو گیا

شعر ۲۱

ضعف تنہا مجھے پیری کی جفا سے نہوا
ہاتھ خالی مرے سایہ کا عصا سے نہوا

صاف احباب کا دل میرے صفا سے نہوا
دور اس آئینہ کا زنگ جلا سے نہوا

دل کشادہ مرا آہونکی ہوا سے نہوا
یہ وہ غنچہ ہے شگفتہ جو صبا سے نہوا

بادہ روح کا کیون نشہ ہی مجھکو یارب
مست شیشہ تو مے ہوش ربا سے نہوا

یاد گیسو مین نہ کیونکر دل پر داغ ہو شاد | کون طاؤس ہے جو مست گھٹا سے نہوا

جوش زن چشم مین آنسو ہون نہ کیون آہون سے | شور کس بحر مین تیزیٔ ہوا سے نہوا

ہاتھ پکڑا نہ کبھی اوٹھکے تھکے ماندون کا | خوش مین پابوسیٔ نقش کف پا سے نہوا

مجھ پہ نازل ہوئی عصیان کی بدولت رحمت | کم مرا دامن ترا ابر عطا سے نہوا

تو ہی اے شوق بتا ہے کوئی منزل جسمین | داخلہ پہلے مرا بانگ درا سے نہوا

کشتۂ راہ رضا ہو و فا زیست کی دیکھ | دم جدا مرکے بھی جسم شہدا سے نہوا

خاک آگاہ شکست دل نازک سے وہ ہون | آشنا ٹوٹ کے شیشہ یہ صدا سے نہوا

حسن کامل کو زمانیمین نہین حاجت زیب | دست مرجان کبھی گلرنگ حنا سے نہوا

ہادیونکی مجھے تکرار سخن کیا ہو گران | قافلہ تنگ کبھی بانگ درا سے نہوا

باغبان رنگ یہ ہے رحم دلی کا میرے | ہاتھ آلودہ کبھی خون حنا سے نہوا

ضعف پیری نے یہ سرکش کو جھکایا آخر | آشنا ہاتھ کبھی فرق عصا سے نہوا

کیون نہ تڑپاؤین مجھے سوزالم آہین
کون شعلہ ہے جو بیتاب ہوا سے نہوا

کبھی سالم نہین ہجتی کا مرض ہے اوسکو
درد جس قلب مین آوازگدا سے نہوا

کثرت نالہ سے آواز مری بند ہوئی
کام کیا سُرمہ سے ہوتا جو صدا سے نہوا

چشم مشتاق نے رُخ اوسکا ادھر پھیر لیا
جذب کعبہ کا کسے قبلہ نما سے نہوا

ضعف پیری نے یہ پابند کیا آخر کار
شام کی طرح جدا ہاتھ عصا سے نہوا

غزل ۱۲ — نہین باتون یہ ہے ماہر تجھے مطلب کی طلب
منھ سے مانگا تو دل آگاہ دعا سے نہوا — شعر ۱۲

بڑھا ہے حُسن میرے عشق سے صاحب جمالون کا
مرا رنگ پریدہ کیا ہے غازہ گل کے گالون کا

کھلا تا مجھسے کوئی پیچ اوسکے سر کے بالون کا
رقیبون کا سیہ دل ہے کہ جوڑا خوش جمالون کا

اگر افشا کرے تو راز ہم وحشت خصالون کا
زبان خار کہدے سب تو کندہ حال چھالون کا

پڑے سایہ جو نخل باغ پر ہم درد والون کا
چٹک مین غنچہ گل کے اثر ہو دل کے نالون کا

وحشت آگین جب رقم مضمون ہجران ہو گیا
شعر مین ہر مصرع ہر اک دست گریبان ہو گیا

بعد مردن وصل یار کا یہ احسان ہو گیا
جگنوؤن سے قبر پر میری چراغان ہو گیا

کس نے چھوڑا ہاتھ سے لکھا کہ ہجران ہو گیا
کلک مردہ ہو گیا مدفن قلمدان ہو گیا

ناتوان ہم اک وحشی جو گریبان ہو گیا
آبجو ہر جادۂ راہ بیابان ہو گیا

دل ہین اپنے کب ہجوم داغ ہجران ہو گیا
ایک غنچہ تیری قدرت سے گلستان ہو گیا

مجھ سے جب ہم ترا مرقد مین احسان ہو گیا
اک چراغ گلفشان رشک چراغان ہو گیا

صاف باطن ہین بغیر سعی کوشش کامیاب
پرتو انجم سے دریا مین چراغان ہو گیا

کیا ہوا آسایہ فقیرونکی جو تربت پر نہین
ہر بگولہ گنبد گور غریبان ہو گیا

سیر گلشن دیکھنے کو جب چلا وہ رشک گل
اوڑ کے رنگ رخ مرا رنگ گلستان ہو گیا

اک جہانکو ہم فقیرون نے مسخر کر لیا
بوریے کا نقش بھی نقش سلیمان ہو گیا

منزل مقصد نی راہ عشق مین جب کی کشش
جو نہال سبز تھا خضر بیابان ہو گیا

مے تیرے برسا جو ابر آے ساقی ابرو کمان
مجھکو باران کرم بھی ابر تیر باران ہو گیا

یون در آئے حسن کی دار خمر دیکھے ہمین ہم
جیسے عکس آئینہ مین تیرا نمایان ہو گیا

محفل مے مین جب آیا دشت وحشت کا خیال
دور ساغر گردش چشم غزالان ہو گیا

پڑ گیا ہے جن فقیرونکو قناعت کا مزا
خوان نعمت انکو خالی گردہ نان ہو گیا

ہون وہ بیخود ٹھیس گر شیشے کو لگتی دیکھلے
جا نکر اپنا دل نازک مین نالان ہو گیا

وہ شکار افگن جو آیا سیر گلشن کو کبھی
مرغ بسمل طایر رنگ گلستان ہو گیا

مجھکو بعد مرگ ہو گیا حاجت شمع و چراغ
دل جلی احباب جب آئے چراغان ہو گیا

دیکھ تو سوزش مری زخمونکی اے ناوک فگن
شمع کا شعلہ تری ناوک کا پیکان ہو گیا

کچھ نہ پوچھو ضبط درد دل مین جو گذری یہان
بجھ گئے آنسو جو تر اشکون سے دامان ہو گیا

انکے قدمون پر قدم پڑتا ہے میرا دشت مین
کیا مین وحشی سایہ چشم غزالان ہو گیا

کچھ تو گوش گل مین پھونکا تھا صبا نے صبحدم
نالۂ بلبل پہ ایک اک گل جو خندان ہو گیا

پوچھتے کیا ہو ہزارون قتل کر کے حسرتین
دل کبھی تھا اب تو اک گنجِ شہیدان ہوگیا

غزل ۱۴

باغ سے گھر کو چلا ماہر جو وہ رشکِ بہار
اوڑ گئین سب بلبلین ویران گلستان ہوگیا

شعر ۱۵

اثر سے مو قلم کو بھی نہین یارا روانی کا
مصور اب یہ نقشہ ہی ہماری ناتوانی کا

ضعیفی مین نکیون کشتہ ہون زورِ ناتوانی کا
مری پیری ہے اور عالم بڑھاپے پر جوانی کا

ضرر کیا ہم سبک سیرون کو پہونچے ناتوانی کا
مثالِ سایہ یہان عالم ہو گر نہین روانی کا

دکھا دیتا ہون نقشہ جب مین اپنی ناتوانی کا
اوتر جاتا ہے چہرہ صورتِ تصویر پانی کا

خیال آئے جو ساقی چشمِ مستِ یارِ جانی کا
دل پر خون بنے شیشہ شرابِ ارغوانی کا

مزا ہے بزم ہی مین شمع سان آتش زبانی کا
مثالِ شیشہ یہان موقع نہین پنبہ دہانی کا

نہ کیونکر طالبِ دیدار ہوتا یارِ جانی کا
مجھے تھا دیکھنا منظور اوسکی لن ترانی کا

نہ زائل حسن ہو یا رب کبھی اوس یارِ جانی کا
رہے ممدود سر پر زلف سان سایہ جوانی کا

جباب آسا سمٹکر تن سی دم آیا ہی آنکھون مین
نہین مشتاق سوز دل کی گرمی ہی مین پانی کا

خطِ رخسار کو کیونکر نکتہ دان سمجھین خطِ مصحف
تری بینی بتا دیتی ہی قرآن کی نشانی کا

حقیقت مین ہین گرما گرم باتین شعلہ رویون کی
زبانی شمع سان دعوی ہین آتش زبانی کا

نہ کچھ ہوگی کمی مجھ زار کے سیراب کرنے مین
مثالِ خار اسی شبنم ہون پیاسا ہون پانی کا

نگاہِ شوخ موسی نے تو کب کا دیکھ پایا تھا
فروغِ حسن گر پردہ رکھے لن ترانی کا

سفیدی دھوپ کے مانند آجاتی ہی بالونپر
بشر کے سر سے اوٹھ جاتا ہی جب سایہ جوانی کا

غزل ۱۵

ہوا ہو جاؤنگا مین بھی مثالِ رفتگان ناصر
تحقق ہی یہ تن خاکی غبارِ کاروانی کا

شعر ۱۵

ترے نام سے دم فنا ہوگیا
مین ہو کہہ کے یارب ہوا ہوگیا

جسے عشق زلفِ دوتا ہوگیا
اسیر کمندِ بلا ہوگیا

ترا مین کیا کیا نہ تنکے چننے
تنِ زرد جب کہربا ہوگیا

بنایا جو قسمت نے دانا مجھے	فلک فرق پر آسیا ہو گیا
تصور سے دیکھا رخ صاف یار	نہ آئے اگر وہ تو کیا ہو گیا
ہوا آگ جب گرم شگون کا آب	بدن خاک اور دم ہوا ہو گیا
مرے جذبۂ دل سے چلے آئے وہ	مرض درد دل کی دوا ہو گیا
جفا کر کے مشہور عالم ہوئے	برائی سے اونکا بھلا ہو گیا
یہ عطر اونکے ملنے سے آفت ہوئی	چلے جب تو فتنہ بپا ہو گیا
بھرا خون قاتل کے دامن مین جب	بہار ریاض ادا ہو گیا
تکدر کی بیا نتک کی لوگون نے قدر	غبار دلی کیمیا ہو گیا
ہوا عیش شاہی کا باعث شباب	جوانی کا سایہ ہما ہو گیا
عبث کب ہے نالان جرس راہ مین	کوئی قافلہ سے جدا ہو گیا
بنا فرد الفت جو دل عشق مین	ہر اک داغ مہر وفا ہو گیا

غزل ۱۶	کہو تو جو ماہر کو مارا عبث بتوں سے تمسے راضی خدا ہو گیا	شعر ۸

تقصیر محتسب نہ مغان کا قصور تھا
شیشہ تو خود شراب کے نشہ مین چور تھا

وابستہ جس سے تھا اوسی دلبر سے دور تھا
یارب مگر مین سایۂ بال طیور تھا

ممکن نہ گر نظارۂ حسن حضور تھا
پردا بنی سے عرش پہ پھر کیا ضرور تھا

کیا خوش ہون جب مین بزم مین شمعون کا نور تھا
ہٹنا تھا پاس اونکا ہی قدمون سے دور تھا

اس بعد پر تو سوز دروں نے کیا سیاہ
اچھا ہوا کہ سایۂ مرغان سے دور تھا

معراج کی تو رات ہوا و بے حجاب ہو
پہلے پہل کی بات تھی پردہ ضرور تھا

آتی تھی کیون نبی کو صدائے پس حجاب
کوئی ادھر نہ تھا تو ادھر تو ضرور تھا

غزل ۱۷	ماہر کھلا لحد مین کہ تھی زیست دور بین نزدیک دیکھتے تھے جسے ہم وہ دور تھا	شعر ۱۶

آیدہ بعد عمر گر از کوئے یار ما | گیرد بہ بر نہ تنگ ہوا را غبار ما
ظاہر شود چہ سوز دل بیقرار ما | آتش زند بہ دامن صرصر غبار ما
چون نیست ہیچکس بجہان سوگوار ما | جامہ دری کند بہ غم ما غبار ما
آخر فنا شدہ ہمہ شان و وقار ما | بر خود چسان نہ رنج نہ پیچد غبار ما
چون باد تند بود دم احتضار ما | رفت از ثرا باوج ثریا غبار ما
آمد بہ سر ز چرخ چہ بر حال زار ما | دارد ہوا بدست خطی از غبار ما
از پیچ و خم نشانہ کند چون غبار ما | افتادہ است بر سر ما کار و بار ما
در جوشش بحر ہا کف دریا شود سحاب | اشکے چکد گر از مژہ اشکبار ما
بینی بیک اشارہ ز باد فنائے دہر | صد بار رفت لبست ز ہستی غبار ما
گردند صرف ظلمت بحر و بر آن سواد | آمد زیاد انچہ ز کنج مزار ما
حیف است لطمہ ہائی ہوا را گمان نزید | گردم زند دمے بغم ما غبار ما

از تشنگی مپرس کہ دریا فرو برد
چون ابر گر بر آب بر آید غبارِ ما

آہم خلافِ طبع ہوائی جہان رود
گر ساعتی بخاک نشیند غبارِ ما

آن مُنتہی بپا شد و این منتہی بچشم
آن زلفِ تو و این شبِ تارِ مزارِ ما

تا آسمان فضائی جہان پر شود ز خاک
مشتی ز گردِ غم چو فشاند غبارِ ما

غزل ۱۸

عالم ز باد دہر نہ چون صدمہ ہا رسید
واند غبار را جگرِ زخمدار ما

شعر ۵۱

ثابت خود کبِ آفتون مین تنِ زار لیگیا
سایہ بھی گر چڑھا تو سر دار لیگیا

یوسف کو کیا سمجھکے خریدار لیگیا
جو حسن تھا وہ صدمۂ بازار لیگیا

تربت مین سیدھی یہ تنِ زار لیگیا
کیا جان تھی کہ مرکے بھی کچھ بار لیگیا

سایہ بھی ساتھ تھی قدِ یار لیگیا
سودا تھا کیا کہ گھر سے خریدار لیگیا

یوسف کے حسن نے یہ کیا گاہکونکا حال
جو جسکو ملگیا سر بازار لیگیا

تڑپا لحد مین بھی تو یہ حیران ہوئی اجل
دم مجکو دیکے کیا ترا بیمار لیگیا

وہ اور ہین جو ڈالتے ہین بوجھ چار پر
مین قبر مین تڑپ کے تن زار لے گیا

رہرو زمین پہ رکھکے اوٹھا لیتے ہین قدم
کیا سوز دل حضور کا بیمار لیگیا

کی آئینہ پہ ڈر کے زلیخا نے بھی نظر
یوسف کو حسن جب سر بازار لیگیا

صدمے سے زخم تن بھی لہو ڈالنے لگے
تیری ہنسی اوڑا کے جو سوفار لیگیا

کیا کہتے درد دل ترے پیکان سے میرے زخم
جب منھ کی بات چھین کے سوفار لیگیا

میخانہ مین یہ رات کو زاہد کی گت بنی
شال کمر کوئی کوئی دستار لیگیا

جب پائمال ہونیکو بیٹھے ترے ضعیف
سایہ زمین سے سر دیوار لیگیا

دیوانگان عشق کا جبتک کہ ہو گذر
مین چن کے خار وادی پر خار لیگیا

بازار عشق مین مرا سودا بکا تو یون
نقصان مجھکو دیکے خریدار لیگیا

منزل کو وہ ہے صفت سایہ راہ بھر
مین کھینچتا ہوا جسد زار [illegible]

منقار مین اوٹھا کے نجانے کہ کس لئے ‌ ‌ ‌ افتادہ پر بھی مرغِ گرفتار لے گیا

پورے نہ دام مال کے جب دیسکا غریب ‌ ‌ ‌ کچھ رنج مول لیکے خریدار لے گیا

صیاد مجھ غریب پہ بس ہو چکے ستم ‌ ‌ ‌ سو بار لایا باغ سے سو بار لیگیا

منعم بھی کیون نہ مر کے جنازہ مین ہون سوار ‌ ‌ ‌ اگلی ہوائے سر تو ہوا دار لیگیا

نقصان ہوا تجارتِ الفت مین ہر طرح ‌ ‌ ‌ سودا بکا تو رونقِ بازار لیگیا

منظور حالِ زار دکھانا تھا باغ کو ‌ ‌ ‌ ٹوٹے بھی پر جو مرغِ گرفتار لیگیا

پہونچا اوسیکے زور سے تا منزلِ عدم ‌ ‌ ‌ جو دم چرا کے موت سے بیمار لیگیا

دنیا ادھر کی جنسے ہوا کرتی تھی ادھر ‌ ‌ ‌ وہ کروٹین فقط ترا بیمار لیگیا

چاکِ لباسِ قبر بھی تھا بسکہ مجھپہ شاق ‌ ‌ ‌ پیوند کے لیے جسدِ زار لیگیا

نالے اوسیکے گوشِ گلِ باغ تک گئے ‌ ‌ ‌ جو دل دو نیم صورتِ منقار لیگیا

یون مٹگئے سیرِ باغ کے ارمان ضعف مین ‌ ‌ ‌ جب رنگِ رُخ اوڑا سوئے گلزار لیگیا

بجھکر چراغِ قبر جلا و ٹھتا ہے راتکو / وہ سوزِ دل حضور کا بیمار لیگیا

تربت بلند ہوکے بھی کچھ خاک بچ رہی / حسرت زمین کی یہ زمیندار لیگیا

مین کیا وہ یاد آئینگے تا حشر خلق کو / آخر مین ہچکیان جو ترا زار لیگیا

کیون میرے شکر مین نہ زبان تیر کی ہو لال / زخمو نکی تھی جو بات وہ سوفار لیگیا

سو بار تیرے عشق مین مرنے کا تھا جو جوش / جب دم دیا کسی نے یہ بیمار لیگیا

ہنستے نہ تیرے تیر پہ کیون زخمِ تن مرے / کھلوا کے منھ کو ضبط بھی سوفار لیگیا

وہ سوئے کفر جانے مین مجبور بھی تھوے / گردن مین ہاتھ ڈال کے زنار لیگیا

کنجِ قفس سی پیشکش باغ کے لیے / تپّے صد لکے مرغِ گرفتار لیگیا

سر سے نکلکے پاؤن تک آئے بسانِ زلف / یون خار مین چھو کے مین ہر خار لیگیا

اب رو رہا ہون درد کو یہ سوچ سوچکر / وہ شے تھا یہ کہ جسکو خود آزار لیگیا

اتنی بھی قید تھی جو رہائی پہ ناگوار / سایہ بھی ساتھ مرغِ گرفتار لیگیا

یوسف نے بس نگاہِ توجہ اوسی پہ کی — دل ہاتھ مین فقط جو خریدار لیگیا

پلکین گواہ ہین اُنہین دیوانون کے لیے — آنکھونسے چھلکے دشت کے مین خار لیگیا

لین لاکھ حقکی بندہ زر نے عبادتین — ماتھا مگر علامتِ دینار لیگیا

ڈھونڈھین تڑپ تڑپ کے مریضِ جہان ہزار — جو درد تھا وہ آپ کا بیمار لیگیا

اللہ ری حرص درد کی اللہ رے مزے — کس کس کے زخم مرہم زنگار لیگیا

دنیا کی دوڑ دھوپ سے منصور دیکھ لے — دم یون چڑھا کہ تن کو سرِ دار لیگیا

کاغذ بھرا اوراوتر گیا چہرہ ضعیف کا — تصویر کھینچکر جو طلبگار لیگیا

آئی صدا کراہنے کی قلبِ زار سے — جب منھ بغل مین آپ کا بیمار لیگیا

پاؤنکو جانے دیجیے خود سر سے پوچھیے — شانہ نکالکر مرے سر کے خار لیگیا

بکنے لگا جو موت کا سودا اچھا نہین — آنکھونکو بند کرکے خریدار لیگیا

دیکھی لحد پہ جسنے مری قلب کی چمک — ہر بار ہاتھ اوٹھا لیا ہر بار لیگیا

گوہر سی تیرہ کی کون ہی محتاج دہر مین | جو آبرو سی شی سرِ بازار لیگیا

غزل ۱۹

ماہر کچھہ اوس سی پوچھہ لے چشم سیہ کا حال
کاجل نگہہ سی ہاتھہ پہ جو پار لے گیا

شعر ۳

رونقِ تن سی شباب اپنا وفا کیا کرتا
تھم کے سایہ کے لیے مرغِ ہوا کیا کرتا

دل نہ دکھتا تو غریبون سے وفا کیا کرتا
چوٹ پڑتی نہ جگر پر تو درا کیا کرتا

باوفائی مین جفاؤن کا گلہ کیا کرتا
اچھی دل کو مین حسینون سی ہبہ کیا کرتا

مین عزیزون سے بھلا ترکِ وفا کیا کرتا
خون مین خون ملا تھا تو جدا کیا کرتا

ہوشمین آکے خود اپنے کو فنا کیا کرتا
ہون حبابِ لبِ جو چشم کو وا کیا کرتا

تھی یہ صورت تو اثر کا مین گلہ کیا کرتا
ہاتھہ مطلب سے اوٹھاتا تو دعا کیا کرتا

نام مین وصفِ صفائی سی بھلا کیا کرتا
اور گے خون سی کن نشو و نما کیا کرتا

عکس آئینہ ہو نمین اونسی گلا کیا کرتا
لب ہلاتا بھی تو مطلب کو ادا کیا کرتا

چاند سی شکل کا ہی عکس مری سینہ مین
اور اب آئینہ دل کی جلا کیا کرتا

کروٹین لیکی شب ہجر یہ مین کہتا ہون
دل جو ہوتا تو محبت کا مزا کیا کرتا

راہ چلتون پہ مٹا مین صفتِ نقشِ قدم
اب سلوک اور محبت کا مزا کیا کرتا

استخوان کہائی نہ اس وجہ سی مجہہ وحشی کی
جائی پر خار نکلتی تو ہما کیا کرتا

آپ بیٹھا ہوا زخمون پہ چھڑکتا ہون نمک
اور اب مجہسی محبت کا مزا کیا کرتا

اونگلیان بند کھلی جاتی ہین دیکھو تڑپن
دل کو مٹھی مین نہ دیتا تو بھلا کیا کرتا

دیدیا ہی انھین مٹھی مین مسلنی کی لئی
اور اب دل کی تڑپنی کی دوا کیا کرتا

راہ مین کون مری ساتھ اوٹھاتا زنجیر
ساتھ ہی اپنی مین سایہ کو جدا کیا کرتا

اسپہ تو آنکھونکو کہولی رہا ایک ایک حباب
سر مین بھرتی جو نہ دنیا کی ہوا کیا کرتا

دیکھتا آئینہ سان لیکی نکیون دل مین تجھے
نے تیری سیرِ طلسمات فنا کیا کرتا

سود ہین درد کی لذت نے دیئے اک دل کو
اور اب زخم کے کھانے کا مزا کیا کرتا

اچھی خاصونکی تو آواز ہے یہ نالے ہین
میری نالون کو جو سُنتا تو درا کیا کرتا

عکس آئینہ ہو گمین ہو تو اونہین کو ہو گلہ
اونسی مین شکوہ انداز و ادا کیا کرتا

سایہ مرغِ ہوا تک کے تو ترڑپا چھوڑا
اور اب دل کے تعلق کا مزا کیا کرتا

ڈھونڈھتی پھرتے تھے شب خانۂ اصلی اپنا
نہ اشارے سے بتاتا تو عصا کیا کرتا

سو جگہ لیتی ہوئی دم اجل آئی مجھ تک
اتنی دوری مین ملاقات قضا کیا کرتا

روکی ہین بوجہہ ضعیفی کا نگاہین میری
لیکن مین ضعف کے عالم مین عصا کیا کرتا

لاکھہ کچھہ تھا یہ نہ مٹھی سی نکلنے پایا
شوخی کرتا بھی تو وہان رنگِ حنا کیا کرتا

اونکی پرچھائین کی صورت سی نظر آتی ہی
جسم سی اپنی مین سایہ کو جدا کیا کرتا

مین تو خیر آئینہ کا عکس جو ہوتا گویا
آپ سی آپکی باتون کا مزا کیا کرتا

دل نکلجانی پر آتا تو نکل ہی جاتا
مجمعِ غمزہ و انداز و ادا کیا کرتا

شمع کشتہ کی طرح جھکی نہ جلبت کیونکر
جو فنا کر کے پلی مین وہ بقا کیا کرتا

کسی ماندہ بیکس کی صدا آتی تھی
کان پر ہاتھ نہ رکھتا تو درا کیا کرتا

جان اجل لیگئی اور ہاتھ نہ پکڑا مین نی
اور اب دم کی نکلنی کا مزا کیا کرتا

چل بسی شام کا سب تاج ٹہہنانیوالے
سر برہنہ جو نہوتا تو عصا کیا کرتا

پیچھی آنے پہ ضعیفون کے تو یہ نالی ہین
بیٹھ جاتے کہین تھک کر تو درا کیا کرتا

دل تو خیر آہی گیا چھوٹی سی مٹھی مین وہان
اب سینے کلیجے کے تڑپنے کی دوا کیا کرتا

دست و پا تک کو تو پھیلا ہی ان دینی کی لئی
اور اب جان کی دینے کا مزا کیا کرتا

غزل ۲۰	ہاتھ کس سے دیکھین بندھوا دئی ونکے ماہر شوخیان اس سی سوا رنگ حنا کیا کرتا	شعر ۵

نہین ہے آج سی ای سوز غم گلہ دل کا
کہ آنکھ کھولکی دیکھا ہی آبلہ دل کا

کھو شباب سے ہو کی نہ ولولہ دل کا
نکلتی دی جو نکلتا ہی حوصلہ دل کا

لٹا ہی لاکھ حسینون پہ حوصلہ دل کا
کہان کہان نہ لٹا ایک قافلہ دل کا

سما سکا جو نہ خود اور نمین ولولہ دل کا
سمٹ کی سینے سی نکلا ہی حوصلہ دل کا

شریک درد ہی کیونکر کرون گلہ دل کا
ہنسا جو مجھپہ تو رویا ہی آبلہ دل کا

بلا سبب نہین کچھپہ تنگ حوصلہ دل کا
تپک رہا ہی کہین کوئی آبلہ دل کا

چلا ہی آج سوی چشم حوصلہ دل کا
کھڑی ہین راہزن آتا ہی قافلہ دل کا

خوشی یہی ہی تو اچھا سنو گلہ دل کا
کسیطرحسی بھی ہو تو فیصلہ دل کا

جلا رہا ہی جگر کو جو حوصلہ دل کا
لئی ہی آب کا چلو بھر آبلہ دل کا

ہی رخ کے آئنہ کا سبزہ حوصلہ دل کا
گرا ہی پیاس مین پانی پہ قافلہ دل کا

وہ دیکھلین تو نہ دل ہو نہ ولولہ دل کا
لڑی نگاہ تو ہو جائی فیصلہ دل کا

کبھی نہ دلکی تو کیونکر ہو گلہ دل کا
کبھی تو منہ سے بھی پھوٹے کچھ آبلہ دل کا

یہ قول تجربہ کارانِ دردِ فرقت ہی
نہ آنکھ ہو نہ نظر آئے آبلہ دل کا

کلیہ سی جو تپک کے بھی کھل نہین سکتا
وہ قفل دل مین لگائی ہے آبلہ دل کا

بلند دیکھکی سینہ نہ اتنا ہک دک ہو — اسیطرح سر اوٹھاتا ہی حوصلہ دل کا

بخیر ہو سفرِ طفلی و جوانی و شیب — وسط کی چھوڑ دی منزل جو قافلہ دل کا

یہ وقتِ نزع رگِ جان کی پہانس او بھری ہے — اٹک اٹک کی نکلتا ہی حوصلہ دل کا

جگر نے چین سا پایا ہی بند ہین آنکھین — ابھی جو پھوٹ بہا ہی کچہہ آبلہ دل کا

چہپائی بیٹھی ہین زلفون کو وہ ڈوپٹی سی — سراکو ڈھونڈھتا آتا ہی قافلہ دل کا

کبھی جو خارِ رگِ جان سے چہیڑ دون اسکو — تمام عمر لہو روئی آبلہ دل کا

اجل کے وقت کا ہون منتظر جو فرقت مین — دکہا رہا ہی گھڑی مجکو آبلہ دل کا

نہ دیکھی جائیگی صورت بھی مجھسی ماتم کی — کلاہ سر سے اوتاری نہ آبلہ دل کا

مقامِ خوف جو ہین طفلی و جوانی و شیب — سہ منزلہ کئی آتا ہے قافلہ دل کا

نہ نیچی پاؤن کے آجائی کچھہ سنبھل کے چلو — ملا ہی گیسوؤن سی جا سلسلہ دل کا

عجب نہین اس اشاری سی چلی آئین — تپک تپک کی بلاتا ہی آبلہ دل کا

خبر نہیں او نہیں وہ ہان کھل رہی ہین زلف کی بل
ہلا رہا ہین یہان سی جو سلسلہ دل کا

ستائے مجکو یہ فرقتین وصلمین وہ اونھین
مجھی جگر کا ہی شکوہ تہین گلہ دل کا

بجھا دی آگ وہی سی مری کلیجے کی
بھری ہی آکی پچھا گل جو آبلہ دل کا

نہ آئے دشت سیہی کیوں ان ہین سائین کی آواز
نکلگیا تہا کبھی ہو کی قافلہ دل کا

خطا مجھی سی ہوئی جب جو کچھہ کہون مجرم
چلو سدہار و مبارک تہین گلہ دل کا

جو تم کھلا ہوا منہہ دیکھتی ہو مرنے پر
نکلگیا ہی اُنہی سی حوصلہ دل کا

اچانک آکے گری ہین جو رہزنان ادا
تتر بتر ہوا جاتا ہی قافلہ دل کا

وہ اک ادا سی جو آ بیٹھے ہین مری دلمین
دھری ہی پیار سی منہہ دلپہ آبلہ دل کا

اوسی سی آئی قیامت اوسی سی حشر ہوا
ہماری دل سی جو نکلا تہا حوصلہ دل کا

چہار سمت جو ہین رہزنان حسن تو ہون
دبا کے راہ نکلجائے قافلہ دل کا

کھڑی ہی ہین لوٹنی جو منھہ وہ دیکھتی رہجائین
جو دب دبا کے نکلجائے قافلہ دل کا

بہت ہی خوب رہی گیسوؤنکی پر دہین / جو راتارات نکلجائی قافلہ دل کا

سرائی زلف کی حجری بہر ہوئی ہین تمام / اوتر رہا ہی برابر جو قافلہ دل کا

صدا یہ دیتی ہی بو ملکہی ڈوپٹّے کی / لٹا ہی گرد کے پرمین قافلہ دل کا

چلا نہ زور کسی سی کبھی غریبون کا / دبائی راہ کو کیونکر نہ قافلہ دل کا

کھویا و نسی کہ اب ڈہونڈہنی سی کیا حاصل / نکلگیا کسی جانب کو قافلہ دل کا

یہ بعد مرگ کیا کسنی بند منہہ کو مرے / نکل رہا تہا ابہی دل سی حوصلہ دل کا

وہ ہاتہہ کان پہ کہتی ہین مین ہٹاتا ہون / کبہی وصال مین ہوتا ہی یون گلہ دل کا

وہ اپنی سینی کے کچہہ حسن کو جو روکے ہین / کہنچا ہوا ہی شکنجی مین حوصلہ دل کا

مسل کے پھینکدین وہ اپنی ہاتہہ سی جو کبہی / تمام قصی ہون ہو جائی فیصلہ دل کا

گواہ اسپہ حباب روان دریا ہین / کہ دم مرا لیئی جاتا ہی آبلہ دل کا

یہ کمسنی یہ دم نزع یہ چلے آنا / ہٹو ہٹو کہ نکلتا ہی حوصلہ دل کا

یہ کس طریق سے لپٹی ہو رکھ کے گل تکیہ — اوٹھاؤ گال کہ دبتا ہے آبلہ دل کا

ہماری نزع کی اولجھن سے تم نہ گھبراؤ — اسیطرح سے نکلتا ہی حوصلہ دل کا

غزل ۲۱

کلیجے دیکھنے والونکے پھٹتے ہین ماہر

جو منہہ کو ڈھانپ کے روتا ہی آبلہ دل کا

شعر

شمع کیطرح بشر فکر مین بیدم ہوگا — اور بھی جسم گھلیگا سر اگر خم ہوگا

دل بھی اک زخم ہی خوش ہو گا تو بیدم ہوگا — جسقدر اسکو ہنساوگے لہو کم ہوگا

چرخ کسطرح کری خوش کہ نیا غم ہوگا — رنگ نکلیگا جو میرا تو لہو کم ہوگا

ہجر کی شب کی درازی سی نہ کچھ غم ہوگا — رنگ اوڑنے سی مری صبح کا عالم ہوگا

صفت شیشہ می نظم مین عالم ہوگا — لعل و گلونکا سر فکر اگر خم ہوگا

بی سبب کے نہ یہ دہڑکن نہ عبث غم ہوگا — دل مین ارمان کے مرجانیکا ماتم ہوگا

دیکھینگی اولٹی ہوئی آنکھین بھی جھک جھک کے ہمین — نشۂ فصل جوانی مین وہ عالم ہوگا

غزل ۲۲	تیز رکھ اپنی زبان تیغ کی صورت ماہر تجھ مین دم ہوگا تو دشمن ترا بیدم ہوگا	شعر ۱۷

ہمنی تو جان نذر دی دل کو فدا کیا
اب تم تباو چاہنی والون سی کیا کیا

الفت مین سعی مرگ نہ کرسکے برا کیا
مرنیمین ہات پاون نہ ماری تو کیا کیا

نہ لاشس ہی اوٹھائی نہ دم کو فنا کیا
ای درد تو نی اوسکی کلیجی مین کیا کیا

خاکی بدن نی روحکو بسیون فنا کیا
جسطرح آب جام گلی مین گھٹا کیا

مضطر وہ تہا کہ ایک مری خوف دفن سی
برسون زمین کا بھی کلیجہ ہلا کیا

افسوس زلزلہ کہا اوسکو جہان نی
پردےمین خاک کی جو مرا دل ہلا کیا

رشتہ سی کہہ رہا ہی کہ کافور شمع بزم
ٹھنڈا کلیجہ جسنی جلایا جلا کیا

سمجھا تا بیخودان محبت کو ہی عبث
خود آپ کہہ رہی ہین کہ یہ ہمنی کیا کیا

مین گر مطیع عشق ہوا تو عجب ہی کیا
خود دلو آب چاہ کا پانی بھرا کیا

دی مین نی جان آنکھونپہ تو کیا کیا قصور · اوسکو نہ کچھ کہا کہ جو سرمہ پسا کیا

آوارگان دشت محبت غشا نصیب · گر تہک گئی کبھی تو مقدر پہرا کیا

اتنا ہوا وہ آکے مری گہر جو پہر گئے · پتلی سا کوئی آنکہہ مین سوجن پہرا کیا

کہتا ہون کروٹون مین شب ہجر کی بہین · دنتک تر دل تمہارا اتکو پہلو سی کیا کیا

افسوس شل عود ہی پہوٹی نہ تو کبھی · اسطرح چپکی چپکی کلیجہ جلا کیا

پہ دیکین پر کے توڑ دئی میری استخوان · وعدہ تو کچھ کیا تہا یہ صیاد کیا کیا

بگڑو جو دل سی تم تو خوشامد کیون کرون · وہ ہی منائی ہی تمہین جسنی خفا کیا

غزل ۲۳

ماہر یہ کس ادا سی وہ شانہ ہلا گئی
یون دل ہلا کہ قبر مین لاشہ ہلا کیا

شعر ۶

شب فرقت جو تڑپا کیا ہوا ئے کہکشان میرا · شکنجہ مین کہنچا خود چرخ لیکر امتحان میرا

تماشا ہی کہ وہان پیری مقدر یہان جوان میرا · مٹا جاتا ہے گردون اور زمین مٹتا نشان میرا

برنگِ بو ہین ہمراہی لقب ہی ناتوان میرا — صدائی رنگ غنچہ پر پروان ہی کاروان میرا

یہ ادنی سا ہی حال خوفِ راہ جانستان میرا — پریدہ رنگ پیچھے ہین تو آگے کاروان میرا

لقب ہی سخت جان کیونکر ہو کوئی رازدان میرا — شرر ہی سنگ از خود تو کھلی سوزِ نہان میرا

سبکدوش ہو مدد آیا ہی وقتِ امتحان میرا — ادھر ہی قافلہ بو کا ادھر ہی کاروان میرا

لقب ہی عندلیبِ زار اتنا ہی نشان میرا — شکستِ رنگ کو کہتی ہین گل شورِ فغان میرا

سمجھ لے یہ تو ہلوی قبر دشمن آسمان میرا — زمین برباد ہوتی ہی تو مٹتا ہی نشان میرا

ہوا و برق ادھر دشمن ادھر دشمن آسمان میرا — سہارا اب تنکی کا بھی رکھی آشیان میرا

جوانانِ چمن مین جب کبھی تھا قدردان میرا — مثالِ حرز بازو پر بندھا تھا آشیان میرا

سفر والونکی یارب خیر ہو بیجا گمان میرا — اوڑینگی رنگ چہرون سے لٹی گا کاروان میرا

سفر مین سنگی بو کہتا ہی قلبِ ناتوان میرا — ہوا ہی کوئی شی تھی جسنی لوٹا کاروان میرا

سمجھلو یہ تو کہنچو ہاتھ اہلِ کاروان میرا — تمھین نے نام رکھا تھا ضعیف و ناتوان میرا

تری رحمت رسی ہو جاتا مقدر گر جوان میرا
زمین مٹتی فلک مٹتا نہ مٹتا تو نشان میرا

نظر گلچین کی کیون پڑتی اوجڑتا کیون مکان میرا
چھپا لیتی جو برگ نخل ملک آشیان میرا

وہین سب ہمزبان ہین ہو رہے کچھ بیان میرا
چمن مین جس طرف اوجڑا پڑا ہی آشیان میرا

مثال دانہ مین ہون آسیا سان ہے مکان میرا
نہ پوچھو اہل دل حال زمین و آسمان میرا

طلسم عشق ہی ملتی کہ روئی ناتوان میرا
اڑائی رنگ تو تصویر پہ مٹ جائے نشان میرا

وہ بلبل ہون اوجڑنیکی خبر پائی جو گلشن مین
چھپایا ہم صفیرون نے پر بنی آشیان میرا

مثال ریگ ساعت میری قسمت بھی تماشا ہی
زمین پر گر رہا ہون گو فلک پر ہی مکان میرا

عنایات فلک کا گر کبھی اظہار مین چاہون
بچائی خس گرائی برق برسون آشیان میرا

مری دامن کو رنگین اشک خون سی ہونی دین دوست
محبت مین لٹیگا میری ہاتھون کاروان میرا

ٹھہرتی آئینگی رستی کی چلنی کو وہ کیا جانین
کوئی کہدی کہ لاشہ بھی ہو تہم تہم کر روان میرا

مثال ریگ ساعت اب چھٹیگی خاکساری کیا
زمین پر تہا قدم آسمان پر تہا مکان میرا

لحد سی خاطرِ نازک مکدر اونکی ہوتی ہے
کوئی اتنا نہیں جو مٹا دیتا نشان میرا

کہا میں نے جلو جھگڑا گیا اب جلنے جلانیکا
عوض خس کے بنا جب بجلیوں سی آشیان میرا

فلک پر کہکشان کو دیکھکر کہتا ہون قیمتن
زمین پر مین طپان تہا چرخ پر کیسا نشان میرا

ہوا پر باغ ہو گا بوئے گل ترائیگی ایسی
اوڑایا بلبلون نی گر کبہی رنگِ بیان میرا

گذر جاتا نہ دم کے ساتہہ کیونکر بحرِ ہستی سی
لگا تہا کشتئ عمرِ روان پر باد بان میرا

حباب آسا فلک کے دور مین مٹکر یہ کہتا ہون
کسیکا ذکر کیا ملتا نہیں مجکو نشان میرا

ادب آموزِ شمعِ بزم ہو کیونکر نہ اب گلگیر
زبان مین بڑہ چلا تہا مجہسی کوئی ہمزبان میرا

کوئی پوچھی خبر اس تفرقہ کی تجکو بہی کچہہ ہی
کہان دل مر رہا ہے دم نکلتا ہی کہان میرا

حباب بحر ہون پوچھو مجہسی حال قسمت کا
یہ گردش ہی کہ میری ساتہہ ہے پہرتا مکان میرا

ہوا پہ دیکھکر تنگی قفس مین مین یہ کہتا ہون
کدہر ہو باغ والو لٹ رہا ہے آشیان میرا

ہدف ہون جب زمانیکا تو کیا خوش ہون نہ ہون کیون دوست
کریگا تیر باران ہی مجہی نام و نشان میرا

مثالِ رنگ ساعت مے ہم مدون کسطرح لے گردون
زمین تہا نام جسکا اب وہی ہی آسمان میرا

بنا اے ناتوانی کر دیا تصویر ہی بالکل
اوڑا ہی رنگ چہرے سے بہی تو منہ پے نشان میرا

جہان سب گردشین ہین اے فلک یہ بہی وہ کہا مجکو
حباب بحر کیصورت گری مجہپر مکان میرا

نشان دیکہین شگافِ کلک کا حسّاد حرفون مین
کلیجے چاک کرتا ہی ہمین طرزِ بیان میرا

قفس مین مین ہون وہان پہولو پہلی شاخین گلستان مین
عوض میری لگاتی ہین گلی مین آشیان میرا

نگین کسطرح مجکو دوست وہ کیون رکہی ہر نامی
کہ تجہکے بہی دل مین نقش ہی نام و نشان میرا

قوی دنیا مین کوئی شی نہین ہی ناتوانی سے
پہرایا سر کو میرے تلوون کی پہرتا ہی مکان میرا

کہلین بسا ہو مثلِ حبابِ بحر مٹ جاؤن
نہ چہیڑو اے حسینو دل بہت ہے ناتوان میرا

فلک نقشِ نگین تیرے بتین ہون یو تو کچہہ ہوگا
اوڑی طبقہ زمین کا تو مٹی شاید نشان میرا

ابہی کمسن ہو تمسے شکل وہ دیکہی نہ جائیگی
ملو سر کو کہ دم دیتا ہی قلبِ ناتوان میرا

محبت ابروؤنکی خوب ہی سیدہا بنائیگی
نکل جائیگا بل سارا دمِ زورِ کمان میرا

نکلیونکر بند کردی ضعف میری جاں گی آنکھونکو ‌ ڈرینگی جانکر وہ زخمِ قلبِ خونچکان میرا

نجائی سجھی ضعفِ پر وسعت زمانہ کی ‌ کلیجے کی تڑپ بھی کچھ کریگی امتحان میرا

زمین سی پیٹ اوٹھتی ہی تو کہتا ہون کہ سر کین ‌ اوٹھائیگا مری لاشہ کو خود دردِ نہان میرا

نقوشِ آب کی صورت برائی نام مٹنا ہی ‌ مین دیکھو نہ تو فلک کبتک مٹاتا ہی نشان میرا

اونہین سی پوچھیی صدمہ اسیرونکی جدائی کا ‌ کلیجے سی لگائی بیٹھی ہین جو آشیان میرا

مٹی کا کیا کہ مثلِ خامۂ حکاک ہی گردون ‌ قدم کی نقش سی بھی کم ہی کیا نام و نشان میرا

علامت کچھ بتائی جب شبِ فرقت تو مین بولا ‌ نجانی رہگیا کب مر کے قلبِ ناتوان میرا

شبِ فرقت کا جاگا تہا نہ دیکھا آئنہ اس سی ‌ دکہاتین مجکو آنکھین زخمِ قلبِ خونچکان میرا

غبارِ ریگِ ساعت کیون نہ اولٹی سانس لین یارب ‌ زمین آخر اولٹکر بنگئی ہی آسمان میرا

تمہارا ناز پروردہ بھی مثلِ برگ مردہ ہی ‌ جگر کی اب خبر لو دل تو تھا ہی نیم جان میرا

مثالِ کلک جب خم ہو گئی کیونکر زبان کہولون ‌ مرا ہی زخمِ دل بنجائیگا زخمِ زبان میرا

نکلکر دم شب فرقت نکیونکر تخلیہ کردی
جگر سی کچھ کہیگا حال قلب ناتوان میرا

تڑپنی مین نہ مین رہ کے کیون اوڑتی ہی فرقت مین
یہین کیا دفن ہونگا دم نکلتا ہی جہان میرا

غزل ۲۴

کہونکیا ریگ ساعت جب ماہ مہر دور گردون گئین
جو کچھ ہی خوب ہی حال زمین و آسمان میرا

شعر ۱۵

طلسم تہا کہ شعاعون مین آفتاب آیا
ہزار ہات پہ اک ساغر شراب آیا

کہو مغان سی مبارک خم شراب آیا
زمین پہ پاک ہوئی اب کہ آفتاب آیا

نہ شرم ائی شب وصل اگر تو خواب آیا
غرض و نہین یوہین نیند آئی یا حجاب آیا

یہ اتحاد تہا قاصد تو کیون عتاب آیا
کہا تہا دل نی جو میری وہی جواب آیا

نزاکتون کی مقابل مین آب آب آیا
غشی جب آئی ادہنین ہوش مین گلاب آیا

مقابل رخ روشن جب آفتاب آیا
چراغ روز بنا اسقدر حجاب آیا

سبب یہ تہا کہ جو مستون مین انقلاب آیا
جدہر وہ انکھ پہری ساغر شراب آیا

شراب پیکے جو بیٹھی تو ذکر خواب آیا ہماری بخت سی نشہ مین بہی حجاب آیا

ہمین تو اپنا سمجھتی ہوئی حجاب آیا یہ روشناس کہا انکا تہا جو شباب آیا

چھپی وہ آئینہ مین جاکے بے حجاب آیا بنا بنیا جو وہان عالم شباب آیا

رگون سی سر مین بہی نشہ شراب آیا طنابین کھنچگئین گرد و نیہ آفتاب آیا

اجل کہا اوسی ناواقفان فرقت نی جب ایک عمر گذرنے پہ مجکو خواب آیا

نہ مجھسی آپ بہی آکی امید رکھیئے گا طلب بغیر تو موت آئی یا حجاب آیا

خدا نہ جوہر شمشیر سی نصیب کری جگر کو چہان دیا وہ میسر آب آیا

مین ہی تو تہا سبب راحت عالم مری ہی نیند کی وہ نیسکی خواب آیا

ہماری آئینسی تر ہوگئی پسینہ مین جب آئی شرم تو تمکو نہ کچھ حجاب آیا

بغیر رزق تو تہا ہی مانہ ای گردون لگا یا قفل کہ پانی پہ ہر حباب آیا

زمانہ تیرہ و تاریک تہا جو زلفون سی چراغ حسن لیی عالم شباب آیا

جب آئی شرم تو وہ تر ہوئی پسینے مین
پسینہ آیا تو پہر دوسرا حجاب آیا

وہ مست تہا مئے آتشی جوش یہہ کہا یا
اوتر کے طاق سے خود شیشۂ شراب آیا

خدا کی شان کہ شرم آئی عکس آئینہ سے
وہ اپنی ہوی خود ہی سے حبابِ شباب آیا

نشانِ بخطی رخ ہی سے لکہا کاغذ
نہ سمجہی کوئی کہ سادہ سا اک جواب آیا

بہر طریق ہوا عاشقون ہی کا مطلب
وہ سوئی چین سی مجکو اگر نہ خواب آیا

اسی سی اونکی بہی پردیکی حد سمجہہ لیں سب
حجابِ چشم مین آیا اگر حجاب آیا

مریضِ ہجر ہون شکوہ ہی گر تو اتنا ہی
عیادت اونکو بہی میری کبہی نہ خواب آیا

دہکا نے پاؤنکی تربت مین یہ کہا مجہسے
خبر تجہی نہین یہان عالمِ شباب آیا

کسی سی بات کرین کیا وہ صورتِ تصویر
جو رخ پہ رنگ بہی آیا تو اک حجاب آیا

تمہارے طرحسی دیکہو نہ دیکہتا کوئے
حجابِ چشم مین بیکار کو حجاب آیا

یہ کسکی نرگسِ جادو نی کر دیا ذی قدر
جگہہ دی آنکہون مین لوگون نے تو خباب آیا

یہی سمجھکے دکھاتی وہ چاند سی صورت — حجاب سی نہ کیا پردہ جب حجاب آیا

مثالِ ساحلِ دریا بھی بدنصیب ہنو — لبون کو کاٹ دیا وہ میسر آب آیا

پناہ حسن سہی ای عکس آئنہ اوسکے — ہٹا جو غیر یہ وہ عالمِ شباب آیا

کوئی تو ایسا ہی اوسکو کمال حاصل ہی — کہ نیچی آنکھہ ہوئی سبکی گر حجاب آیا

یہ اونکا روز کا ای قبر دوڑنا کیسا — سمجھہ چکا کہ وہان عالمِ شباب آیا

جہان مین تمسی زیادہ حسین شاید ہے — پسینہ آگیا تمکو بھی جب حجاب آیا

جری کی زخم سی ٹرہتی ہی اوربھی ہمت — گری جو دل مین سنان آگ پر کباب آیا

شرار کرینگی عاشقو نہ کچھہ چشمک — کمر کسے ہوے جب آگ پر کباب آیا

برنگِ سبزہ تو ضبطِ عطش ہوا ای شبنم — نہ تا بہ آب گیا مین مجھی تک آب آیا

وہ اور لوگ ہین غنچونکی جو چٹک مین سوے — ہمین تو سبزہ صفت زیرپا بھی خواب آیا

تگرگ بار ہو گردون تو شکر لازم ہے — جہان کے واسطے بن بنکی دانہ آب آیا

وہی اب آنکھین ہین جو نیند کو ترستی ہین
تہہ قدم کبھی مخمل کی طرح خواب آیا

کسکے لیے آنکا احسان اب نہین مجھپر
لحد پہ جو مری آیا پئے ثواب آیا

بھرا ہوا تھا نجانے یہ کب کا ای گردون
برس پڑا مری تربت پہ جب سحاب آیا

بھرے تھے کوٹ کے موتی وس آنکھ مین ایسے
کسی بہانے سے جب رو لیئے تو خواب آیا

عدم مین بھی یہی رونا ہے روز کا ماہر
کہ بھر بھرائی ہوئی آنکھ سے حباب آیا

بس یہی کام اونھون نے سحر و شام کیا
بھر کے آنکھون مین تہہ کی قلب مین آرام کیا

دل کے گھر مین اونھون نے اگر آرام کیا
بھر کے آنکھون مین تماشائی سر بام کیا

سن جبسے آئی ہی جوانی یہی دیکھا ہمنے
جاگ کر رات کٹی صبحکو آرام کیا

اسکو کیا کہتے ہین یون جاگ کے کاٹین راتین
وصل کی شب جو ہوئی شام سے آرام کیا

عمر بھر ناز اوٹھاتا تو کوئی سے شے ہنوا
لاش دم بھر کو اوٹھائی تو بڑا کام کیا

غزل ۲۱ | وله | شعر ۴

صلح منظور تھی تو حسن کو لڑنا ہی نہ تھا
عکس کو آئینہ کے بیچ مین پڑنا ہی نہ تھا

دیکھی مجھ سے بھی نگہین ملتی کہ لڑنا ہی نہ تھا
جسکو کہتی ہین بگڑنا وہ بگڑنا ہی نہ تھا

اونسے نظرین نہین ہوئی صلح تو مین نے یہ سمجھا
آنکھین لڑنا جسے کہتی ہین وہ لڑنا ہی نہ تھا

غزل ۲۰ | شعر ۱

کیا ہوا لطف ہو کے جو اشارے سے جھکا
سرو کو سامنے وس قد کے اکڑنا ہی نہ تھا

جلال حسن اونہین نشۂ شراب ہوا
جو منہ تھا چاند سا آخر کو آفتاب ہوا

غزل ۲۱ | وله | شعر ۸۳

تم نہ تھی جبتک مزاج بزم بھی ناساز تھا
چنگ افتادہ جہان تھا اک پڑی آواز تھا

عکس آئینہ بھی ناواقف تھا گو دمساز تھا
خود سے بھی بیگانہ تھا جب دل مین میری ساز تھا

رقص مین رنگین صدا کو جب چمن سے ساز تھا
پنکھڑی کھلتی کلی کی شعبۂ آواز تھا

حاضری بھی اپنی روز و شبکو ناز تھا
کیا اشارہ اونکی آنکھونکا زمانہ ساز تھا

عکس آئینہ کو بھی تجھ دعوی ہمداز تھا
نہین دائین تو کسیکی اور کسیکو ناز تھا

ضعف جب ساری مرا ہنگامِ بزم ساز تھا
چنگ کا نالہ شکست رنگ کی آواز تھا

سوزِ دل سی جسم مین اعراض کا انداز تھا
جب سپند آتش پہ تھا آواز ہی آواز تھا

کھلتی کلیونکو تو اچھا اک ہنسی سی ساز تھا
بو ہوا پر کیون ہی ملکیا او سخن بھی رنگِ ناز تھا

نے تمہارے کیا مزاجِ ساز بھی ناساز تھا
چنگ کی نوبت یہ تھی اک بند سی آواز تھا

ضعف مین جب طائرِ تصویر سی کچھ ساز تھا
رنگ کا تھمنا بدن پر مانعِ پرواز تھا

کچھ وہی جانین کہ کسکا حسن بے ممتاز تھا
جام مین مے بھی اور اون آنکھونمین خواب ناز تھا

مثل شہنائی صدا ہونے یہ یا تو ناز تھا
یا وہی مین انکی منھ سی صاحب آواز تھا

ایک رونے پر تمہاری مجھکو یون روتے تھی لوگ
دوش صرصر پر جنازہ صورت آواز تھا

بوی غنچہ نکلیا تھا کیا مین ہنگامِ گناہ
لاکھ پردونمین بھی تھا پنہان تو پردہ باز تھا

ہمتِ مردانگی غم کے شکنجون مین خموش
جنتری مین تارِ رگ کہچتا تہا نے آواز تھا

تیرگی تھا مین فرقت مین یہ کم تھی وحشتی
دست نالہ مین چراغِ شعلہ آواز تھا

لاغری کی دم نکلنے سے پہلی کیون نہ وہ
ہچکیان مضرابِ نالہ تار کی آواز تھا

میری نالون کا تمہین دہوکا تہا زلفونکی قسم
سائین سائین رات کرتی تھی مین نے آواز تھا

میری شرمِ گنہ تھی سرنگون رہتی تہی جو
سب سے منہ جسنے چھپایا تہا وہ میرا راز تھا

سوزِ دل سی تنگ وہ اتنا یہ میرا وقتِ شب
منہ کا عالم تہا کہ اک مہتاب آتشباز تھا

سانس دی آخر فلک نے کہکشان کے نام سے
اسقدر عالم مری نالون سے پر آواز تھا

نازا وٹھانے لاش اوٹھانے کا سبب سارا یہ تھا
نازا وٹہانی پہ ہمین اپنی بہت کچھ ناز تھا

بڑہ گئی خودبینون سے اور بھی رخ کی صفا
خود وہ کیا تھا آئنہ جسکا جلا پرداز تھا

پھیل کر آیا پسینا پوٹون سی گلِ رخسار پر
اسقدر کاجل اون آنکھونکا نظر انداز تھا

ہو رہا تہا قتل کرنی کا مری جب مشورہ
منہ تھا ہر سوفار کا اور گوش تیر انداز تھا

ہجر مین سُنتا کوئی کیونکر مری فریاد کو
دُود دل ہنگام نالہ سُرمۂ آواز تہا

قتل ناحق کا ہوا آخر کو بدلا کچہہ نکچہہ
خون زنگ تیغ تہا اور دست صیقل ساز تہا

پیش آتا راستی سی کسطرح گردون دُون
جو حسین تہا مجہسے وہ مثل کلہ کجباز تہا

دیکہے دل دستہ ٹہوکر اوسی کیون نہ پوچہون مین نہ یان
جان کر انجان تہی کا عجب انداز تہا

دستکاری مین تجہی اظہار کی حاجت نہین
آئینہ شمشیر تہی خود حال صیقل ساز تہا

پہوٹتی کیونکر برنگ بو نہ آخر بات بہی
غنچۂ گل مین تہی نکہت میرے دلمین راز تہا

وہ تو وہ بیخودی مجہہ تک نہ آئی کچہہ صدا
ٹوٹنا دل کا مری کسطرح بے آواز تہا

اونگلیان کانونمین دیکر پڑ رہتا کسطرح
بولتی رانونکا سننا نامرادمساز تہا

تیر چل جاتی تہی اولٹی خونکی دہارونکی ساتہہ
سخت جانونکا نشانہ خود بہی تیر انداز تہا

شوق کی نظرونی کام اپنا جو کرنا تہا کیا
بیخبر کیون اونسے اوٹہا وہ انکا خواب ناز تہا

اک اشارے مین قلم سے کہنچ گئے کیونکر حضور
آپکو اپنی کشش پر تو بہت کچہہ ناز تہا

ایک دنی تہا یہ زور ابر و باد و دود آہ
خود چراغ زیر دامن شعلہ آواز تہا

دیکہہ تو حسرت مین کیسی ان لگی جاتی تہی بیٹہہ
کون تربت پر مری خوش خرام ناز تہا

وائی بیدردی آیا اوسپہ بہی کچہہ بہی رحم
تو سے کتنا گریزان دست تیر انداز تہا

خدمت ظالم لگا دیتی ہی دہبا کچہہ نہ کچہہ
تیغ جب وجلی تہی میلاد صیقل ساز تہا

کیون نہو جاتا فنا طعن زبان سی ضعف مین
مجکو آوازہ شکست رنگ کا ناساز تہا

اتنی مدت تک تو رکہی تہی امانت اونکی بات
کچہہ نشان تہی وسجکہہ دلمین جہان پر راز تہا

سایہ طائر کیصورت حسرت نالہ رہی
کہل کے رہجاتا نہ کیونکر منہہ کہ بی آواز تہا

رہگیا تہا کیا یونہین خالی پہڑک کر قید مین
تیلیونکی جا قفس مین ہر پر پرواز تہا

آئینہ لیکر مین اونکی ہاتہہ سے نادم ہوئے ہین
ایسی ہی کوئی ادا تہی جسپہ اونکو ناز تہا

میرے آگے تیلیان توڑین نہ قیدی قفس
زور بازو پر کبہی مجہکو بہی اپنی ناز تہا

کیونکر اب میر نشانی مین خطا کرتے خدنگ
گوشمالی کمان مین دست تیر انداز تہا

کس سے پوچھوں ہر تہا دونوں میں کسکا تلخ تر
منہ میں افعی کے تہا چھالا امیر دلمیں راز تہا

دل پہ جو گذری وہ رنگ رخ نے منہہ پر کہدیا
وہ چہپاتا کسطرح جسکا ذرد راز تہا

دیکھتی تہی خود جوانی اولٹی آنکھوں سے اوسی
فرق پر اونکی کلاہ کج کا وہ انداز تہا

یاد ابرو میں نہ ٹہری مثل نالہ دوست بہی
آنچ تہی تلوار کی یا شعلہ آواز تہا

ذکر کیا اونکا خود اپنی ادا پر گر پڑی
جہلکی اوکھلا کر پلٹ جانیکا وہ انداز تہا

میری مرجانیکا دہوکا کیوں نہ ہوتا ہجر کو
شب بہی سناٹی میں تہی اسطرح بی آواز تہا

بوجہہ اونکا خود اونہیں کے سر پڑا انجام کار
وہ اوٹہا لاش سے تہے لاشہ اوٹہائے ناز تہا

طائر تصویر ہوں کیونکر چھپاتا در قید
رنگ کا اوڑنا دلیل حسرت پرواز تہا

بعد بربادی کہلا مجہپر کہ انسان تو نہ تہا
بوئے گل یا گرد رہ یا دود یا آواز تہا

آتی دیکہا تیر اور اپنی نہ جا سے ہل سکا
یوں نظر گاڑی ہوئے مجہپر قدر انداز تہا

مثل نقش پا ہوا آخر وہیں پیوند خاک
لوگ اوٹہاتے کسطرح کیا میں تیرا ناز تہا

پہلی اوتا وک فگن تیری نظر ہی تہی ہدف
کچھہ خبر اپنی ہی تہی مجھپر جو تیر انداز تہا

زور بازو نے کیا تہا بوئے غنچہ جب مجھی
سو قفس تہی پر نہ اک ہی بانغ پرواز تہا

پیچھے ہٹنے پر ظالم کے گمان نیک کر
جو کشیدہ تہا وہی تو ہات تیر انداز تہا

ہات اپنی اینٹھی جاتی ہین یہ ہین نزع مین سے
ہمکو اعضا کی رفاقت پر کیسا ناز تہا

جاؤ یہ جا کچھہ نہ تہا سطرح لپٹی ردا
تہا جوانی کا جو سونا قہر کا انداز تہا

بند ہوتے ہیں میکدہ کی راہ کیونکر واعظو
جب نظر کی درشان باتو یہ باز تہا

اب جانین کسکی سازش سے گی منت کی جنز
اک بناوٹ کی غشی تہی لیک خواب ناز تہا

آفرین دل کو کھو سکی ہی تہی کوئی بساط
ایک عالم نے اوٹھایا جسکو یہ ناز تہا

سخت جانی ہو گئی عیش سری رسوائی خلق
دم ہیلا کیونکر نکلتا روح پرور ناز تہا

حسن کی نیرنگیان دیکھین مگر سمجھی نہ یہ
شعبدہ تہا سحر تہا جادو تہا یا اعجاز تہا

حال شرح کا تسبیح سے آئی خضر کہلا
کیون نہ آتا اک زبان پر دلو نمین راز تہا

مورد انتظار مردم ہو گئے ڈر انجام سی
بعد ناوک تہا ہدف پہلی نظر انداز تہا

چشم زخم جوہر شمشیر سی آخر ہوا
کتنا ہلکا خون کا تیرا شہید ناز تہا

اونکی چہیڑین کچہہ چلی جاتی جو تہین تیغ سے مین بہی
چشم کی گردش سہی گہوارہ مین خواب ناز تہا

اور تہین باتین جہان اک تہمت نالہ بہی تہی
بولتی تہی رات فرقت کی مینی آواز تہا

کاندہا دیکر ضد مری کہلی تو سب کہنے لگے
پاؤن پہیلاتا نکیون آخر شہید ناز تہا

اٹہی جا واللہ سبکی پر یہ سنگینی مری
ایک عالم سی اوٹہا جو وہ میرا ناز تہا

کاندہا دینی کو چرچے ہو رہے تہی راہ مین
لاش اوٹہا جسکو جاتی تہی وہ کسکا ناز تہا

گم ہوئے تہے ہوش جب غیرون مین تو کوئی نتہا
ایک مین تہا دوسرا دل تیسرا خود راز تہا

ہو گئی ہی گوشہ وہان خلق سی اب دربدر
ناز پرورده دل عشاق کا جو راز تہا

بہولنی والونکو رحمت کی ملی آخر سزا
آسمان ہر قطرۂ باران سی تیر انداز تہا

زخم اپنی دل کی بہی تو دیکہہ او ناوک فگن
مین بہی اپنی پاس کی نظرون سے تیر انداز تہا

پھر ادا تھی آفت جان اپنی ہنی وقت مین
دنکو آنکھونکی اشارے شبکو خواب ناز تہا

تہم باز آنکھونکا کہنا ہی مبارک اے ادا
دیکھتی تہی خود جسے کیسا وہ خواب ناز تہا

غزل ۲۹

اے معاذ اللہ ماہر تہا وہ عاصی دہر مین
رحمت باری کو جسکی مغفرت پر ناز تہا

شعر ۴۳

جب مے تہی تو کچھ حسن بہی تہا جلوہ گری کا
شیفتہ تو ابا وتر اسو اجاے پری کا

کیون سبکو گمان ہے مری اشکونکی تری کا
پانی ہی چرایا ہوا زخم جگری کا

یہ بھی ہی نشان چرخ کی بیدادگری کا
داغونمین جو ہی رنگ گل نیلوفری کا

کیون غم نہ سلادی مجھی پیرانہ سری کا
جو آہ ہی جھونکا ہے نسیم سحری کا

قائل ہونمین کیا برق تری جلوہ گری کا
کچھ یاد ہے ہنسنا مجھی زخم جگری کا

نقل صبح قیامت کی تہی کیون جلوہ گری کا
کافور اوڑا ہے مرے زخم جگری کا

خود اونکو بہی دہوکا ہوا اشکونکی تری کا
کچھ دل جو پسیجا مری درد جگری کا

نشہ مین اثر بھی نہین سوز جگری کا — سنتی تھی مزاج آگ بگولا ہی پری کا

خود رنگ ہی شاہد فلک نیلوفری کا — زنگار اوڑا ہی مری زخم جگری کا

بادہ جو پیا اونکی پسینی کی تری کا — ٹھہرا نہ کبھی پاؤن نسیم سحری کا

بوٹا سی کسی قد کا ہے کب اشک مین جلوہ — نگ دست مژہ مین ہی عقیق شجری کا

ترقی بھی تو نکی کسوقت سے سرخ کے شیشے — انگور رہا جب مرے زخم جگری کا

ای برق کبھی مین بھی تو ہون رو صفت ابر — مجکو بھی تو کچھ شغل ہی سوز جگری کا

پھولونکی رگون نے بھی دیا خون چمن مین — نشتر جو پڑا موج نسیم سحری کا

کشتی کیطرح ڈوب گئے چرخ پہ تارے — دریا یہ چڑھا صبح کو شبنم کی تری کا

پھولونکی ہی سر شاخ کی زانو پہ جھکی ہین — کچھ غل جو سنا ہے مرے بے بال و پری کا

ای وحشت دل مرگئے کیونکر ہون ہوا پر — ہون خاک پہ عالم ہی وہی جامہ دری کا

اولٹین ہین صفین ہوش نہین ایک مین باقی — مے کا تھا یہ جلوہ کہ جھمکڑا تھا پری کا

پھولونکا یہ ہی رنگ کے خود منھ کو دیئے ہین | پیارا یہ طمانچہ ہے نسیم سحری کا
کیون خون دل اب ہو نہ مے ناب نظر مین | ہر آبلہ انگور ہے زخم جگری کا
لالی وہی آخر کو ہوئی حسن رخ گل | کیا قہر طمانچہ تھا نسیم سحری کا
کچھ یہ نہ کھلا میکدہ دہر مین ہمکو | تھا قلب کہ شیشہ مے خون جگری کا
صحرائی قیامت جسے کہتا ہے زمانہ | اک وہ بھی ہے دامن مرے زخم جگری کا
جانیسی شب وصل کے کیا دل ہی بجھا ہے | تارونپہ بھی عالم ہے چراغ سحری کا
گر آبلہ کوئی ہی کبھی پھوٹ بہا ہے | دل بیٹھ گیا ہے مری پیرانہ سری کا
ہر چیز نکیون حشر مین ہو آگ کے لو آب | بازار ہے وہ بھی مری سوز جگری کا
غل سیر کا ہے گھر سے نکل آئی ہین معشوق | جاتا ہے جنازہ مرا یا تخت پری کا
یون لخت جگر رونمین کا ہیکو ہون ضایع | دل کوئی جو رکھ لے مری پیرانہ سری
پھرتے ہو تو پتلی پہ قدم مثل مژہ ہون | ارمان ہے آنکھو کو بھی درد جگری کا

ہلتا ہے جو سر ہی تو پھر جاتی ہیں آنکھیں ڈھلتا ہے یہ منکا مری پیرانہ سری کا

سبزہ کو جگہ سینہ پہ کیونکر نہ زمین دے اوترا ہوا پھاہا ہے یہ زخمِ جگری کا

پتی کوئی ہلتی ہی نہیں جنبان ہے کوئی شاخ کچھ طرفہ اثر ہے مری بے بال و پری کا

آ بیٹھتے ہیں دل میں مرے ناز سے جب وہ آنکھوں میں مزا آتا ہی دردِ جگری کا

ساقی بھی کہیں شیشوں میں ہشیار ہوا ہے انگور پھٹے گا مرے زخمِ جگری کا

کیون سر کی سفیدی کی گری ہوتی ہے تر ڈالے دن ڈھل نہیں سکتا مری پیرانہ سری کا

سنتا تو نہیں کہتے ہیں شب ہجر کے عاشق جاتا ہی ہوا تو نہیں کہیں تخت پری کا

سر کی ہی رو اپنی کوئی اوس سے یہ کہدے سونا ہی جوانی کا اور اس بیخبری کا

برگِ گل تر ٹوٹ کے گرتے ہیں زمین پر اللہ اثر یہ مری بے بال و پری کا

دل گل کی طرح چاک ہو سبزے کا چڑھے ہر کانٹا نہ چبھی موجِ نسیمِ سحری کا

ملجائیگی یہ صبح بھی محشر کی سحر سے دن طول کریگا مری پیرانہ سری کا

کیون سینک تدین آبلی ہر بار تپک کے
کافور کی بو کو تو ہوا آکے سنبھالی

ضرہ نہ کوئی تا مرنی درد جگر کی کا
ہات ایک پکڑے مری پیرانہ سری کا

غزل ۳۰

یہ رنگ شکستہ سی صدا آتی ہی ظاہر
ٹوٹا ہوا دل ہی مری پیرانہ سری کا

شعر ۸۱

ردیف بار

بی کرن کیا میر یحان حسن چراغ آفتاب
کولین چھوٹین تو دیکھو سیر باغ آفتاب

ای فلک مستو نسے کر حفظ چراغ آفتاب
بال ہی انکی نظر بھر ایاغ آفتاب

کیون شفق کو ہو نہ رنگ حسن باغ آفتاب
ہین شعاعین موج صہبا ئی ایاغ آفتاب

ای نہی صانع رہی صنع چراغ آفتاب
دست کاری سی کرن نکی گل ہی باغ آفتاب

کسکی نظرین تھین خط نور چراغ آفتاب
بال پڑ نیسی رسا آخر ایاغ آفتاب

صبح وصلت ہی تھمو دیکھو ایاغ آفتاب
پھول کو چھوٹی کرن کرتی ہی باغ آفتاب

یہ سمجھ ٹکری کرن سے جب ہے داغِ آفتاب
خانہ زادون ہی نے لوٹا خانہ بارغِ آفتاب

مست کیون ہون اب نہ جو پائی سُراغِ آفتاب
دہوپ پہیلی ہے کہ چہلکا ہے ایاغِ آفتاب

اب کسی سے کیا ملے گردِ دن سراغِ آفتاب
ہین شعاعین اونکی مژگان چشم ایاغِ آفتاب

میکشو بے غل ہو کیا شکل ایاغِ آفتاب
جام جب ہے گا کہ خالی ہو دماغِ آفتاب

کیون نہ شب جا کر ہو ہنگام چراغِ آفتاب
دور چشم مست ہے دورِ ایاغِ آفتاب

چشم میگون ہے وہان عکس چراغِ آفتاب
اب کسی سے کیا ملائے آنکہہ ایاغِ آفتاب

کیون شفق گون ہو نہ دریا صبحدم آسمان
نیچی نظرین ہی تو دیکہین سیر باغِ آفتاب

یہ سمجہکہ ہو شعاعِ صبح پر نازان فلک
ہین فتیلے لاکہ اور اک ہے چراغِ آفتاب

دل ہے آئینہ تو ہو یوہین شریکِ حالِ غیر
جسطرح ہے سینۂ دریا مین داغِ آفتاب

شوق کی نظرون نے مستونکی بچا اسکو فلک
آنکہون آنکہونمین نہ بچا مین ایاغِ آفتاب

یاد آیا جب شفق کی سیر مین دریا وہین
بن گئے خطِ شعاعی نہر باغِ آفتاب

خسرو اقلیم می ہون ہے یہ اونی سا وقار — سر پہ رہتا ہے مرے تاج ایاغ آفتاب

ساقیا بی نشہ ہے تاریک نظروں میں جہان — کاسۂ سر میں جلا دے اب چراغ آفتاب

میکشوں تک صبح سے آئے تو ہیں تا شعاع — سلسلہ پاکر نہ پہنچا ہیں ایاغ آفتاب

کیون نہ چھپ جائے نگاہ خلق سے اے میکشو — شب کو میخانہ میں جلتا ہی چراغ آفتاب

تیرہ شب ہے یہ حقیقت میں نہ گر ایام دہر — آسمان پر دن کو جلتا کیون چراغ آفتاب

منہ اونکی نگہ پر کیون نہو سیر شفق — کچھ کمر ان ہی لوٹتی ہی حسن باغ آفتاب

گود کے پالون سے رکھہ دیا ہیں امید شکست — ہی خطوط نور سے پر مو ایاغ آفتاب

کیون فلک سیر ہی اب اندھیر عالم مین نہین — شب کو چھپ جائے جلے دن کو چراغ آفتاب

اس نگہہ سی شرم و صبح شفق گون تک گئی — بنگیا اک گل سمٹکر حسن باغ آفتاب

اک نہین پایا جہان بھر مین حسین اس عمر مین — جب ہوا جویا فلک لیکر چراغ آفتاب

کیون نہ بجا ر دل نکالی آتش فرقت نے چرخ — کھو گیا ہمصورت دینار داغ آفتاب

تھا جہانِ غم یہ ہیں دیتی ہیں غیرونکو بھی غم | جسطرح آئینہ مین ہو عکس داغِ آفتاب

انکی خیل چرخ لینی آئی ہی فرقت کی شام | دفن کی دی صورتِ دینار داغِ آفتاب

ہی غرض اتنی شرابِ آتشین سی ساقیا | وہ چڑھی نشہ کہ جو سینکے داغِ آفتاب

فیض پاکر سرکشی اوستاد سے اپنے نہ کر | نور بخشِ مہ ہی گل ہو کر چراغِ آفتاب

میری داغِ آتشین سی گر نہوتا خوفناک | تھرتھراتا اسقدر پھر کیون چراغِ آفتاب

عزمِ رسوائی سی میری آسمان رسوا ہوا | اک لگا دہبا شفق کا ایک داغِ آفتاب

ہو صفائی دل تو غیرون سے بھی حاصل ہو فروغ | ہی چراغِ مسکن دریا چراغِ آفتاب

آجتک سرعت چلی آتی ہی نبضِ برق مین | ابر نے اکدن چھپایا تھا چراغِ آفتاب

غمکدہ ہوتا نہ گر عالم تو ای گردون دون | کوئی تو کہتا کہ ہنستا ہی چراغِ آفتاب

طبعِ نورانی مین جویا عیبِ ظلمت کا نہو | تیرگی کیسی تھی پائی چراغِ آفتاب

اتنی جلدی مست آئے میکدے مین صبحدم | تھا ابھی شیشہ ہی مین عکس ایاغِ آفتاب

ناز کی اونکی جو ہوتی تجھمین اے تارِ شعاع
چھوٹ پڑتا ہاتھ سی سو بار ایاغِ آفتاب

حسن اونکا گر لگا دیتا نہ دھبا اے فلک
جا کے شبنم باغ سی ہوتی نہ داغِ آفتاب

گر بہارِ دہر کی کچھ اصل ہوتی اے فلک
گلفشان ہوتا کسیدن تو چراغِ آفتاب

جب زرِ انجم بخیلِ چرخ کو اتنے ملین
شبکو خوردہ کیون نہو دینا دماغِ آفتاب

شامِ فرقت کا اثر ہی ہی فلک کیسا غروب
تیرگی ہی نہین دیتی سراغِ آفتاب

ہو نہین رندِ آسمان پوچھو نہ گرمی مزاج
میری ہونٹو نکا ہی تبخالہ ایاغِ آفتاب

نام جسکا وہ کری روشن بجھائی اوسکو کون
روز دریا مین بھی جلتا ہی چراغِ آفتاب

میری عالی ہمتی ہی اے فلک کیا ہے بعید
نشہ گر چڑھکر کری سیرِ دماغِ آفتاب

کی نہ شرکت سوزِ دل مین ایک نے غیر از شعاع
رشتہ دارون ہی کو تھا کچھ سوزِ داغِ آفتاب

دل جلونکی کب نظر پڑتی ہی حسنِ باغ پر
دل مین لالہ کی کھپا ہی رنگ داغِ آفتاب

جسنے حسن دھبا لگا دیکھا نہ پھر چھٹتی ہوئی
آسمان پر ہو گیا کری دنیا مین داغِ آفتاب

ساقیون کا اب گلہ کس سی کرون اے شامِ ہجر
گر گیا جب چشم پوشی خود ایاغِ آفتاب

سوزِ دل مین کیون نہ گذرین زندگی کی دن مرے
کھولکر آنکھین جو دیکھا تھا تو داغِ آفتاب

مست کیون جامہ سی باہر ہون نہ اتنی تارِ شعاع
موجِ مَی خود ہی ہی بیرون ایاغِ آفتاب

شب کو زیرِ خاک جانا تھا تو پہنچا تا فلک
اک اندھیری قبر مین جلتا چراغِ آفتاب

آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھا اک حسینِ فی الفلک
کیا بنا تھا خاک سی میری ایاغِ آفتاب

حیف ہے انسان ہو کر عیب تو لوگون کی کھول
اوڑھ کے دامن مین چھپا خاک سے داغِ آفتاب

ہوز مین پیاسا ہی تھی قسمت اے بادہ کشو
گر ملا بھی منہہ سے تو خالی ایاغِ آفتاب

کیون جلون گرمی سی مَی کی مین مثلِ ذرّہ حشر
مین نہ کیون ہو لب بلب الفت سی ایاغِ آفتاب

ہین شعاعین یا لگا ہو نمین پچاتی ہی صبح
دستِ نازک پر کسی کی ہی ایاغِ آفتاب

یہ سمجھکر بزم مین ساغر کو آنے دیجیے
بوسہ لینے لب کا آیا ہی ایاغِ آفتاب

گو ضعیفی سی ہوئی ڈھلتا دن مگر اے آسمان
دل بجھی میرا تو بجھ جائے چراغِ آفتاب

دفن زیر خاک ہوئی ہی کہلی گیسوی شب
لے کے ہاتھونکا یہ کشتہ تہا چراغ آفتاب

بیٹھی ہین زیر فلک بہلی سی مستی اس شوق مین
صبح ہو کہیو لیے شفق جہلکی ایاغ آفتاب

آخرین مستونکی دم بہر نیکلو ای تار شعاع
کچہہ تو کہینچ آئی ہی صہبائی ایاغ آفتاب

کیا کہون اوج کدورت کو مین ای بادہ کشو
گرد غم بیٹھی تو ہو دُرد ایاغ آفتاب

روز روشن کی گردشونکو کیون نہ دون آنکہون مین جا
دور چشم مست سے دور ایاغ آفتاب

دیدی اپنی دست نازک سی کبہی ای شعاع
گر نہین ہاتہون سے تہم سکتا ایاغ آفتاب

ای فلک دفن شب فرقت کا دیکہا کچہہ اثر
زنگ آلودہ ہوا دنیار داغ آفتاب

دیدنی پہر روز و شب ہی نی غرا دیتی سر آ
ساتہہ آنکہونکی اگر پہرتا ایاغ آفتاب

میکشی کیسی فلک او سن چشم میگونکی قسم
آنکہہ بہر کر بہی جو دیکہا ہو ایاغ آفتاب

دور دانجم تک نچہوڑا جذب سی ہنگام صبح
خاک میکش سی بنا تہا کیا ایاغ آفتاب

چار آنکہین کیجی ہین میکش تو ہی لطف سحر
چار گوشہ ہین جہانکی چار باغ آفتاب

کچھ صدائی رعد کا مطلب ہی سمجھو میکشو
کان بہرتا ہی فلک وقت ایاغِ آفتاب

کیون صدای رعد سی کہر پڑے مستون کے چوٹ
کیا بجا کر برق نی دیکہا ایاغِ آفتاب

کیون شعاعون کو نہ راہِ دل کہون اے میکشو
یہان ہلین پلکین وہان چہلکا ایاغِ آفتاب

دیکہہ انگشتِ شعاع ای چرخ اشاری کو سمجہہ
ہون مین مستون مین ذبیحِ ایاغِ آفتاب

ای شفق مجکو تری ہی خونِ ناحق کی قسم
دل بجہا ہون مین نہ کیونکا چراغِ آفتاب

دیکہ ساغر کا اس سُتّی کی بہی مشتاق ہین
آنکہین ہی پہوٹین اگر دیکہی ایاغِ آفتاب

کہدی دیم توڑتی مستون سے ہی تارِ شعاع
بال بہر فرق پر اب ہی ایاغِ آفتاب

دہوپ مستون کی طرح گہٹ بڑہ تہی کیون ساقیو
آسمان پر کیا چھلکتا ہی ایاغِ آفتاب

غزل ۴۴

جا پڑین پا بہر عجب کیا مست ہی مثلِ شعاع
ہاتہہ بہر کی فاصلہ پر ہی ایاغِ آفتاب

شعر ۴

ردیف بای فارسی

جب بلند اپنا ہوا نام و نشان آپسے آپ
نہ گیا مثل حبابوں کے مکان آپسے آپ

کیوں نہ ہو سکو ترپنے کا گمان آپسے آپ
مٹ گیا اسے مری تربت کا نشان آپسے آپ

بڑھی کی نہ کوئی بات نہ باعث نہ سبب
بگڑی جاتی ہو کچھ ای جان جہان آپسے آپ

غزل ۳۲ — شعر ۱۵

نام اپنا پاس کا کیا زخمی تیغِ الفت
منھ سے فوارہ نکلی ہے زبان آپسے آپ

ردیف تای فوقانی

کون پڑھ سکتا قیامت تھا قدِ دلجوی دوست
ایڑیوں تک آکے آخر رہ گئے گیسوی دوست

اس دلاسے قتل ہوتا ہوں تہِ زانوی دوست
لیٹے جاتے ہیں بلائیں منھ کی خود گیسوی دوست

ہے یہ حسرت قتل ہوں تو یوں تہِ زانوی دوست
لوٹتی جاتی ہیں منھ پر پیچ ہیں گیسوی دوست

یوں جھکا کر ذبح ہیں ای سخت جانی روی دوست
حلق پر خنجر ہو اور خنجر پہ ہوں ابروی دوست

اف رے جذب دل او ترا ای شیشہ روی دوست
میری نظروں سے جو آئینہ نے دیکھا سوی دوست

اف رے جذب دل مری خو بن گئی ہے خوئی دوست
ڈھونڈھتا پھرتا ہوں اوسکو میں تو مجکو بوئی دوست

کیا خبر گل کی کہ ہوا انجام سر چڑھنے کا کیا
آ گئے ہیں ایڑیوں تک آج ہی گیسوئی دوست

مردم آبی پھنسے خود گردش گرداب میں
بازوؤنکی مچھلیاں جب پھر کے آئیں سوئی دوست

انتہا سے بڑھ گئی اے سخت جانی رحم کر
پڑ گئی خنجر میں بھی بل صورت ابروئی دوست

سخت جانی بھی مزا دیگی ہماری قتل میں
حسن بڑھ جائیگا جب پھر جائینگے بازوئی دوست

دست قاتل کو تکان دیدنی کہتا ہوں خود
ایک گل اب اور ہے اے قوت بازوئی دوست

ایک ہی گردش میں گذری حلق سے خنجر کی دھار
چوم لیتا مہر بجا ہے کوئی بازوئی دوست

تام سے خط کی نظر آنے لگی رخ پر نگاہ
اسقدر آنکھیں چڑھا لیں ہیں دیکھا سوئی دوست

مجھ پہ تو تیار ہی تھی قتل کرنیکے لیے
حسن یہ ہی پھر گئے خود دوست سے بازوئی دوست

غزل ۲۳	حسن او رتاب کشش ماہ خلاف عقل ہے شانہ کے کھینچنے سے کتنا چڑھ گئے بازوئی دوست	شعر ۲۵

ردیف حا

تن کو ضرر نہ اشکو نسی پہونچا کسی طرح
گھر سیل سی بھی گرا نہ ہمارا کسی طرح

حل روح کا ہوا نہ معما کسی طرح
آفت کا تھا طلسم نہ ٹوٹا کسی طرح

دل علم سی بھرا نہ ہمارا کسی طرح
دریا سی بھی یہ جام نہ چھلکا کسی طرح

پہونچا بتوں سی دل کو نہ صدما کسی طرح
شیشہ یہ سنگ سے بھی نہ ٹوٹا کسی طرح

گر دل گرفتگی مری پاتا کسی طرح
کھلتا بہار مین بھی نہ غنچا کسی طرح

سن بار معصیت پہ نہ ٹھہرا کسی طرح
لنگر سی بھی رکا نہ سفینا کسی طرح

پیچاؤن آنسوؤنکو یہ امر محال ہی
اولٹا کبھی بہیگا نہ دریا کسی طرح

ظاہر ہوا نہ داغ نہان وقت شیب بھی
دن کو بھی آفتاب نہ نکلا کسی طرح

مثل عصا تھا کیا مین گر نگاہ دہر مین
بے دستگیر پاؤن نہ اوٹھا کسی طرح

تا چشم لیلی دل سی بہا آب اشک غم
اوترا کبھی نہ چڑھکے دریا کسی طرح

چاک اسطرح کرین کہ پھٹی جسطرح غبار وحشی جو پائین دامن صحرا کسی طرح

مجھہ سخت جان کو غم نے نچھوڑا تمام عمر پتھر کا تھا جو نقش نہ بگڑا کسی طرح

کیون فرط ضعف سے نہ زمین گیر میں رہون اوٹھتا نہین ہی نقش کف پا کسی طرح

دلمین نہ رہ سکیگا کبھی آب اشک غم کوزہ مین بند ہوگا نہ دریا کسی طرح

کم اشک ریزیون سے نہو گی تری چشم صرف حباب ہوگا نہ دریا کسی طرح

حیرت ہی آنسو لینی ہوا سوز غم نہ کم آتش کو آب نے نہ بجھایا کسی طرح

پہندی مین آشنا کے نکیونکر پھنسا رہون دریا نہ دام موج سی نکلا کسی طرح

ای بیخودی مژہ کی نہوتی جو مجکو یاد کانٹا سا دلمین پھر نہ کھٹکتا کسی طرح

چینبر کیطرح سوز درون نی کیا جو گرم چہرہ پہ کوئی رنگ نہ ٹھرا کسی طرح

بعد فنا بھی نظرو نمین صورت رہی مری وہ نقش ہون جو بنکی نہ بگڑا کسی طرح

گرم سخن رقیب سے ہوتی وہ گر نہ وہان یہان دل کا آبلہ نہ تپکتا کسی طرح

ای ضعف درد دل سی مین کہان بچ گیا ہون اب
منہ برسا آنسوونکا جو اوٹھا کسی طرح

چین جبین کو محو کرون کسطرح سی مین
مٹتا بھی ہی نصیب کا لکھا کسی طرح

اچھا ہوا کسیکی جو دل سی ملا نہ دل
بچتا نہ لڑکے شیشہ سے شیشہ کسی طرح

غزل ۴۳

روتی مین گرد غم کو تو ما ہوا عروج
ورنہ غبار منہ مین اوٹھا کسی طرح

شعر ۱۴۲

ہی تکدر کسیکی دل مین مجھ سے مکدر کیطرح
ہر نفس ہی یہان غبار آلودہ صرصر کیطرح

تیز دم کیونکر رہی ہمسر خنجر کیطرح
جان سخت اپنی ہی تیغ غم کو پتھر کیطرح

سوز غم سی ہی جگر بہی دل بہی اخگر کیطرح
سینہ ہی مجمر تو آہین دود مجمر کیطرح

ضعف سے کسکو جہان مین مجھسے لاغر کیطرح
چوٹ مجکو پھول سی لگتی ہی پتھر کیطرح

فرش خاکی پہ ہی تکیہ مسند زر کیطرح
فقر مین اپنی للہ الحمد ہی تونگر کیطرح

تیز ہی تحریر سی اونگلی مین لاغر کٹ گیا
زیر تیغ خامہ تہا کیا خط مسطر کیطرح

سوزشِ غم سی سراپا ہون پھوڑا ہجر مین
ہی ہر اک موئی بدن ہی جسکو نشتر کیطرح

سبزۂ عارض ہی وہ دلچسپ گر دیکھین جنھون
آئنہ مین عکسِ خط رہجائی جوہر کیطرح

ہی جوشِ فصلِ گل انکی کہ ہر محفل ہی باغ
شمع کا شعلہ شگفتہ ہی گلِ تر کیطرح

ابرِ نیسان طبع دریا نظم مین غواص ہون
ذہن ہی مثلِ صدف مضمون ہین گوہر کیطرح

صاف مین ہو ہی گیا قلبِ صفا کو دیکھکر
آئنہ گر ہی یہ آئینہ سکندر کیطرح

فرقتِ جانان مین آئی منھ کو کیونکر دل مرا
پا بگل گردِ الم مین ہی صنوبر کیطرح

موجِ اشکِ غم مین نالی طبل آہین ہین علم
ہی غبارِ دل ہمارا گردِ لشکر کیطرح

ضبطِ گریہ مین ہی مجکو ضبط جو تو نظر
موجزن ہین اشک آنکھون مین سمندر کیطرح

شمعِ داغِ ہجر کی سوزش سی ہون آتش مین اگر
پر سمندر کی جلین پروانے کے پر کیطرح

ناتوانی مین ستم ڈہاتی ہی آہِ سرد اور
گرتی ہین آنکھون سی آنسو جسم پتھر کیطرح

تہا وہ لاغر دید سی انکی جو کچھ باقی پھرا
تر بتر تھا مین تارِ اشکِ دیدۂ تر کیطرح

فکر مین باریکیِ مضمونکی ٹپکا ہے یہ سر
کاسہ زانو ہی پہ مُو کا سہ سر کیطرح

دل گرفتہ کب رہا افتادہ اوٹھا کر مین حزین
کھُل گیا دل بندِ اشکِ دیدہ تر کیطرح

رہنما سمجھین نہ مجہہ لاغر کو کیون اہلِ سواد
صفحۂ عالم مین ہون مین خطِ مسطر کیطرح

مین وہ سالک ہون چلا ایسی رہِ حسنِ سلوک
لیگئے رہزن مجھی منزل پہ رہبر کیطرح

سختیونکی کوفت نے مشکل سے توڑا دل مرا
یہ وہ شیشہ تہا جو ٹوٹا بہی تو پتھر کیطرح

کون ہی بحرِ جہان مین جو مرا دشمن نہین
تشنۂ خون موجِ دریا بہی ہے خنجر کیطرح

صاحبِ عزت سمجھکر دیگا گردش آسمان
آبرو غلطان کریگی مجکو گوہر کیطرح

زندگی سے زیرِ غم مین کیون نہ رکھون مین خلش
دلکی چھوڑیکو رگِ جان بہی ہی نشتر کیطرح

ہون وہ بلبل گر قفس مین عشقِ گل کا دم بہرون
خود کھنچ آئی بوستان بوے گل تر کیطرح

سامنا بربادیونکا ہی تمھون کیونکر مین نزار
جب خسِ تن کو اوڑا ئی آہ صرصر کیطرح

ناتوانی نی سبک تابوت یہ میرا کیا
لیچلی بادِ صبا بوی گلِ تر کیطرح

دلکو اپنی صاف کر تو گر بشکل آئینہ
خلق مین شہرت ہو تیری ہی سکندر کیطرح

خسرو ملک جنون ہون تاج زر سی کیا غرض
داغ سودا میرے زیب سر ہی افسر کیطرح

اضطراب دل گیا جب قتل قاتل نے کیا
رہ گئین خنجر نے دین آغوش مادر کیطرح

یاد بحر حسن مین رویا جو فرش خواب پر
تر ہوا بستر مرا پانی کی چادر کیطرح

خود بخود پہونچیگا اوستک میری بیتابی کا حال
خط شوق اوڑ جائیگا میرا کبوتر کیطرح

دوستون نے بھر کے آہ سرد میری جان لی
شمع کی پروانے بھی دشمن تھی صرصر کیطرح

خانہ آباد کیے نظم کھولا اپنی دلا
ہین مکین گویا معانی بیت کے گھر کیطرح

کیون نہ اونکو بزم مین سب اکزبان کشتہ کہین
ہین بغیر شعلہ شمعین جسم بی سر کیطرح

شور انگیز دو عالم کیون نہو میرا کلام
تر زبان ہو نمکین زبان سی موج کوثر کیطرح

ق

کونسی بیکس کا ہی بیڑا یہ خشکی مین تباہ
جسکی غم سی ہی تلاطم بحر مین بر کیطرح

موجین مثل ماہی بی آب ہین سارے طپان
ہر حباب بحر بھی ہی دیدہ تر کیطرح

کشتی طوفان رسیدہ فرط غم سی ہین ہنوز | جوش زن رہ رہ کے دریا ہین سمندر کیطرح
گر دکھاتا باغ بلبل کو کبھی جوش بہار | غنچۂ منقار بھی کھلتا گل تر کیطرح

غزل ۳۷ | پیچھے پیچھے اشک ہین آہ بہم جوش کا رواں
آگے آگے نالۂ دل بھی ہین رہبر کی طرح | شعر ۲

آئے جائے دم تو اوس لیلی شمایل کیطرح | دل وہ دل ہی تہہ و بالا ہو محمل کیطرح
خارہای دشت سے کہدو کہ لینگی کب خبر | آبلے بھی بیٹھے جاتی ہین مری دل کیطرح

غزل ۳۶ | ردیف الرا | شعر ۴۲

نشان اونکے نظر آ رہی ہین جوہر پر | تڑپ کے جان گئی کون نے جو دی تھی خنجر پر
یہ اونسی آئنہ کہتا ہی جوش جوہر پر | نگہہ رہی ہی کہ جس سی نشان ہون پتھر پر
ہو دل تو اور ہی ہو حسن قد دلبر پر | کہ فاختہ بھی ہی طرہ مہر صنوبر پر
عوض کا خوف ہے طاری ہے ستمگر پر | ہوئی ہے قطرہ خون الکیل جو خنجر پر

مین خوگر ی عشق سی مائل ہون قد دلبر پر
نہ دلکو ٹھوئی نہ قمری کری صنوبر پر

ہنسی کا نام نہین پر ہی ہے تیور پر
ہم جو لپٹی ہوئی گل پڑی ہین بستر پر

گر اسکا بوجھ ہو کچھ گردن ستمگر پر
ستم کے خون مرا قطرہ نبی نہ خنجر پر

وہان ہی سنئین نظر آب پر نہ جوہر پر
مین ہنس رہا ہون کہ خنجر کھنچی ہین خنجر پر

سزا تو چاہیے تھی مجکو خط کے لکھنی کی
اونھون نے پھیری الٹی چھری کبوتر پر

ہین اونکی بات کا وصلت مین کیا برا مانون
جو لوٹ لوٹ کے اب تک ہنسی ہین بستر پر

مین عین عیش کہون کیون نہ نشہ مے کو
گرا بھی اوٹھکے کوئی مست گر تو ساغر پر

شب فراق ہی گھر سائین سائین کرتا ہے
بغل مین منھ کو مین ڈالی پڑا ہون بستر پر

مضائقہ نہین جھولی صبا کی بھی بھردو
ملی دلی ہوے کچھ گل پڑے ہین بستر پر

گواہ اسپہ بلندی نالہ ہے شاہد
اوٹھا لیا تھا کبھی مین نے آسمان سر پر

کچھ آج اور ہی آرام خاص کی ہے ادا
گلو مین دل ہی بلا ہی مرا جو ابستر پر

مین ہی نہین شب فرقت مین اک فقط بیدم
شکن بھی صورت میت پڑی ہی بستر پر

غش آئے کیون نہ اونہین کمسنی مین ذبح کے بعد
مرے ہوؤن کا لہو دوڑتا ہی خنجر پر

ہوا یہ رنگ وہ ساقی بنے جو محفل مین
ہزار ہاتھ پڑے بڑھ کے ایک ساغر پر

اخیر شب کو تو بالکل نہ تاب حسن رہی
سنبھل سنبھل کے گری اونکے وس بستر پر

جو باہین ڈالنا گردن مین اونسے سیکھے تھی
وہ پھول پھول سی لپٹی پڑی ہین بستر پر

شراب چلتی ہی یہ میکدہ مین تنگ ہوا
وہ لڑکھڑا کے سبو پر گرا یہ ساغر پر

ذرا سے سن مین وہ ترجیح کسکے حسن کو دین
فلک پہ نجم ہین جگنو ہین اونکی بستر پر

سلاتی ہے لڑین ہی اور اوسپہ یون سوئین
کہ اپنے فرش پہ ہین گاہ پرائے بستر پر

لبون سے اونکے جو ملکر پھرا ہی محفل مین
دھرے ہی پیالے سے شیشہ بھی منھ کو ساغر پر

یہ جنکا سن ہے ہمین خط کی ہی طلب اونسے
جو پڑ رہی ہے چھپیر ہین چھری کبوتر پر

ہوا ہی سر دین وہ بام پر جو آسے لیٹے
بلائین لین مرے بدلے گلون نے بستر پر

جنونکی جو شمعین کھلتی تو ہین مری فصدمین
لہوکی دہار سے نشتر پڑے ٹپکنے نشتر پر

ہوا بند ہی ہر یہ وصلت مین سے کبریا تونکی
وہ لوٹی جاتی ہین گل ہنس رہی ہین بستر پر

کہو یہ قمریون سے دل مین کہوئے بیٹھا ہون
نہ سامنے مری گوگو کرین صنوبر پر

گلونکی ہاتھ سے مٹکر جگر پہ آئے ہین
وہ پیاری پائی ہی کم ہی کسیکی بستر پر

بہار آتی ہوئی راہ مین رکی ہے کہین
کہ رکھی ہین گئین خوان و گل کے بستر پر

گران ہی آئینہ رویونکو وہ بہی واہ کی بخت
پہر اپنے روکے جو پانی سا جسم لاغر پر

اوسی اثر سی شرر آجتک نکلتے ہین
کبہی جو حسن کی بجلی گری تہی پتہر پر

سوا تبونکی نظر رنگ زرد کی ہوکسی
طلا کا کھلتا ہے کھوٹا کھرا تو پتہر پر

وہ بنکے آئینہ آیا ہے سامنے سبکے
جو پانی پڑ گیا تہا تربت سکندر پر

اوٹھے نگاہ کہ ہم دیکھنے سی باز آگے
کہنچے جو دار پہ آئے وہ آپکی گہر پر

تمہو جبہی ہو حاصل قدم کو اوسکی چہوڑ
نکل کے ملتے ہین آنکہین شرر بہی پتہر پر

تصویر رنگ دادہ ہون دیکھو قرار دل
رکی ہی دوڑتی ہوئی خونکو قرار دل

سمجھو سبک کچھ نکرو اعتبارِ دل
تم دلمین ہو یہی ہی ذرا سا وقارِ دل

نکلے دھوئین کی لپکی ہماری شرارِ دل
ہین سے ہی نکل تو گیا کچھ بخارِ دل

ہر گام پر ہی چال سے اونکی فشارِ دل
ہین نقشِ پای راہ کہ میری مزارِ دل

ہین صبا حبیب مری زیبِ کنارِ دل
پردہ نہ اوٹھکی چھوڑ دے کیونکر غبارِ دل

کہتا ہون نزدیکی دمِ احتضارِ دل
لے اپنا دل دیا ہوا پروردگار دل

کیون دل کی چال سے نہ سمجھلو نمین اپنا وقت
ہر آبلہ ہی ساعتِ یک شمارِ دل

یہ کہکے مین نے پھینکدیا اونکی گود مین
دل ہی ہی لی جسکو ہین اختیارِ دل

دل کے مرے گیا ہی جو سینہ مین اک طرف
خون دوڑ دوڑ کہتی ہین یہ کی کار و بارِ دل

اے زخمِ قلب اتنی امیدین نکو کیا کرون
سوتین ہین ایک ہی میرا مزارِ دل

مفلوک آئے نکو گلہ دلمین کیون نہ رین
سمجھے ہین جامِ نقرہ کا اول عیارِ دل

سینہ کھل گیا ر گو انکا بھی فریاد کے لیے — تربت مین میرے ساتھ ہوا یون فشار دل

اونکا تو ذکر کیا کہ مجھے بھی خبر نہین — کچھ یون نکل رہی ہی مری جان زار دل

دنیا کی حد کو چھوڑ دین جتنی ہین اہل دل — تڑپونگا مین بھی ساتھ کہ ہی احتضار دل

پیدا ہوا ہی اوسی سنی مین کے طبق تمام — بیٹھا ٹھہر ٹھہر کے جو میرا غبار دل

کہتا ہون تارے دیکھ کے فرقت کی شبکو مین — اللہ تا فلک گئی میری شرار دل

مثل نسیم آئے جو وقت سوز جان — تارون کی چھاون بنگئی میری شرار دل

ہات اونکی لگیا ہی جنھین درد کچھ نہین — دل کی خبر لے لے مری پروردگار دل

شبنم لحد تک آکے فلک کو پلٹ گئی — یہ اضطراب خاص ہی کیسا قرار دل

دیکھو مژہ پہ آ گیا ہو شکستہ بال — کانٹے کی بھی کھٹک ہی دم احتضار دل

کیونکر نگاہ ناز نہ اب بیچ مین پڑے — افشان سی لڑ رہی ہین ہماری شرار دل

ای بیخودی بنی ہی مری جان پر یہ کیون — ہی گی تو نزع روح ہی اور احتضار دل

مٹی عجب نہین دلِ مردہ کو اب ملے
ایسا ہی کام ہی جو اوٹھا ہی غبارِ دل

نکلی جو مثل شیشۂ ساعت تو خوش ہون کیا
دل ہی نکل کی آئیگا دل مین غبارِ دل

نا قدریون سی پھیر ہی دیتی تو خوب تھا
کھدی کو کیے آیا ہی امیدوارِ دل

یہ بھی خدا کی شان کہ جو چاہو تم کرو
مختار جو ہوا اوسکو ہون اختیارِ دل

لے لے کے کروٹین یہی کہتا ہون ہجر مین
دلکو ہوا ہی کیا مری پروردگارِ دل

جس رگ کو جانتی تھی رگِ گل سی نرم ہم
کانٹا وہی نہی ہی دمِ احتضارِ دل

مالک نکل کھڑا ہوا بگڑی ہی سب انتظام
پہونچی سقر مین کچھ جو ہماری شرارِ دل

اوس دل کے آبلے درِ غلطان بنے تمام
جس دل کو تھی مری خبرِ انتشارِ دل

جس دل مین خود ہو کھد نزاکت سے پھیر دی
تم پر تمہارا بوجھ بھی ہی ناگوارِ دل

رک رک کی اشک بہتی ہین لی بیخودی مری
کیا جانین اضطراب سے یہ یا قرارِ دل

اشکون مین ملکی آنکھون سی آخر نکل گیا
یون ڈھونڈتا تھا خون نہ تھا جب قرارِ دل

دشمن تھی جنگلی تم نہ رہیں جیتے جی وہ اب
دیکھو اٹھا ہوا ہے کہیں تودمار دل

فرہاد و قیس مٹ گئے پیچھے بچا کے جان
کھینچا ہے جس میں نے دایرہ حال زار دل

نکلی دھواں ہو دل سے شب ہجر کس طرح
شیشہ کو توڑتا ہے ہمارا بخار دل

احسنت وے آفرین دل پر آبلہ تجھے
اتنی دلو نمیں اک کو نہیں انتشار دل

باقی رہی نہ فصل زمین آسمان کا
بیٹھی گرہ اتفاق سے میرا غبار دل

تنکا او تار نے کے جو جان سے دبے
وہ دل ہو کس طرح سے کسی دل کا بار دل

خاک اوڑ رہی ہے دہر میں وے تو نہیں فلک
کیسا بقدر شیشہ دل تھا غبار دل

پتلی میں آ خضر آگئی اوسکی شبیہ سے
اتنا تو تمکو دیکھے کیا انتظار دل

دشمن نے دکھ یہ دیکھ جو دیئے خود ہوا ہلاک
دو زخم ملگئے تو ہوئی ذوالفقار دل

پھٹ جائیں وہ دفعتہ تتق گرد کی طرح
شیشوں میں بند ہو جو ہمارا بخار دل

لو خوش ہو غم کا سر میں یہی ہو نے لگا گذر
جاتی ہے آسمان پہ زمین غبار دل

مٹجاؤن اپنی جا پہ کہ جون شکلِ نقشِ پا ‎ تابوت جب اُٹھے کہ کسیکا ہو بارِ دل

مانندِ نقشِ پا تو زمین گیر کر دیا ‎ لاشہ بھی اُٹھنے دیگا ہمارا وقارِ دل

ملکِ فنا بھی چھوڑ دین اہلِ فنا تمام ‎ جاوی عدم مین گر ہوا خیمۂ غبارِ دل

ہوتی اگر زبان تو یہ کہتا دمِ ازل ‎ دل تو نہ لونگا ای مری پروردگارِ دل

اب اور کیا دکھائیگی تیغِ نفس بُرش ‎ ذرّی تڑپ تڑپ کی اُٹھی ہین غبارِ دل

اس کہنی کو فقط گُلِ بازی بنا وہان ‎ یہان بھی نہین تو ہوگا کہان اب قرارِ دل

کہتا ہون موج بنکی خدا اسی دمِ ازل ‎ تڑپا لے دل ندی مری پروردگارِ دل

شعلے زبان بنگئے فریاد کیلئے ‎ دوزخ مین جا گری جو ہمارے شرارِ دل

کس کسکو کمسنی مین وہ سمجھائین کیا کرین ‎ مجھکو ادھر ہی نزع ادھر احتضارِ دل

سوفارِ تیر آتی ہین ہنستی ادھر سے پھر ‎ مُنھ کو کبھی لگا تھا جو خونِ شکارِ دل

کس آتشین جمال نے دیکھا تھا حسن کو ‎ جوہر بنی ہین آئنہ کے خود شرارِ دل

مین تو بستر ہون چین مجھی کسطرح نہ آئے ۔ شیشہ بہی سرد ہو جو نکالے بخار دل

مٹھی سے زر کو پھینک کے کہتی ہی ہر کلی ۔ دل ہی نہ منتشر ہون تو کیا انتشار دل

ہوتا ہی عیب بہی کسی جامے مین جا کے حسن ۔ جوہر ہے آئنہ کا یہی انتشار دل

مرتے کے ساتھ کوئی بہی مرتا ہی دہر مین ۔ مین کیون تڑپ رہا ہون دم احتضار دل

جوہر بہر آئنہ کی پھرین مہرہ چونکی طرح ۔ میری طرح اوسی بہی ہو گر انتشار دل

شبنم فلک سے حلق مین ٹپکا رہی ہی آب ۔ اللہ ری تشنگی دم احتضار دل

غلطان گہر ہون کیون نہ کف دست پر مری ۔ جو دل لون ہاتھ مین اوسی ہو انتشار دل

ای بیخودی خیال تو آتا ہی یاس مین ۔ بستی تہی خوب نام تہا جسکا دیار دل

مین سطرف تپان ہون عروق و جگر ادہر ۔ کس کی جان لیگا مرا احتضار دل

کافی تمام حشر کے مجمع کو ہے وہی ۔ خالی کرے جو گوشہ دل انتشار دل

کہتا ہون یہ تپک پہ ہر اک آبلے کی مین ۔ دل کتنی دیگا ای مری پروردگار دل

جبتک ہی صبر و شکر جبھی تک ہے غم بھی شیر | منھ کھولدین رگین تو ہین ذو الفقار دل

مجروح دست دشمن جان ہی جو تو سہی | شیشہ ہون سیر آ سہل نہین ہی فشار دل

کیا حسرتون کا دم تہا خدا مغفرت کری | کیسی چہل پہل تہی میان دیار دل

نکلی برنگ روشنی شعلہ قید سی | شیشہ مین گر بھرون کبھی رنگ بہار دل

بیدرد وہ حریف ہی یاران کھیلو سی | منھ تکی آسمان سی چوٹ پکی بخار دل

ہمت سی مین ہی خوشہ پروین ہون ای فلک | اک دل کے لاکھ ہون تو نہو انتشار دل

پہلی نشان داغ یہ تھے اور ہی گمان | اب رو رہا ہون یہ کہ یہین تہا قرار دل

پشون کی طرح اوڑنی لگین جوہر حسام | فولاد کو ہو گر مرض انتشار دل

اب اسجگہہ سی دوسرے عالم مین جا نیدو | سینہ سے ہاتھ اوٹھاؤ کہ جائے قرار دل

مینائی نیلگون فلک ہے اوسیکا نام | شیشہ جو لے اوڑا تہا ہمارا بخار دل

آٹھون بہشت کی ہو فضا مجتمع وہین | جس جا جھٹکدون دامن رنگ بہار دل

ناخن سے ابرو نکو خدا ہی جدا کرے
کھنچتے ہین پاون ور ہی قسم اخفائے دل

سیماب ضرب چوب رفو ہون کیونکہ سے غم خوش نہ ہون
اک دل کی لاکھ دل ہین خوشنا انتشار دل

غزل ۳۶

ما ہر نفس کے ساتھ نکلتی ہوا عمر
جاتا ہی باگ روکے ہوئے شہسوار دل

شعر ۱۸

ٹپکی عرق وہ خاک پہ آئے جو سوئے دل
کاش آبلو نمین ڈوب مرا آبروئے دل

ای ابتو نام دوست کہو آبروئے دل
جو آبلہ ہی حوض ہی بہر وضوئے دل

آ بیٹھا ہے کوئی تو مری دل مین ناز سے
خون آج دوڑ دوڑ کے آتا ہی سوئے دل

سیجادون آنکھون آنکھون مین کسطرح اونکو مین
مملو ہی جسطرح مئی جان سی سبوئے دل

ترشا ہو جگر کا ہو ٹکڑا ہر ایک لفظ
منہ سے جو آپ کے سین گفتگوئے دل

حسرت نکال کر ہی پرارمان نہ کیون
نکلی ہے دم کی ساتھ مری آرزوئے دل

سینے مین ہر جگہ ہو رہے کیون کھٹک
پھر پھر کے ڈھونڈتی ہی تمہین آرزوئے دل

کیا ساتھ اسکو لیلی کسی شب کو سوئے تھے
ہر عضو نازنین سے جو آتی ہے بوئے دل

اوس وقت کیا عجب نظر آئے جمال دوست
ہو آب آئینہ سے اگر شست و شوئے دل

پی صورت ملال کھلینگے نہ اہل درد
منھ کو بغل مین ڈال کے حسن گفتگوئے دل

اے ضعف کیا پسینے کی ہمراہ بہہ گیا
آتی ہے عضو عضو سے کیون آج بوئے دل

کیون پسلیان نہ ہجر کی راتو مین ٹوٹ جائین
پہلو نکو مانگتی ہے تمہاری ہی خوئے دل

سینہ بلند دیکھ کے کہتی ہے آرزو
اللہ اس جگہ ہی کبھی ہوگا روئے دل

مایوسیونکی عہد مین حسرت یہ ہے مجھے
دم توڑ دین ادہر تو ادہر آرزوئے دل

یون ہی تڑپ تڑپ کے نہ نکلی کسیکی جان
جسطرح مرگئی ہے مری آرزوئے دل

آئے تو واہ کب مین مرتا ہوا اسطرف
دم اوسطرف کو توڑتی ہے آرزوئے دل

سینہ پہ اپنی اپنے ہی ہاتھونکا پھیرنا
دیکھو اسی طرح سے بگڑتی ہے خوئے دل

کیون بادہ خوار لیت مین ماہر نہ مست ہون

خود روح سے بھی منھ سی لگا ہی سبوی دل

غزل ۳۹ — ردیف المیم — شعر ۲۰

ایسی خلوت میں بھلا کسکو بلائیں ہم تم
شرم آئے تو پسینے میں نہائیں ہم تم

وصل کا لطف کبھی ان سی اٹھائیں ہم تم
دل لگی عشق میں اگر ہو دشمن ائیں ہم تم

عکس آئینہ صفت راز چھپائیں ہم تم
منھ بھی دیکھیں نہ اپنے دل کے نہ بتائیں ہم تم

تم ہنسو پھولوں سے بلبل کو میں لا کے چھیڑوں
باغ میں آکے کوئی گل تو کھلائیں ہم تم

جھک کے پہلو میں یہ کہتا ہوں وہ خود بینی
آئینہ میں بھی تو اک جا نظر آئیں ہم تم

رشک سی کھنچتی ہوتی ہیں نگاہیں جاہل
آج سی غیر کی صحبت میں نجائیں ہم تم

رنج میں رنج ہی شاید سبب تسکین ہو
آؤ روتے ہوئے دل کو تو رلائیں ہم تم

یا کبھی سونگھتے تھی عطر کے شیشہ کیطرح
یا اد سی دل کو کبھی منھ نہ لگائیں ہم تم

شب ہجر آئے بلا نیکلے نہ دم کہیں
شمع کو ہاتھ سے اپنی نہ بجھائیں ہم تم

ٹھوکرونمین ہی دل راہرو کے آئے
نازسے گو دیو نین جبکو کیلا ئین ہم تم

شمع وپروانہ مین ہوتے ہین کرشمے کیاکیا
دیرسے دیکھ رہے ہین جو ادائین ہم تم

لاش کا بوجھ بھلا کس سے اوٹھیگا میرے جان
پھول رورو کے سو ہم مین جو اوٹھا ئین ہم تم

دردمین درد ہو نیکی ہی حسرت نرہی
آو دکھی ہو دلکو تو دکھائین ہم تم

دل ہی ہاتھون گیا ہے یہ ہین پالا بالا
دوڑکر کیون گل بازی نہ اوٹھائین ہم تم

جسطرح آئینہ مین شکل ہی داخل خارج
آرزو ہی یو ہین جا مین سمائین ہم تم

حق ہی ہم دونو نکی گر دنپہ گر انصاف کرو
آؤ روٹھی ہوئی ابکے دلکو منائین ہم تم

دل ماہر تو یو ہین راہ مین پامال رہی
گل بازی ہو تو آنکھو نسے اوٹھائین ہم تم

غزل ۴۸ | ردیف النون | شعر ۱۶

ناتوانی کلب فقط ہی میری جسم زار مین
ہی سخن تکیہ پہ تکیہ بات کو گفتار مین

پرتو رخ سے صفائی ہے یہ قصر یار مین
دیکھتے لیجیے آئینہ کی طرح منھ دیوار مین

خلد کیون ہمکو نظر آئے نہ قصر یار مین
دوربین ہے صاحبو روزن ہے اسکی دیوار مین

رو رہا ہون مین خیال صبح روی یار مین
خط ابیض کا ہے پرتو آنسوؤن کے تار مین

ذکر حق نے جب جگہ پائی دل کفار مین
بنگئی تسبیح کا دانہ گرہ زنار مین

کفر دنیا مین ہر اک کافر کی دم کے ساتھ ہے
صورت تار نفس پھر کیون ہنوز زنار مین

سیل لہو پانی ہوا ہے ایک رونے سے مرا
خون دل آیا ہے ملکر آنسوؤن سے تار مین

رہگئی ہین کچھ الجھکر یہ نگاہین خلق کی
کہتے ہین تار عنکبوت اوس روزن دیوار مین

ناتوانی مین برنگ بو نکلیون اوڑتا پھرون
ہے ہوائے برگ گل آندھی مجھے گلزار مین

ہوتی ہین زردار باغ دہر مین اکثر بخیل
بند ہی غنچون کی مٹھی دیکھی گلزار مین

ہوگئین وہ آتش قدم آیا پئی گلگشت جب
شمع کا شعلہ ہر اک غنچہ بنا گلزار مین

پڑھ نہ لون باہر سے کیون مین کتبۂ ایوان یار
صورت عینک ہے جو روزن ہے اوس دیوار مین

ہمکس سے کہانتک ہونٹوں پاندی کیونکر ہو — نکلا ہاتھ کی ہی قاتل ترقی تلوار مین

دین سے ستگھر ہوتی بت پرستی رہر مین — اسقدر رخامی نعوقی رشتۂ زنار مین

دشتِ وحشت نے سجھا یاد رزدہ میرا کبھی — آبلے پا کے نبے چھالے زبان خار مین

غزل

کسطرح رونے مین اے ماہی مین دیکھوں روئے یار
آنسوؤن کے تار سے الجھے ہین نگہ کے تار مین

شعر ۲۴

سفر کے رنج کو سینہ فگار سمجھے ہین — غبارِ راہ کو دل کا غبار سمجھے ہین

عدم وجود کو عبرت شعار سمجھے ہین — خطِ جبین خطِ لوحِ مزار سمجھے ہین

جہانکو قبر تری خواستگار سمجھے ہین — فراغتونکو یہانکی فشار سمجھے ہین

چمن جو اپنا دلِ داغدار سمجھے ہین — نفس کو موجِ نسیمِ بہار سمجھے ہین

حزین وہ ہون جسے عالمِ کدورت مین — غبار آئنۂ روزگار سمجھے ہین

وہ ناتوان تہِ دورِ رنگار مین ہم ہین — جو تن پہ سایۂ اشجار بار سمجھے ہین

[illegible] — ہر ایک [illegible] کو دم کا [illegible] سمجھے ہین

نگاہ [illegible] دانہ [illegible] — جو اشک کو گہر آبدار سمجھے ہین

عدم سے ہم بھی جا پہنچینگے [illegible] اک دن — اسی ابتدا کو انجام کار سمجھے ہین

ریاض دہر مین حال جنہین رنگ سواد — خزان کو فصل کتاب بہار سمجھے ہین

جو دیکھتے ہین نہال سے ہر برگ تن کو — وہ راہ معرفت کردگار سمجھے ہین

مکان دوست ہے دل حال دل ہے ہم پہ عیان — نہان جو ہے وہی آشکار سمجھے ہین

ریاض دہر مین جو دل گرفتہ ہین بلبل — وہ ایک رنگ خزان و بہار سمجھے ہین

جہان قیام نہین گھر سمجھتی ہین اسکو — مکان اصل کو نادان مزار سمجھے ہین

وطن سے دور ہون ہم محال ہے گردون — کہ دود دل کو سواد دیار سمجھے ہین

کیا ہے ضعف نے بالکل ہمین ہمین ایسا — کہ آبلونکو کف پا کا خار سمجھے ہین

بڑھے ہی تو جاتی ہین آگے یہ قافلے والے — تھکے ہوؤنکا بھی کچھ حال زار سمجھے ہین

وسیع جتنی نگاہین ہین بحرِ عالم مین
ہر اشک کو وہ یمِ بیکنار سمجھے ہین

یہ بھول ہی کہین دیکھی نہین عدم والو
تمہاری سہو کو ہم یادگار سمجھے ہین

بیان ہو ہستی بنیادِ قصرِ تن کیا خاک
حباب بھی ہین جسے استوار سمجھے ہین

نہان وہ نظر و ایسے سمجھے ہین جو کہ بینا ہین
وہ کور ہین جو تجھی آشکار سمجھے ہین

وہ ناتوان ہون کہ ٹوٹا نہ مجھسے اشک کا تار
نظر جو رکھتے ہین وہ حالِ زار سمجھے ہین

جہان مین غور سے دیکھا تو ہین قیدی ہی لوگ
جو ایک تنکے کی احسان کو بار سمجھے ہین

غزل ۴۲

عنایتین ہین یہ احباب کی فقط ماہر
کہ خام فکر کو بھی پختہ کار سمجھے ہین

شعر ۱۶

بیخودی سا بھی کوئی دہر مین دمساز نہین
غم نہین عیش نہین سوز نہین ساز نہین

سوزِ دل کب ہے جو فریاد کا دمساز نہین
شعلہ ہی وہ نہین جسمین کچھ آواز نہین

گردشین چشم کی کہتی ہین کہین جا کے ہو
سونیوالون کی تو آنکھون کا یہ انداز نہین

دل کو برباد کیا آرزوؤن کو نے گھر — تم سا عالم مین کوئی خانہ برانداز نہین

کیون نہ غنچونکی چٹک شوق سی گلشن مین سنو — ٹوٹتی قلب کی آواز تو آواز نہین

کسکے چھپنے پہ ہوئی محفل کی یہ بگڑی نوبت — دم نہین چنگ مین طنبور مین آواز نہین

ہان اسیطرح چل اور راہ کے چلنے والے — دل پہ گر پاؤن نہین چال مین انداز نہین

دلبر و جانکے تو مجھسے نہ پوچھو کوئی بات — دل ہی سینہ مین نہین جسکا کوئی راز نہین

کان پر ہاتھ رکھین لوگ نہ کیون نالون سے — یہ صدائین ہین مری آپکی آواز نہین

آپکی حدِ خوشی کو کوئی کیونکر سمجھے — مسکرانیمین صدا ہنسنے مین آواز نہین

چاک پردہ کی نہ کسطرح سی آنکھین چھپجائین — سبکو دیکھا ہی مگر تم سا نظرباز نہین

عکس آئینہ پہ بھی طعن ہی اوف رے دیدے — اسپہ یہ بات کہ صورت پہ ہمین ناز نہین

کوئی تو باتمین دیدی مری نالونکا جواب — منہ مین کھلتی ہوئی کلیونکی بھی آواز نہین

باغمین آکے اسیرانِ قفس کیا بہلین — سب ہوائین ہین ہوا پر پرِ پرواز نہین

ہی یہی تازہ اسیری میں پھڑکنا جو مرا | یا قفس آج نہیں ایر پرواز نہیں

غزل [illegible]

مدح احباب جو کرتے ہیں عنایت ہی فقط
نظم ماہر کی ہی جادو نہیں اعجاز نہیں

مستزاد

کب نکل سکتے داغہای غم مری تن میں نہیں | ہوں وہ گلچیں رنگ جاوے جسکی گلشن میں نہیں
لوث و حلت سے بری ہیں جنکے دامن پاک ہیں | چہینٹ بہی بلبل کے خون کی گل کے دامن میں نہیں
گر طلب ہے آبرو کی تو نکل بہر سفر | دیکہہ قدر گوہر نایاب معدن میں نہیں
خود بخود آراستہ رہتا ہی داغوں کا چمن | باغبانکا کام ہرگز میرے گلشن میں نہیں
ہی تعدد بہی تبونکا اوسکی وحدت کی دلیل | کب خدائی کا سمان دیر برہمن میں نہیں
آہ سوزاں سے حفاظت میں ہیں دل کے آبلے | برق بہی دہقان کچہہ کم میرے خرمن میں نہیں
قتل ہو نیکو مراد دل سمجہتی ہیں شہید | طوق منت کے ہیں خط تیغ گردن میں نہیں
[illegible] ملا ہی گنج کا پاہی یہاں ترک وطن عشق | دلفگاری کا الم گوہر کو معدن میں نہیں

کیون اے غمِ دنیا مین گرہی گنہ آلودہ تو ۔۔۔ دیکھے اشکون سے ترتی کب تیری دامن مین نہین

کیون نہ حاصل ہو برنگِ گل مجھے بھی نشو و نما ۔۔۔ طایرِ رنگ چمن ہی خون مرے تن مین نہین

صبح صادق کی کا ذب کیون نہ ہون اے خورشید حسن ۔۔۔ چھاؤن ہی چہرے کی تیرے روز روشن مین نہین

قتل ہو کر تیری کشتہ کی بر آئی ہی مراد ۔۔۔ ہین گُل امید خونکی داغ دامن مین نہین

گرمیِ سوزِ درون سے شمع اُٹھی کس طرح ۔۔۔ موہی آتش دیدہ ہی تارِ نفس تن مین نہین

غزل ۴۴

ہی عجب سرگشتگی سی اپنی ما ہمہ بعد مرگ
گردشِ سنگِ فلاخن لوحِ مدفن مین نہین

شعر ۲۲

شمع وحدت کا مین بزمِ دہر مین پروانہ ہون ۔۔۔ ہی جنون عین خرد جسکا مین وہ دیوانہ ہون

ہی مجھے ہستی سی نفرت اوج کا دیوانہ ہون ۔۔۔ خوشہ ہی عقدِ ثریا جسکا مین وہ دانہ ہون

شمع قدِ گلرخانِ دہر کا دیوانہ ہون ۔۔۔ جسکو کہتے ہین بلبل ہی مین وہ پروانہ ہون

روح باعث ہی سیہ رنگی کا میری مہ جبین ۔۔۔ شمع سی جس گھر مین ہی اندھیر مین وہ خانہ ہون

کیسی ہی الجھی مضامین ہون سلجھ جاتی ہین صاف ‌‌‌ ‌‌‌ زلف پیچان سخن کو آئینہ و شانہ ہون

در ہو نہین داغ کی قلب مکدر کا ہی قفل ‌‌‌ ‌‌‌ گنج فی بیان ہون جسکا ہون نہ ویرانہ ہون

چشم مژگان اشک آلودہ پہ پروین ذرے ‌‌‌ ‌‌‌ خاک بھی مجھ پہ نہین تپ غم شمع پروانہ ہون

حسن قدرت کا تری جلوہ گر تن مین مرے ‌‌‌ ‌‌‌ ہون ترا عاشق جو تنہا آپ ہی دیوانہ ہون

قابض ارواح کیا آئین تن پہ سوز تک ‌‌‌ ‌‌‌ پر فرشتی سکے جہان جلتی ہین مین وہ خانہ ہون

سوز غم مین مر کے نکلا مین لحد سی روز حشر ‌‌‌ ‌‌‌ بعد جلنے کے ہوا پیدا جو مین وہ دانہ ہون

وہ مرا سینہ ہی دار العلم کہتی ہین جسے ‌‌‌ ‌‌‌ قفل ابجد قفل ہی جسکا مین وہ کاشانہ ہون

زیست کے دن پورے کر کے نکلی میرے تن سی روح ‌‌‌ ‌‌‌ جسکو بھرنے نے کیا خالی مین وہ پیمانہ ہون

ناتوانی سی تو ہی سرگشتگی پر مین رہا ‌‌‌ ‌‌‌ آسیا کو پیس ڈالا جسنی مین وہ دانہ ہون

ہین ندی نالی سی میری گل مین جا اشک آب روان ‌‌‌ ‌‌‌ سیل سی جسکی بنا قایم ہی مین وہ خانہ ہون

ہین بھی دل ہی دولت سی توکل کے غنی ‌‌‌ ‌‌‌ گنج ہون باطن مین ظاہر مین گو ویرانہ ہون

الفت دندان دلبر سی بھرا ہی دل مرا
آب گوہر جس مین مملو ہی ہین وہ پیمانہ ہون

سنگ اسود ہی سویدا دل جگہ اصنام کی
شان کعبہ کی ہی پیدا جس سی وہ بتخانہ ہون

داغ عشق ساقی کوثر کا ایا ہے یہی
دست دل سی جس مین چھپتا ہین وہ پیمانہ ہون

عشق ہی ال کن ہی میرے مکان تنگ کا
جو ستون آہ پر ٹھہرا ہی وہ خانہ ہون

ضعف ہو کیونکر نہ عشق ساقی کوثر پہ وال
قد خم گشتہ سی مفہوم خط پیمانہ ہون

کھر سی میرے قابض ارواح کیونکر خوش نہ جائے
جان دیدی جسنی مہمانکو وہ صاحب خانہ ہون

غزل ۴۵

سنکی ماہی تجکو باگ اوٹھتے ہین اہل بزم سب
جس سی نیند آئی ہوئی اوڑتی ہی وہ افسانہ ہون

شعر ۱۲

کب تصور فقط ابنای زمان رکھتے ہین
گرد ہٹجاتی ہے ہم پاؤں جہان رکھتے ہین

دی سبب قبر پہ کب سنگ گران رکھتے ہین
سختی راہ عدم کا یہ نشان رکھتے ہین

کیا کمی و نیکی جب سوز نہان رکھتے ہین
اشک ریزی کے لیئے دل کا دہوان رکھتے ہین

بس وہی شستہ و رفتہ بھی ہان رکھتے ہین
موج کی طرح جو پاکیزہ زبان رکھتے ہین

بعد مردن بھی یہ حسرت ہی کہ سمجھا جاتا ہون
بات تربت پہ اگر فاتحہ خوان رکھتے ہین

کام ہر ایک کا یہ خوبی تقریر نہین
جوہر حسن بیان بستہ زبان رکھتے ہین

ہین جو محتاط وہ کہتے نہین خارون کو بھی خار
ڈر یہ رہتا ہے کہ وہ بھی تو زبان رکھتے ہین

کثرت ضعف مین کہتی ہین اشارون سے کلام
بات کر نہین سکتے ہم بند زبان رکھتے ہین

مرجع آتش غم کیون نہ کہین سینے کو
گرد نار کا ہم دل پہ گمان رکھتے ہین

چپ ہین جبتک کہ نہین اہل سخن کو کچھ کد
بات آئے تو کب بند زبان رکھتے ہین

نقد دل دیکے بھی ملتی ہین داغ حسرت
پھول کیسی ہین یہ قیمت بہ گران رکھتے ہین

غزل ۴۶	نظم اشعار مین بھی حسن بیان ہی ماہر جسکو کہتے ہین زبان ہم وہ زبان رکھتے ہین	شعر ۱۳

کرتی ہین ضعف سے پر گرم ہین روانی مین
چلی ہین سیانکی ہم چال ناتوانی مین

ضعیف و زار ہین یہ ہم جہان فانی مین
بنی ہین تار نظر چشم ناتوانی مین

چھپے ہین غنچے سے زندان دار فانی مین
عدم بھی جا نہین سکتی ہین ناتوانی مین

وہان یار کی ہستی کے جو ہوے قائل
کمال تھا او نہین لوگو نکو غیب دانی مین

ہے غرق شرم ہین اوسکی دہان و دندان سے
نہان ہی در تو صدف مین صدف ہی پانیمین

خزان نو جسکی ایسی کوئی بہار نہین
لکھا ہے ہر ورق برگ بوستانی مین

شفق نہین ہی نمایان نظر مین مستونکی
شراب سرخ ہی مینائے آسمانی مین

بجھی نہ آتش گل قطرہ ہاے شبنم سی
خدا کی شان ہی روشن ہی آگ پانی مین

ہے جسطرح سے کہ زیور عروس کی زینت
بیان نکے حسن سے یون حسن ہی معانی مین

ضعیف وہ ہون یقین ہی خیال منزل سی
اوٹھین نہ پاے تصور بھی ناتوانی مین

سفر ضرور ہی جاہین جو قدر اہل صفا
ہزارون در ہین کہ بی آبرو ہین پانیمین

وہ ناتوان تہی اگر ساتھ قافلے کے چلے
تو دب کے رہ گئے ہم گرد کاروانی مین

شعر ۹	نہ دل لگائیو ماہر یہان کسی گل سی وفا کی بو نہین باغِ جہانِ فانی مین	غزل ۷۴

مرنے پہ ہے جو وصل تو ہو کچھ مزا نہین
پایا تو کب تجھے کہ جب اپنا پتا نہین

جو آئینہ ہی وہ ترا صورت نما نہین
یکتا وہ تو ہی جسکا کہین دوسرا نہین

فصلِ بہار آئی ہی صیاد رحم کر
قیدی کوئی قفس مین ہماری ہوا نہین

ہٹ بیٹھی آپ کیون مری پہلو سی کیا ہوا
سینے سے سانس آئی نہین دل ہلا نہین

نافونکی بو دماغ مین آتی ہی زلف سے
اب منھ سی کہدین مشک تو میری خطا نہین

پیری مین کیون فلک نے دئی مجھکو داغِ دل
گھر مین چراغ دو کسی کے جلا نہین

صیاد نی قفس مرا رکھا ہی باغ مین
وہ عندلیب آج چمن مین رہا نہین

غالب نکیون ضعف ہو زمانہ مین ہر سے
پیری سی کونسا ہی جوان جو جھکا نہین

ماہر ہزار کچھ ہو مگر دل ہی اوسکی پاس

شعر	فرقت مین بھی مین دوست سے اپنی جدا نہین	غزل ۴۸

ہی صفائی باطن کا ہی جواب کہین	خبر مجھی ہو جو لوٹے دل حباب کہین
فریب کا وہ جہان کا بھی ہی جواب کہین	کسی جگہ پہ یہ دریا ہے اور سراب کہین
فلک نے اشک کو نسی گھر ہو ترا خراب کہین	روان ہوئی تو کری ہی سیل آب کہین
یقین ہی جوش تحیر سی سنگ ہو وہ بھی	جو دیکھلے دل نازک مرا حباب کہین
بس فنا بھی ہین وون پہ یہ ذرہ بھی	برس پڑی مری خاک پر سحاب کہین
دل شکستہ کو نایاب کیون نہ مین سمجھون	کسی نے دیکھا ہی ٹوٹا ہوا حباب کہین
مقابل آکے تو ہوتا ہے دیدہ تر سے	گناہ سے نہ ہو تر دامن سحاب کہین

شعر	یہ لہر رونے کی کہتی ہی دل لی ماہر تڑپ ہی تری ہی غم مین موج آب کہین	غزل ۴۹

کبھی وقت جوش بکا چاہتے ہین	نگاہون سے آنسو گرا چاہتے ہین

مژہ سی کاوِشِ کیا چاہتے ہین
اب اشکون کے عقدے کہلا چاہتے ہین

نہین ہوتی مین بمو مجرمون کی
جو بوئے تہے کانٹے او گا چاہتے ہین

اُمنڈ آئے ہین میری آنکھون مین آنسو
حبابون سی دریا بہا چاہتے ہین

ڈہل آئے ہین آنکھون سے مژگانیہ آنسو
جہازو نکے لنگر اٹہا چاہتے ہین

نظر شمع پر ہے دمِ فکر میری
مضامینِ روشن ڈہلا چاہتے ہین

غزل ۵۰

سمندر مین طوفان ہے آہونسے ماہر
جہازونکے بیڑے گرا چاہتے ہین

شعر ۱۳

آہ کی مضمون سرا سر ہین مری تحریر مین
کسنے باندھی ہی سوا امیر ہو نہ تیجیر مین

حال میرے ضعف کا او سد مصور پر کھلا
عکس بھی جب گرکے پہونچا کاغذ تصویر مین

تجکو دینے کو دیا تہا ورنہ تو کیا مال تہا
غیر کی قسمت تہی او منعم تری تقدیر مین

ہی زمین کو سبکی جو بی اختیارانہ رجوع
سرمہ تسخیر کیا خاک ہی تاثیر مین

کس کو عالم مین تلاشِ منزلِ مقصد نہین
گرد اوڑتی ہی ہوائے دامنِ رہگیر مین

دستِ گلچین مین ہوا پژمردہ جون ایک پہول دل
شمع کا گل جسطرح افسردہ ہو گلگیر مین

شغلِ نالہ جبکو ہے ویرانے مین آباد ہین
بے مکین رہتا ہی غل پر خانۂ زنجیر مین

اہلِ غفلت کا گذر کب ہوشیارون مین ہوا
نیند آتے کسنی دیکہی دیدۂ تصویر مین

ہین جو آہن دل اثر صحبت اونہین کرتی نہین
آگ لگی کسدن گدازی شمع کی گلگیر مین

قید مین بہی فیض بخشی کی ہی پابند ہم
نیل پاؤن کا ہی سرمہ دیدۂ زنجیر مین

سرکشی کا عیب لے اصلون سی ہین چہٹتا نہین
کب بگولی اوٹہتی دیکہے وادیِ تصویر مین

رہنمائی جنون سی طی ہوئی وحشت کی راہ
تہی ہزارون پیچ ورنہ کوچۂ زنجیر مین

ہی اسیری آبروداران عالم کی محال
موجِ دریا کب پہنسی ہی دامِ ماہیگیر مین

قبر مین پہونچی تہی میت آئے جو نزدِ کفن
گہر پہونچنی پر تہا اُلٹا قسمتِ رہگیر مین

گنبدِ افلاک سی گذری ہماری آہِ دل
کس ستم کا زور تہا یارب ہوائی تیر مین

ناتوانی مین ہوئی ہین اپنی آنکھین پُر آب
ڈبڈباے ہین آنسو دیدۂ تصویر مین

کشتِ داغ آہ ہری ہوتی ہی مجھسے سحر
ابرِ باران سے نہین کم اشک کی تاثیر مین

ہین بہت برگشتہ قسمت کیون تہی آٹھ پہر مین
ہی سوا گردش سے کیا گرداب کی تقدیر مین

روشنی شمع ہی محفل مین یار رنگ بہار
پھول ہی منقار بلبل مین کہ گل گلگیر مین

شیب مین ہوتا نہ انسانکو جوانی کا جو غم
آہ کیصورت نہوتی پھر عصاے پیر مین

سخت ہے راہِ جنون کی دلیل اسیر ہے
نقش پا ہوتی نہین ہین کوچۂ زنجیر مین

ضعف ہے میرا ترقی پر جو دنیا ہے تو دے
تابِ بارِ رنگ ہی باقی ابھی تصویر مین

وہ زمانہ اور تہا قبضہ مین جب ملک و مال
اب ہی خرد و گز زمین کیا ملکِ عالمگیر مین

خاکسارونکے روابط کا نہین ہے اعتبار
گرد کب جمکر رہی ہی دامنِ رہگیر مین

بی سہارے غیر کے چلتی نہین ہین خاکسار
خود بخود کب ہی روانی سایۂ رہگیر مین

راہ چلتونکو نہ ساتھی جانیو اپنا دلا
راہزن ہوتے ہین اکثر پردۂ رہگیر مین

بی سلونون سی جہانکین خالکہو امید فیض
جین پایاکسنی تھکر سایۂ رہگیر مین

خاکسار ونکا سلوک اعجاز سی خالی نہین
بن چلی جادہ رہا ہمراہی رہگیر مین

جان ڈالے قالب بیجان مین گر قدرت ترے
رنگ دوڑی خون بنکر پیکر تصویر مین

شکل کھنچواکر ہوا بد شکل نادم اسقدر
روغن تازہ پسینہ بنگیا تصویر مین

غزل ۱۵۱

فیضِ رحمت نی کیا ماہر عذاب و نیر حرام
تھی جو داخل مجرمانِ واجب التعزیر مین

شعر ۱۹

مرد غیرونکی لیی دل کو جلا دیتے ہین
صاف سینہ آتش پہ صدا دیتے ہین

داغ دل نزع مین کیون میرے ضیا دیتے ہین
نیند کیوقت تو شمعونکو بجھا دیتے ہین

تا لی آواز کب اشکو مین سنا دیتے ہین
قافلہ جاتا ہی جا و ش صدا دیتے ہین

قبر پر داغ دل آوارہ دکھا دیتے ہین
غول صحرا بھی منزل کا پتا دیتے ہین

نالے کب خوابِ جوانی سی جگا دیتے ہین
شب ڈرانی ہی نگہبان صدا دیتے ہین

پردہ رکھلی یوہین ستار گنہ کا اسکے
چادر اسواسطی میت کو اوڑھا دیتے ہین

قافلہ خیر سے پہونچیگا گنہگارونکا
زنگ اشکونکی ہی صاف صدا دیتے ہین

راہ لیتی ہین وہی راہبر ملک عدم
چار ملکر اونہین جس براہ لگا دیتے ہین

ساتھ آہونکے ملے کیون نمجھے داغ سوزان
آندھی آتی ہی تو آتش کو بجھا دیتے ہین

کب عبث دیتی ہین آواز گداکوچون مین
خیر جس گھر مین ہی وس گھر کو دعا دیتے ہین

ہان چلی آؤ یوہین یہان منی وہ منزل ہی
پا شکستونکو یہی تنگ صدا دیتے ہین

قلت سوز جگر مین نکرون کیون آہین
بجھنی لگتی ہی جب آتش تو ہوا دیتے ہین

دوستو رنج کی وسعت کو نہ مجھسے پوچھو
زخم دل دامن محشر کا پتا دیتے ہین

قطع ہوگا یوہین اک روز کفن بہی میرا
چاک ہونیمین یہی خبرت صدا دیتے ہین

ہچکیان نزع مین آتی ہین تصور ہی ترا
تو سنے یا نہ سنے ہم تو صدا دیتے ہین

سرکشی چھوڑ سمجھکر یہی تو پیری مین
صاحب جرم و خطا سر کو جھکا دیتے ہین

زنگ کیطرح بہی دیتا نہین آواز کوئی | لاکھ ہم قافلہ والونکو صدا دیتی ہین
فاتحہ خوانون سی کیا قبر مین نالان نہین | نیند جب آتی ہی یہ لوگ جگا دیتی ہین

غزل ۵۲

شعر

نظر دوستے بہی حفظ کر اپنا ماہر
کبہی پروانے بہی شمعونکو چہپا دیتے ہین

راحت کا قبر مین بہی تو پیدا نشان نہین | جور زمین ہی گر ستم آسمان نہین
اللہ خیر کیجیو دل کی شباب مین | تاریک شب ہے اور کوئی پاسبان نہین
سوی عدم ہی قافلہ بوی گل رواں | بانگ جرس ہی نالہ برگ خزان نہین

غزل ۵۳

شعر

اک رنگ کی سخن پہ نہ ماہر گرو کیون ہنوز
یہان غنچہ سان زبان کے نیچے زبان نہین

ہوتی ہین خوش ضعیف جو فرصت شباب مین | ہنستی ہین کلیان گل کی جو ہنسا رخنہ سب ہین
ہو قدر عاشقون کی جہان خراب مین | اونکا بہی دل جو لے کسی انقلاب مین

گردش نہین حباب مے لعل تاب مین
پھرتی ہین آسمان بھی دورِ شراب مین

انسان کا اُف رے کرب فراقِ شباب مین
تھمتا نہین ہی رعشہ پہ رنگ اضطراب مین

دو اشک ملگئی مری حبّ اضطراب مین
بیٹھے ہوئے جہاز ادھر آئے آب مین

بند ہم نہین ہی لرزش پہ فصلِ خضاب مین
پیری چھپی ہی ظلمتِ مشکی سی حجاب مین

حیران ہون جاکے ور پھر آیا شباب مین
نکلی ہوئی شمیم در آئی گلاب مین

ٹپکے جو دل کے آبلے کیفیتِ شراب مین
انگور پک گئی طپشِ آفتاب مین

لب محوِ دل کے داغ ہین کیفِ شراب مین
تارے غروب ہو رہی ہین آفتاب مین

بدلا نہ رنگِ حسن کسی انقلاب مین
موجین ہی صورتِ رگِ گل ہین گلاب مین

لب سرخ مے ہی ساغرِ آئینہ تاب مین
روشن ہی آگ جادوئے ساقی سے آب مین

آخر کو لرزش کھلگئی فصلِ خضاب مین
گھل ملکے بھی شیب کی گذری شباب مین

جاگی ہین رات بھر وہ اسی اضطراب مین
وہ دیکھتا نہو مری صورت کو خواب مین

جب کچھ کھلا نہ حال طلسمات دہر کا ۔ موجین کلید بنگئین قفل حباب مین

مضمون تیغ کے لکھکے مجھے خوب بن پڑی ۔ غصہ نکالنی وہ خود آئے جواب مین

غش کے بہانے نے مجھے مارا ہے وصل مین ۔ جی جاؤن گر زبان ہلا دین جواب مین

رکھے رہین نہ ہاتھ سے چہرے پہ کسطرح ۔ عادت ہی پیار کی کسی خانہ خراب مین

دنیائی منقلب کا مین قائل ہون کسطرح ۔ سیدھا ہوا افلاک نہ کسی انقلاب مین

نبھے نہ کبھی دلکے جو تعلق ہوا سے ۔ رشتہ سنی نہ لفظ شراب انقلاب مین

کہتی ہین میری لاش سی بچپن تو دیکھئے ۔ کیا ہوگا گر زبان ہلیگی جواب مین

آنکھین ہین خوب چیز مگر صاحبان عشق ۔ اشکونکی لڑ لگا گئی چشم پر آب مین

تا حشر اہل قبر نے منہ سی نہ بات کی ۔ اتنا مزا ملا تھا سوال و جواب مین

آ بھی چکین لحد مین مری منکر و نکیر ۔ مین ایک ہون وہ دو ہین سوال و جواب مین

یہ خوف اسلئے مین چلا ہون سوئے جحیم ۔ رحمت نہ تیری دیکھ سکیگی عذاب مین

بیدرد اوس سی کون ہی بڑہکر جہان مین
بلبل کے خون کی چھینٹ نہین ہی گلاب مین

اللہ ری شرم آئی جو تصویر بھی مری
آنکھون پہ ہاتھ رکھدیے فرط حجاب مین

کشتہ ہوئی ہی کوئی تو ایسی ہی آرزو
آنسو ٹپکتے آتی ہین چشم پرآب مین

بوسہ کسی نی چھینکی لیا جب تو یہ کہا
عادت ہے یہ فقط اوسی خانہ خراب مین

شاخین بلا ہین لیتی ہین جھک جھک کے بار بار
عالم ہے کسکی نیند کا سبزے کے خواب مین

کہائے لمرنہ جھونک جو کہیں تو روک لون
کانٹا ہی زلف کا پیچ و تاب مین

برہم تو میری دیکھی ہین آفت کے جیپتا
آنکھون نے اپنی ہاتھ رکھی ہین حجاب مین

اوٹھی وہ یون کہ مرکے بھی بیٹھا نہ میری
کیا جانے مین نے کہدیا کیا اضطراب مین

رو رو کے فرط شرم سے آنکھین سوجاتی ہین
اک بدنظر نے دیکھ لیا ہی جو خواب مین

خانہ نشینیون کی منافی نہین ہی سیر
عزلت گزین نکلتی ہی بو بھی گلاب مین

دیوانہ وار پھرتی ہین غواص بحر مین
کشتی صدف کی بیٹھ گئی ہی جو آب مین

سوتی ہین ہی خیال جو رہتا ہے آپکا
آنکھین مری کھلی ہوی رہتی ہین خواب مین

تڑپون ہین وقت نزع نکیون لیکی ہچکیان
گھٹ گھٹ کے رہ رہے ہین مجھے وہ حجاب مین

رضی ہون دیکھ سیر اتر اپنا جسیم مین
رحمت تری جو دیکھ سکے اضطراب مین

ہی صبح شام وصل مین نور سیر طرح
پہنچون ستی ہو مرحمان پاس ہین زمین

قاصد نہ پہنچا ہی یہ ہے یہ عذر وصل
سب حرف مفردات لکھی ہین حجاب مین

رحمت ہے گر نہ ہے کو تعلق ہو واعظو
بارش ہنی نہ لفظِ شراب انقلاب مین

بخشے گئی وہ نکا سیا تابو ہین گنہ پر نشانہ
پر رب گیے پیہ سنے برقِ مجھ دبا مین

مٹی چلو کسیکو اگر دی تو کیا ہوا
تم بھی شریک ہوگئے کارِ ثواب مین

قاصد کے ٹالنے کا او نہین بسکہ ہی خیال
خط لکھکے رکھدیی ہین بہت ہے جواب مین

عالم مین کوئی ورد سی خالی نہین کہین
ہی منتشر جو درد مرا اضطراب مین

دے قاصد گھومے جاتے ہین اللہ رہی ناز کی
بل کھا رہی زلف جو اک پیچ و تاب مین

لکھتی نہ مجھکو سخت نہوتی ہمو د خط | بھیجا خدا نی خط مرے بدلے جواب مین

رحمت کو اضطراب ہی نالان مین اہل حشر | یون سر کو خم کیے مین کھڑا ہون حجاب مین

شیشی ہی کیون نہ جام پہ اب قہقہی کرین | رہتی نہین ہی ہنیہ ہانی حباب مین

تو نے مجھکو لیا جب تو یہ کہ [illegible] | [illegible] یہ فقط اوہی خانہ شراب مین

کیون گردش جہان نہین مست مضطر | شیشی ہی جو ٹ التی ہین انقلاب مین

جب سے پیون تو کیون نہو زخم جگر رفو | سوزن ہی میر زخم کا کانٹا شراب مین

مست [illegible] | [illegible] ذلی ر اتہ کھ [illegible] حجاب مین

کہتے ہین پھر کے دانہ تسبیح وقت ذکر | کچھ ہو نہ نکلے ہاتھ سی دل انقلاب مین

دعوی نہین سرق آئیگا شرمائینگے حضور | کچھ پوچھیے نہ مجھسے جو دیکھا ہی خواب مین

قطع امید عفو نہ اب ہوگی ای کریم | مجرم جو کچھ کہون تری رحمت کے باب مین

عارض کے پاس لائے جو وہ سونگھنی کو بو | ساری چمن کی بو سمٹ آئی گلاب مین

غزل ۴۰	مجمع ہی اک خدائی کا ماہر کے دفن مین تم بھی چلو شریک ہو کار ثواب مین	شعر ۷۵

پرتو حسن ہو عاشق مین بھی تو دور نہین
روی پروانہ پہ کس شمع کا کچھ نور نہین

بصر آنکھوں مین نہین نور سر طور نہین
کون شی ہو مریجان پاس نہین دور نہین

کیون مصور کی طلب ہے جو وہ مغرور نہین
آپ اپنی ہی کہنچ جائین تو کچھ دور نہین

عذر بیکار کے ہین قبر تو کچھ دور نہین
لاش اوٹھا نا ہی مریجان تمہین منظور نہین

جلوہ اونکا سا ہی تا بندگی نور نہین
آپ اپنے پہ گرے برق تو کچھ دور نہین

جذب دل وان بھی موثر ہو یہ مقدور نہین
نازکی ہی تو مری قبر بڑی دور نہین

قطع رہ مین مین دم ضعف بھی معذور نہین
گر کے رہجاے کہین سایہ کا دستور نہین

می پری کب ہے گر افشردہ انگور نہین
اتنی آنکھین نہین رسیلی ہون تو پھر حور نہین

کسکا دل سوز غم دوست سے رنجور نہین
شمع جلتی ہی تو ٹھنڈا دل کافور نہین

اتنی جانین پیمی کون مجھی منظور نہین
خون دلونکا ہے یہ افشردۂ انگور نہین

وصل کی صبح کا یہ قول ہو تو دور نہین
باتون باتون مین اوڑجاوے تو کافور نہین

سچ ہی گم کرکے مری لکونکیون غافل ہو
کھونا معمول تھا اور ڈھ بندھنا دستور نہین

لاکھ کوئی کہی تپلی کی ادائین ہین گواہ
نشۂ آنکھون مین جوانی کا ہی مخمور نہین

چلتی تلوارون مین چار ابروونکی تھمتا ہے
مرد میدان کہو آئینہ کو گو کہ سور نہین

کیا وہ نادان ہین حیا کرکے صفت اک گہون
آنکھین اولٹی ہوئی نیچی ہون تو مغرور نہین

جور گردون ستم دہر گوارا یہ سب
ناز یارون کے اوٹھانا مجھی منظور نہین

سر گگین اشک نے ڈالا ہی غضب کا لنگر
نیچی آنکھین ہوئین اب اولٹی ہوئی تو دور نہین

محتسب کو نکرین مست عبث بھی بدنام
کونسا شیشہ ہے نشہ مین جو خود چور نہین

دیکھیے اسکو سمجھ بوجھ کے دیجیے گا فشار
دل پر آبلہ ہے خوشۂ انگور نہین

درد خود اوٹھکی اوٹھاتا ہے مری میت کو
بار احباب جو ہونا مجھے منظور نہین

منہ دہی پاؤنکی نہ چھٹ جائیگی چلیئے دو گام | آپ بھی پاس ہین تربت بھی مری دور نہین

دیکھا ساقیونکا تجمل یہ مین کہتا ہون | شیشہ ہی ہی یہ کچھ دانہ انگور نہین

گر پڑے شیشہ سے عکس آہی گیا دو کبھی | پھر یہی کاغذ تصویر ہے کچھ دور نہین

آپ اپنے ہی سی لپٹو ہین نکیونکر شب ہجر | آنکھ سی دور ہو دل سی تو مرے دور نہین

کوئی ہی دلمین مرے آگ لگانے والا | آپ سی آپ جلی شمع یہ دستور نہین

نازکی نے وہی کی اک حرکت کر کے | عکس رہجا ہے اب آئینہ مین تو دور نہین

جس سی دن وصل کا بنجاے مری ہجر کی شب | سحر وہ نرگس جادو کو بھی منظور نہین

کیا مزا کہہ مین مزا درد کی لذت نہین گر | کیا وہ انگور کہ جو زخم کے انگور نہین

دیکھکر سلک گہر کیون نہو تسکین مجھکو | کونسا قلب ہے جس قلب مین ناسور نہین

نامرادونکی مراد آئی تو کیونکر تب وصل | غش بھی نزدیک ہی اور نیند بھی کچھ دور نہین

پتلیان گردش سے مقصد یہ کہتی ہین | آنکھ مین حسن بھر کیا ہے جو مخمور نہین

بادہ نوشی سی بھرون زخم جگر مین کیونکر
خود ہی ناسور سی خالی دلِ انگور نہین

لاش مفلس سی کہتی ہی ہوائے عالم
بوی کافور تو موجود ہی کافور نہین

درد کہتا ہے کہ تڑپا کے تجھے مین چھوڑونگا
مین یہ کہتا ہون کہ کروٹ بھی تو منظور نہین

کوئی خوددار مصور سی کہنچا بیٹھا ہے
اپنے کاغذ پہ گری عکس تو کچھ دور نہین

اونکی تصویر کو یہ چھیڑ کے کہتا ہی قلم
بیٹھنا چین سی بےچین کا دستور نہین

پاؤن مار جو زمین پر نکل آئے پانی
ہم تو ہین قبر مین اور قبر بھی کچھ دور نہین

گر خطا ہو گئی ہو کوئی تو بخشو اسکو
نازپروردۂ غم ہے دلِ رنجور نہین

لن ترانی ہی ہی کچھ دیکھنے والونکی لئی
ارنی گو نہین جب طور نہین نور نہین

چپکی چپکی بھی جلا عود تو یہ پوچھو ٹ
دل ہوا خاک یہ کسطرح کہ مشہور نہین

یون تو کچھ نام کو سینے مین ہے لیکن اپنی ہجر
کھوی بیٹھا ہون جسے وہ دلِ رنجور نہین

رحم دل کہتی ہین مفلس کو اوٹھائینگی ضرور
لاش مچلی ہی کہ اوٹھنا مجھے منظور نہین

اونکی تصویر کا کیون رنگ رہ رہ کے اڑے
نچلے بیٹھین کہین بیچین یہ دستور نہین

استخوانونکو مری پھینک کے کہتی ہی لحد
ایسے نا اہل کا رکھنا مجھے منظور نہین

ہم نہ کہتے تھے کہ دل لیکے کرینگے ضائع
کھو دیا یون کہ نشان دل رنجور نہین

برق بنتی سی مرے ضعف مین بس تو ہین خوش
ورنہ دشمن کو بھی گرنا مرا منظور نہین

ہر جگہ ڈھونڈھ چکا دلکو مین اب تم تو اٹھو
زیر زانو ہی نکل آئے تو کچھ دور نہین

ضعف سے ہون ہمہ تن صورت تصویر
رنگ کے ساتھ خود اوڑ جاؤن تو کچھ دور نہین

ناز برداریونکا بوجھ وہ اوٹھا رہا کیا
یہ کہو لاش اوٹھانا تمھین منظور نہین

کثرت جرم نظر ونہین ہی صفت میری
کیفی سی بھی چھپا ہون تو مستور نہین

مجکو تصویر جو بھیجی تو یہ مین چلی ڈرا
وصل تو شاق تھا اب ہجر بھی منظور نہین

جنکی تصویر مری آنکھ مین ہی کہہ دو اونسے
آپ ہی اپنی سی تم دور رہو ہم دور نہین

زخم مین گر کہین کھٹی ہوئی تیغ دیکھی
مین پکارا کہ مری قلب مین ناسور نہین

بسایا تھا جسے ملتے فرنگی بو کی گیسو میں
وہی تکیہ ہے سینہ پر وہی تکیہ ہے پہلو میں

خوشی عیش سے بیچ تو فنا کیسا بکھرا گیا پیری
ادھر دل بیٹھتا جاتا ادھر اٹھتا ہے پاؤں میں

دل بیٹھا کیونکر اے شوق شہوت
نشین پر چھلیاں تقین کہیں ہیں پہلو میں

تمہاری مردمک کی گردشوں سے صاف پیدا ہے
پری کوئی مقید ہے طلسم چشم جادو میں

نکالیں گی کاغذ سے دستر کا دنبالہ
نیا اک پیچ کیونکر نہ شمشیر ابرو میں

نشین ہے مردمک دیکھو ہر آئینہ میں سیدین
وہ خود جا بیٹھتے ہیں اپنی طلسم چشم جادو میں

وہی نکلی ہیں بنکر اشک آنسو سرمہ آلودہ
بکھرتی تھی کہ کرم موتی جو تھی چشم جادو میں

ہر اک زخم نہان دامن سے منہ پہ کھلی ہوئی ہے
پڑی ہی ہاں لعل میں جگر کی آنسو پاؤں میں

تری مژگان نے کچھ ڈھلکائی ہے شک سرمہ آلودہ
لگایا قفل طرفہ ہی طلسم چشم جادو میں

سنا ہے منہ میں بیٹھکر دیکھینگے وہ پریں
تماشا پتلیونکا ہی طلسم چشم جادو میں

نگاہ مردمک تک ونکی جاتا دیکھکر لیا
ظفر تکیہ لیے بیٹھا ہی کوئی چشم جادو میں

خدا ہی راس لائے دیکھیے اس بیاہ مین کیا ہو
اولجھتا ہی یہان دل وہان گرہ پڑتی ہی گیسو مین

یہان مقصد اوٹھکر ہاتھ دلبر سے آتا ہے
وہان چلنے مین رکتا ہے جو شانہ اونکی گیسو مین

معاذ اللہ اب مین کس طرح زلفین یہ چھوڑون اونکی
بلائین شانہ لیتا ہے تو بل پڑتے ہین گیسو مین

ذرا دیکھے کوئی اس ضد کو دیدے کی صفائی کو
لگاتا ہون مین جب منہ بہا دیتی ہین آنسو مین

غزل ۵۶ — شعر ۲

خدا بخشے کہا اور دل کا اپنے خاتمہ سمجھا
لہو سا کچھہ نظر آیا جو ماہر مجھکو آنسو مین

کی نظر باز تری سب وصلت کی راہین ملگئین
ملگئے دل بہی جو دم بھر کو نگاہین ملگئین

تری نظارہ مین عالم کی نگاہین ملگئین
یون الگ تھین جاکے منزل پہ سب راہین ملگئین

غزل — ولہ — شعر ۱۷

جنبش ہی شعر اشک سے عرش آہ مین
سچ ہی بڑا اثر ہی یتیمون کی آہ مین

بیکل ہے جان دل جو ہی راہ گناہ مین
مضطر ہی ناخدا بھی جہاز تباہ مین

کیونکر بچھاؤن آنکھ محبت کی راہ مین
برچھی گڑی ہی اونکی نظر کی نگاہ مین

آتا ہے محو ناز کوئی سیرگاہ مین
آنکھین بچھائین نقش قدم کیون نہ راہ مین

اُٹ رہی تباہیان مری اُلفتین چاہ مین
صورت جو دلکی تھی وہی ہی دود آہ مین

کمبخت ماہرون نہ آئے کبھی ادہر
رہزن بھی لٹ چکی ہین محبت کی راہ مین

کافی ہی مجکو ضعف ہی قطع طریق کو
اوٹھتے ہین پاؤن گر دکے اوٹھنے سی راہ مین

ہی کون مجھ غریب کی آگے جو خسرو
پھیلائے پاؤن سوتے ہین جاہی بھی راہ مین

دیکھو نگاہ ناز سے ترچھی نہ تو نسیم و
دنیا اولٹ ہی جائیگی ترچھی نگاہ مین

کیون جان بھی بتان نہ کھلتی ہ حسن سے
پامال مین ہوا تھا حسینونکی راہ مین

پلکین بلائین لیتی ہین کیس چاہ پیار سے
صورت وہ پھر رہی ہی جو میری نگاہ مین

سیراب آبلون سے کسطرح مین کرون
جادے زبان خشک دکھاتی ہین راہ مین

آئینہ دیکھنے سی ہوئی خود بھی سبزہ رنگ
زہر اسقدر بھرا تھا بتونکی نگاہ مین

بچپن کی ہی جو چال ردا پر نظر نہین
کسکی خبر او نہین ہو جب اپنی خبر نہین

سمجھا نکوئی دہر مین برق و شرر نہین
سچ ہے تڑپتے دلکی کسیکو خبر نہین

پھیلائے پاؤن سوتے ہین تکیہ پہ سر نہین
کیا کر رہی ہی کسکی نظر کچھ خبر نہین

سینہ کھلا ہوا ہے ردا پر نظر نہین
کیا جانے دل پہ کسکی ہین جنکی خبر نہین

سانس اولٹی ہے پاؤن پھرتی تابِ نظر نہین
کیا ہے جو غیر حالتِ قلب و جگر نہین

وہان اپنی اپنی کام مین کسکی نظر نہین
وہ سو رہی ہین یون کہ کچھ اپنی خبر نہین

اپنی تو ہی یہ رائی تمہاری خبر نہین
انگڑائیون مین جو نہ کھنچی وہ جگر نہین

آنکھون مین پھر رہے ہو جو دل مین گذر نہین
کس سمت ہو کہان ہو کدھر ہو کدھر نہین

مژگان پہ اشکِ چشم بھی ہین لختِ دل بھی ہین
اک بے نصیب ہم ہین کہ زانو پہ سر نہین

تصویر کو بھی اہلِ دل دیکھتے نہین
کتنا کھنچے ہین خلق سی اتنی خبر نہین

کہتے ہین رو رہے ہو دلِ شامِ ہجر کے
میلی سی چاندنی ہی ضیائی قمر نہین

مژگان کی صف مین دل ہی لڑائی ہی حسن سے ‏ — افسر ملا ہوا ہے اپنے لطف نظر نہین

جلتا ہے خود اگر کا بھی دل تیرے چال پر ‏ — کھولے ہے بال قبر پہ کوئی چنور نہین

جاگے ہوؤن کی چشم کا ہی عکس چرخ پر ‏ — آنکھین جھپک رہی ہین یہ انجم سحر نہین

پلکون کی بھی بلا وہ آتی نہین کبھی ‏ — جس نیند کا حضور کی آنکھون مین گھر نہین

تصویر کھینچ رہی ہی نزاکت مین مست ہین ‏ — کھنچ کر چلے کمان سے کہان کچھ خبر نہین

کیون نیند بند کرنے نہین کرتی ہی اہتمام ‏ — وہ چشم نیم باز اگر بابِ شر نہین

کرتا ہون چین پا کے جو آنکھون کو بند مین ‏ — کہتی ہے موت اب تو وہ دردِ جگر نہین

کیونکر تڑپ کے نہ رہجاؤن ہجر مین ‏ — جسکو مین ڈھونڈھتا ہون وہ دردِ جگر نہین

کی وشنی ہی نہ آکے عیادت مری کبھی ‏ — کیا نیند کو بھی میرے مرض کی خبر نہین

کافور سا بدلتی آتی ہین آنسو بھی سو چشم ‏ — جاتی ہی لاش قبر مین لختِ جگر نہین

مثلِ حبابِ شیشہ ہون کبھی تو رو رون لب ‏ — آنسو بھرے ہوئے ہین مگر چشم تر نہین

جسطرح بھی چھپے تو مین کسیکے تڑپ رہا ہون
اونکی ادائین ہین یہ زخم جگر نہین

آئی ہی ڈھونڈھتی ہوئی اٹکی اونکی زلفین
سچ کہتی ہین کہ جسم مین اونکی کمر نہین

صیاد چھٹتی چھٹتی چھٹینگی وہ عادتین
کے دن ابھی ہوئے کہ ہر بال و پر نہین

وہ محو خواب ناز ہین نکلا ہی آفتاب
دکھلا رہا ہے آئینہ گردون سحر نہین

اچھا نہ آئے تھے تو سمجھتے ہی میری قدر
کیا آپ مین ہی آنکھ اونکی نظر نہین

نازک رگین تڑپ رہی ہین برق کیطرح
تعویذ کا تو آپکے بازو پہ سر نہین

سچ ہی کہ سب ہین صاحب خانہ کے دم تلک
گر دل نہین تو بات نہین ہی جگر نہین

کچھ ایسا پڑ گیا ہے محبت مین تفرقہ
دلکی ہمین تو دلکو ہماری خبر نہین

کچھ حسن اتفاق سے یون لگ گئی ہی آنکھ
آئینہ منھ پہ منھ کو لگے ہے خبر نہین

سنکر صدا گدا کی نہ رکھ ہاتھ کان پر
سو در کھلے ہین باز اگر ایک در نہین

زلفین دبائے آئی ہین کیون اتنی دور سے
گر دشمنون کو آپکے درد کمر نہین

سوز و گداز عشق مین گریہ بھی ہو اثر — کافور کا بھی خلق مین ٹھنڈا جگر نہین

تھتی نہین نظر انکی خشک ہے یہ بن کے شور — پارہ نہین ہے برق نہین ہی شرر نہین

وہ اور کسیکی مانگی ہے سرمہ نگاہین — مانگ کا ہے بوجھ کہ اونچی نظر نہین

اینٹھی ہین ہاتھ پاؤن تشنج کا حال ہی — تعویذ کا جو آپ کے بازو پہ سر نہین

کیون نیم باز رہگئی ہین خواب ناز مین — آنکھون مین میری نیند کا بھی گذر نہین

آئینہ لیکے ہاتھ مین گھرتے ہین کی سہل — اس ناز مین بنی ہے خود اونکی نظر نہین

آنکھین اوٹھ لگئی ہین جوانی کے نشہ مین — ای شرم یہ سبب ہے کہ نیچی نظر نہین

اعضا چلے جب کھنچ گئے تو بولا مین نزع مین — جاتے ہو تم کہان ابھی میرا سفر نہین

کیون حلقہ ہین پڑی ہین دوپٹے مین آپکے — مل دل کسیکے دست نگہ کی اگر نہین

دوڑی ہی تھی جو دھر ادھر سے چلی ہین پیہ — سچ ہے کہ دل لگی آہ مین کیونکر اثر نہین

کیون انکی روشنی مین نکلی بدن سے دم — آتی ہی گر چہ کیک نہین درد جگر نہین

[illegible]
یہ شمع کے ہین اوٹ پتنگو نکے پر نہین

دیدے لیے ہین سینے پہ پہنتی ہو کیون اوتار کے
ہیکل کی تختیان ہین یہ لخت جگر نہین

شگفتہ ہی ہو نہ دل جو بیٹھ مین کیون وہان
کھنچتی ہوئی رگو نمین مری گر اثر نہین

آئینہ مین عکس ہی اک چشم صاف مین
حیران بیٹھی ہین کہ کدھر ہین کدھر نہین

اپنی جھڑک کو دل کی غریبی کو دیکھیے
دعوہ پھر اوسپہ کہ مین بیداد گر نہین

ایڑی کی نیچی لاتی ہین چلنی مین کس لیے
گر ہو نہین آنکھ او نکی جو لخت جگر نہین

تربت پہ بھی سکوت شب وصل یاد ہے
اب تم پکارتے ہو ہمین کچھ خبر نہین

آئینہ لیکے ہاتھ مین غیرو نپہ طعن ہے
خود گر پڑی جو حسن پہ اوسکی خبر نہین

نازک جو تھے قلم کے اشارے مین کھنچ گئے
تصویر کا تو نام ہے اپنی خبر نہین

لڑ بھڑ کے کس سے سوئے ہین کس سے بگاڑ ہی
کون اونکی لے رہا ہے بلائین خبر نہین

مجھ بگڑے دل کی ہو ہم کہ چرچے ہین نام ہے
بن بن کے لٹنے کی کسیکو خبر نہین

وفا پروانونکی دیکھو عبث کب لپٹی جاتے ہین
سیاہی صبح والی شمع کے منھ کی چھڑاتے ہین

دہن مین وہ زبان دیتی ہی جب یہ پاس آتے ہین
نکالے کیا پتنگے شمع سی باتین بناتے ہین

قیامت ہے غضب ہے بیٹھے آنچل سے مٹاتے ہین
نشان آئینہ مین کی نفس کے پائے جاتے ہین

رہین آباد و شادان حرم جو شمعو نپہ کھاتے ہین
وہی ٹھنڈا ابھی کرتی ہین آخر جو جلاتے ہین

نہین معلوم جلنی مین وفا کیسی دکھاتے ہین
زبان شمع پر کچھ نام پروانونکی آتے ہین

جلانیوالے تو تجھ ہی سے ذکر اونکا جا بجا ہو
دل اونکی موم کب ہین شمع روشن جو بجھاتے ہین

نزاکت اونکی کام آتی ہی ہے مثل آئینہ
ذرا سی جب خلش ہوتی ہے وہ دلمین در آتے ہین

نگاہونکو بچا کر شمع بھی لے لیتی ہی بوسہ
پتنگے جلنے مین کچھ یون منھ کو ملاتے ہین

ہماری اضطراب دلکی اب حالت یہ پہونچی ہی
نہین جمتی ہزار اپنی قدم آنسو جماتے ہین

رگین کیونکر نہ مثل موئے آئینہ مری دیکھین
کہ جوہر سیکڑون ٹوٹے ہوئے نشتر دکھاتے ہین

مثال عکس آئینہ تمہاری ساتھ ہم بھی ہین
چلو تم جاتے ہو تو گھر سے ہم بھی نکلی جاتے ہین

ہماری ناتوانی کام آتی ہی تو منزل مین
غبارِ جستہ اوٹھتا ہو کہ قدم اپنے اوٹھاتے ہین

نزاکت سے ہو غنچہ کیون نقاہت مین شرارے
نسیم صبح کی جھونکے مری کانو ہلاتے ہین

ذرا آنسو سے کہ بجھتے ہین کچھ تسکین ہی ہوتی
شرر کی چشم جب شمع سے لگ کو ہلاتے ہین

قیامت ہے کہ جب آنکھین نظر آتی ہی بیداد کو
زمین سے چلنے مین کھنچتا ہوا اون تو تا ہین

گلہ ہو آپ کی بیرخی کا غنچ مین کیونکر
ہماری ہاتھ پاؤن جب تمھین اپنے آتے ہین

چپا کرتے ہین صدا اشک شمع کا فوری
جلین دل اونکے جو غصہ کا جی کو جلاتے ہین

غزل ۱۶

سلیقہ مثل ماہی بات کرنیکا نہین جنکو
مثالِ عکس آئینہ وہ خالی لب ہلاتے ہین

شعر

یہ تباب آکے سرِ آب خبر دیتے ہین
دم جو لیتی ہین زبانین وہ سبب دیتے ہین

سچ ہے کشتی سے دنی خلق مین زر دیتے ہین
چوٹ جب کھاتی ہین تیغ ستمگر دیتے ہین

شمع کہتی ہی کہ پروانونکا احسان کیا ہے
جان لیتے ہین تو ہم خود بھی تو سر دیتے ہین

اونکو گلہای سپر جانکی منظور کرو
ہات پر رکہکے تمہین نذر جو سر دیتے ہین

ہین نخیلان جہان بہی کوئی غنچہ شاید
ٹکڑے دل ہوتے ہین مٹہی شہی جو زر دیتے ہین

زخم کیطرح کبہی ہنس کے کبہی رو دہو کر
ہم خوشی آپکی ہر طرح سے کر دیتے ہین

وہ سلامت رہین یارب اگر کیصورت
دفن جو مجکو مری خاک مین کر دیتے ہین

کوئی تو نکتہ ہے جانباز یوئمین خاموںکی
لوگ لکہہ لیتے ہین جسوقت یہ سر دیتے ہین

غزل ۶۲

شورش کلوںکا مین کیونکر نہ سنون اے ماہر
کچہ خبر دلکی مجہے دیرہ تر دیتے ہین

شعر ۲۸

ہم اون گلون کا قفس مین خیال کرتے ہین
ہوائی ترم سی جو منہہ کو لال کرتے ہین

قدم کے نقش سے کیون اپنا حال کرتے ہین
وہ ترشتین بہی تو ہین پائمال کرتے ہین

چہری کو روک کے بیجا ملال کرتے ہین
یہ معنی ذبح کے ہین یون حلال کرتے ہین

اونہین کے عشق مین ہم انتقال کرتے ہین
ہٹا ہٹا کے جو زلفین جلال کرتے ہین

خوش ہون وہ کہ جو دیدِ ہلال کرتے ہین
فلک سیکو چھری سے حلال کرتے ہین

ہر اک سی رنج ہر اک سی ملال کرتے ہین
وہ اپنی شان کا کچھ بھی خیال کرتے ہین

عدم نہ منہ کو کہو تو ملال کرتے ہین
کہانکی بات کہانکا خیال کرتے ہین

لباس جو نکی چھینٹون سی لال کرتے ہین
حلال کر نہین آتا حلال کرتے ہین

کسی طریق تو سی بی سخن ہون وہ مشہور
زبان پان ہی کھا کھا کے لال کرتے ہین

اب آفتاب بھی پانی مین کیون نہ ڈوب مرے
وہ آج آئنہ مین دیکھ بھال کرتے ہین

بلائین لیتی ہی بار زلف چہرے کی
کچھ اس ادا سے وہ مجھکو حلال کرتے ہین

کوئی ڈرے ہوئی لوگو نسی کہد نے ذبح کے وقت
یہی جھجک ہے تو پھر کیون حلال کرتے ہین

قفس کی خیر منا مثلِ غنچہ لے صیاد
اسیر صحن چمن کا خیال کرتے ہین

کیسی لوگ ہین یارب فرشتگان لحد
کہ جانکر ہمین انجان سوال کرتے ہین

زبان نکی ہزارون دعائین دیتا ہے
کچھ اس ادا سے وہ دل پائمال کرتے ہین

ہماری فوج مین منھ کا بھی پھیرنا تھا ضرور
جہانمین یون ہی کسیکو حلال کرتے ہین

فرشتگان لحد چھیڑنے سے کیا حاصل
جوابدہ وہ ہمین ہم بھی سوال کرتے ہین

کشیدہ کون ہو تیر افگنان عالم سی
کھنچی کمانکی یہ گوشمال کرتے ہین

خیال خاطر نازک تھا عفو ہو تقصیر
جگر کو تھام کے اب عرض حال کرتے ہین

غرہ کی ہاتھ ہی کہتی ہین اوٹھکے اوسکی طرف
فقیر اوسکے وہین سے سوال کرتے ہین

وہ لوگ ہی ہین جو ہین دور چشم کے کشتہ
چھری سی ہمکو تو دور سے حلال کرتے ہین

کسے نہ تم نظر آئے پناہ موسی سے
کہ دیکھکر ارنی کا سوال کرتے ہین

جو شامت آتی ہی پھولونکی اونکی ہاتھون
وہی ہمارے کلیجے کا حال کرتے ہین

عوض جواب کے دیتے ہی تجکو بنتا ہے
ترے فقیر غضب کا سوال کرتے ہین

ہوئی ہی باغ کی پھولون سے جب سے کچھ چشمک
وہ جاگ جاگ کی آنکھونکو لال کرتے ہین

نہ جا قاصد فقیران آسیا خو پر
یہ جتنا سیر ہو اوتنا سوال کرتے ہین

جناب عیسی عمران پناہ دیدے سے | آپکی دید کا حضرت سوال کرتے ہین

غزل ۶۴ | اونہین سے عشق مین ماہر کی جان جاتی ہے / بچے ہوئے جو لہو سی حلال کرتے ہین | شعر ۴۴

جراح درد زخم سے رودون خوپہ نہین | دل مین رہا ہے بخیہ تار رفو نہین

اب کیون ترک گدا کا سفر مثل بو نہین | حسرت نہین مراد نہین آرزو نہین

اب کیا کہون کسی سی کوئی آرزو نہین | حسرت ٹپک رہی ہی جگر کا لہو نہین

نا قدر درد غم کے نمونے سے شاد ہین | مین یہ تڑپ رہا ہون کہ دل کیون لہو نہین

یون حبس دم کئے ہین قفس مین اسیر باغ | شاخون مین پھول اک نہین گلون مین بو نہین

پروانون کو جلا کے دکھا شمع کا نہ دل | اب بھی کہو سفید جہان کا لہو نہین

سینہ پہ ہاتھ رکھکی کبھی پڑھ دو فاتحہ | میت ہے یہ بھی ایک مری آرزو نہین

دھبا لگا یا آپ مین کس احتیاط پر | اتنا بھی ہو نہ شوخ تو دل کا لہو نہین

آرام پا کے کہتے ہین دل سی مری وہ یہ
ناحق گلہ تھا ہمین بُری کوئی خو نہین

مستون بغیر بزم مین کیا دل لگی مرا
شیشہ نہین ہی جام نہین ہی سبو نہین

رُوٹھی جو دل مرا تو کوئی اوسنی یہ کہے
پھر کیون خفا کرو جو منانیکی خو نہین

کہتے ہین رنگ اوڑا کے حنائی کے ہاتھ
جو چلّوون نہ روز گھٹے وہ لہو نہین

ذرّہ ہے میری خاک کا دامن پہ جا پڑی
ای دوست میری اور کوئی آرزو نہین

شاید کہ مر گیا دلِ نالان مرا کہین
چپ چپ سی شہر مین ہے وہ غل وہ بگو نہین

مجھ تک تو عادتین تھین جگانیکی رات بھر
سونے نہ دی او نہین یہ مرے دلکی خو نہین

پرتو پڑا ہے دلکی چمک کا مرے ضرور
بجلی مین ہے سبب یہ تڑپنے کی خو نہین

کمسن ہین گی نہ چال مین اولجھین تو کیا کرین
گرنیکی عادتین ہین سنبھلنی کی خو نہین

اب کس امید پر مجھے ناوک لگائین وہ
رنگت پکارتی ہی کہ دل مین لہو نہین

کہتی ہے دل مین ڈال کے روزن مرادِ دل
اس درکی جو فقیر نہین آرزو نہین

دہار ونکا زور دیکھ کے ناوک لگائی — اولٹی پھرین نہ تیر تو دل کا لہو نہین

کہتا ہون تم سے دیکھ کے حسرت زدونکو مین — سُن رکہین سبب کہ مجکو کوئی آرزو نہین

دم ہو خفا تو ہجر مین دل ہی نہ تنگ ہو — معشوق کب ہے جسمین بگڑنیکی خو نہین

کیون مست خونِ دلکو نہ سمجھین شراب سرخ — ی کی نہ چھینٹ ہو تو لہو بھی لہو نہین

کہتا ہے دل جلا کے مرے درد کا مزا — وہ دل نہین کباب کی کچھ جسمین بو نہین

دل بی بساط ہو تو ڈرو اور ظلم سے — چھٹکی سا ہو جو خون وہ لہو کیا لہو نہین

مستونکو کیون نہ درد ہو ٹوٹین جو ایسے دل — ہی کون جسمین شرکتِ خونِ سبو نہین

خنجر کا منہ بھی زنگ کے پردہ مین ہے نہان — دیکھو سمجھکے تم بھی تماشا لہو نہین

دل مین ہی سمجھکے وہ سہتے دین اپنے تیر — غیرونکی آرزو ہی مری آرزو نہین

پیکان مین زنگ پاکے مکدر نہ اتنے ہو — جو خشک ہو گیا وہ لہو کیا لہو نہین

وہ تیر پر لگا رہے ہین تیر اسلیئے — کہتا ہے جوشِ خون کہ ابھی دل لہو نہین

دنیا مین اتنی عمر پہ ہی ای شفق یہ حال
مین بھی تو ایک ہو کہ مرا دل لہو نہین

گر درد زخم دل کا سنوگے تو ہوگا کیا
چھوٹی سی منہ کی بات بڑی گفتگو نہین

ظلم ہوا گلو نپہ ہی بلبل اسیر ہے
کیا ہو رہا ہے اب خبر رنگ و بو نہین

تولید خون کی مردہ دلی ہین عبث ہے فکر
جو دل کی جان تہا وہ لہو اب لہو نہین

ایسے غریب دل کو نہ چہاتی سی کیون لگاؤن
خصلت یہ نہین ضدونکی مچلنی کی خو نہین

جلاد روئینگے دل زخمی کے حال پر
باتین شکست بخیہ تار رفو نہین

زخمی دل سیئے ہوئے لب کی صدا سنین
ٹانکونکا ٹوٹنا ہے مری گفتگو نہین

جلاد سب جلتے خون کا ادنی یہ حال ہی
بجلی زمین پہ لوٹ رہی ہے لہو نہین

برعکس یون سے عکس کے الٹی ہین کیا نصیب
آئینہ اونکے آگے ہے پہر روبرو نہین

تفریح اوس سے ہو یہ روئے جہان کو
غنچے کے دل مین بہی مری حسرت کی بو نہین

رنگت تو کہہ رہی ہی مرا طور ہی برا
ہمت پکارتی ہی ابہی دل لہو نہین

اتنا تو کھوئے دل کا نشان مجکو یاد ہی	عشق کی ہی عادتین ہین تڑپنے کی خو نہین
یہ کیا کہ میرے پاس تھین سو دلین حسرتین	اب اونکی یاس ہے تو کوئی آرزو نہین

غزل ۶۴

گل دیکی کیون خموش ہو ماہر شمع بزم
پھن جائے مُنھ کی بات تو کچھ گفتگو نہین

شعر ۳۴

مجھے اس شرط سے دی ہی جگہ گردون نے گلشن مین
گرے بجلی تڑپکر گر ہلے تنکا نشیمن مین
رگِ جان مین سوزِ غم نہ کیونکر ہو مرے تن مین
گلِ آتش ہو وہ بھی خس جو ہو شعلہ کے دامن مین
نشیب طبع کی تاثیر یون ہے شعر کے فن مین
عوض شیر و نکے جیسے بو رہے شیر و نکے مسکن مین
قدم ڈالے نکیون دل ہر طریقِ صاحبِ فن مین

اسد جاتے ہین ہیشہ کی طرح غیرون سے مسکن مین

کوئی دم دے رہی ہے تیغ دست ترک پر فن مین

رگون کو اپنی کچھ بھڑکا ہوا پاتا ہون گردن مین

کوئی تو پوچھ دے باغبان سے مجھکو گلشن مین

وہ کھٹکے آنکھ مین کیونکر جو تنکے تھے نشیمن مین

معاذ اللہ کیسی منتین بانکی لڑکپن مین

غضب ہو جائے نیچا سر ہو پہنین طوق گردن مین

پھر آمد غم کی ہے دلمین الٰہی خیر امیدونکی

اسد مایوس ہوکر صید سے آتا ہے مسکن مین

بندہین باندہی کسیکی اہل وحشت غیر ممکن ہے

ہوا کیا گر پڑی زنجیر رشتہ پائے سوزن مین

ترس کھاہم صفیرون پربھی جو ساتھ آئے ہین
مین جس مٹھی مین ہون گلچین چھپالے اوسکو دامن مین

ہوا کے دم سے اتنا بھی اگر ہے تو غنیمت ہے
مرے بدلے مرے پر آتے جاتے ہین نشیمن مین

اگر ہے طالبِ قطعِ سفر رہبر کے پیچھے آ
اولجھکر رہگیا رشتہ بڑھا جب راہِ سوزن مین

کسیکا راز افشا کر نہ اپنی بیحجابی سے
کہ عریانی پہ عادت پردہ پوشی کی ہے سوزن مین

خبر اونکو نہین باتون مین یون بیٹھے ہین تربت پر
بلائین سر سے پا تک لے رہا ہے کوئی مدفن مین

یہی تو ہین ادائین قتل کرتے ہین جو محفل کو

کہ خود بیٹھے ہین اور تصویر پوشیدہ ہے دامن مین

زبان سے کام کم لے گر بقائے دم کا خواہان ہے
کہ عمر رشتہ گھٹتی جاتی ہے رفتار سوزن مین

سمجھکر مال اپنا لیگئین اشکو نکو بھی ظلمت مین
وہ رزق برق تھا دانہ جو کچھ تھا میرے خرمن مین

کبھی اونکی لحد کی سمت بھی ہو کر نکلجاو
نگاہین جنکی جالا بنگئی ہین چشم روزن مین

کبھی گرتے ہین جب دشمن تو مین سنکر یہ کہتا ہون
انیلی چال چلتے ہین اولجھ جاتے ہین دامن مین

مری اک قید نے حالت یہ کی ہے ہمصفیرون کی
بھرا ہے خانہ صیاد سناٹا ہے گلشن مین

تعجب کیا جو پھالے کی طرح دل بھی نکل آئے

لیئے بیٹھے ہین وہ مٹھی چھپائے ہین جو دامن مین

نظر مین کیون نہ اونکی نشہ آتا اونکی آنکھون کا

کرے مستون کے ہاتھون ہی ہی گر پڑتی ہی دامن مین

عجب کیا اس بلانے سے چلا آئے اگر قاتل

اشارون کی ہے صورت جنبش رگھائے گردن مین

بدی غیرون کے آگے ہو رہی ہے کب سے تربت پر

ہمین دیکھو کہ ہم چپکے پڑے سنتے ہین مدفن مین

رہے قطرہ نہ باقی ہان دمِ شوق شہادت ہان

بدن بھر کا لہو کھچتا چلا آتا ہے گردن مین

دوبارہ ہون نکیونکر قتل یہ کہکر جو وہ رودین

بدن پر سر نہین ہم ہاتھ ڈالین کسکی گردن مین

جدائی انہین بہی کیا تیغ سے ہونے کو ہے قاتل

گلے ملتی ہین آپس مین رگین جتنی ہین گردن مین

اب اس سے بڑہ کے کیا شوقِ شہادت ہوگا ای قاتل

رگین کہنچتی ہوئی ساری سمٹ آئی ہین گردن مین

فلک کے دور مین انسان رہے ثابت قدم کیونکر

دمِ گردش تو پتھر بھی نہین تھمتا فلاخن مین

خبر پائی ہے شاید قتل کی سے اے بیخودی کوئی

بدن سے خون جو دوڑا ہوا آتا ہے گردن مین

اوترکر زلف نے اوسکی جگہ روکی ہے شانہ پر

کبھی مین نے جو باہین ڈالدی تہین اونکی گردن مین

محبت مین بھی اونکے قتل کا ہے اک نہ اک مطلب

جھکا کر سر دیا مین نے تو ڈالا ہاتھ گردن مین

کوئی اس سن کو تو دیکھے عوض مین کچھ چڑھانے کے

لحد کے پھول بھی چنکر لیئے جاتے ہین دامن مین

شعر ۱۶	بشر ہوکر فلک کی گردشین ماہر سہے کیونکر کہ چکر آتا ہے پتھر بھی جب آتا ہے فلاخن مین	غزل

کہ صفت اضطراب مین ہون جہان ہون اک انقلاب مین ہون

میان خشکی بھی آب مین ہون مین آبرو سے عذاب مین ہون

نکیون مین ساکت حساب مین ہون تری ہی داد و داب مین ہون

خموش بس اس حجاب مین ہون مین آور گویا جواب مین ہون

بسے اوٹھکر عذاب مین ہون محال کے خطاب مین ہون

[illegible]

مین خاک گویا جواب مین ہون کہ اونکے سخن کے حساب مین ہون

مگر مین سبزہ خطاب مین ہون کہ رہرو ونکے سذاب مین ہون

کہون تو کیا کس حساب مین ہون زمانہ رو تکے مین خواب مین ہون

لحد عجب اضطراب مین ہون صدا آ اونکی عذاب مین ہون

مین اپنی فکر عقاب مین ہون وہ جانتی ہین کہ خواب مین ہون

گناہ پر بھی ثواب مین ہون خموش رحمت کے باب مین ہون

کفن کے اس پیچ وتاب مین ہون مین سمجھا اور حجاب مین ہون

ہمیشہ آباد ساقیا تو نہ کیون ہو مینا کی طرح اچھو

اودھر ہون تا حلق اپنی ملوا ادِھر گلے تک شراب مین ہون

برنگ بوئے چمن جو کھویا مین بیٹھ کر دلکو خوب رویا

ہوا بس آتشی مین کوئی کہ گویا کسیکے رخ یا گلاب مین ہون

نکیون لگی آگ جسم و جانمین سیہ زکہنا ہے استخوان مین

کبھی ہو نمین نبض عاشقان مین کبھی مین سیخِ کباب مین ہون

نہ ڈھونڈے مجہسا بہی کوئی بیکل کہ سارے دریامین اک ہی ہلچل

اوبھر رہی ہے زمین سے ریتل غضب کے مین اضطراب مین ہون

بیان ہو کیا حال قلب مضطر پٹک رہا ہے اوٹھا اوٹھا کر

جہان مین تہیلے نہ در دکیونکر شبِ فراق اضطراب مین ہون

سقر مین کیا جی یوہین مین ہارا کیا تہا شعلونے کچھ اشارا

مین دستگیرونکو یون پکارا چلو چلو مین عذاب مین ہون

لحد کے دُکہ تو فلک نے ڈالے نہ منہ سے پر یہ سخن نکالے

چلین نہ اسطرح چلنے والے قدم کے نیچے مین خواب مین ہون

اثر دکہائے جو قلب مضطر تو سرپہر ہی صورتِ مقدّر

نکیون ہون غلطان مثالِ گوہر غرق خود اپنے آب مین ہون

سُنا دے حکم ای حساب والے سقر مین جائین عذاب والے

جواب دینگے جواب والے کریم مین کس حساب مین ہون

غزل ۶۶

نہ خوش ہون ماہر ستاکے دشمن جو ہون مین گردش سے خستہ آہن

زمانہ بھی تو ہے فلاخن جو دم کو ہین انقلاب مین ہون

شعر ۶۹

صاحب بساط قدر سی خالی کہین نہین

تکیہ وہ کونسا ہے جو مسند نشین نہین

ہی دُور کون دست وہ جو میرے قرین نہین

سینہ مین ہی وہ دل جو کم از دُوربین نہین

احسان نہ لے تو مثل ترا بھی کہین نہین

اکسیر ہے وہ خاک جو دامن نشین نہین

کس سے ہے نامِ عشق کوئی نازنین نہین

مجنون تو ہین بھی لیلیِ محمل نشین نہین

ای چرخ کا ملو نکی جگہ کیون کہین نہین

تکیہ سے بھی یہ کم ہین جو مسند نشین نہین

کیا آنکھ مڑکے دیکھتی ہی کیا کہین نہین

دنبالہ سُرمہ کا ہی کوئی دُوربین نہین

نامی جہان مین گر ہے تو کسب حیا ہی کی
گر آنکھ ہی مین آب نہین تو نگین نہین

مین اک فشارِ قبر کا شکوہ کرون تو کیا
دنیا مین کسکی خونکی پیاسی زمین نہین

زورِ جنون نے قیدی جامہ ہو نہین کیا
ہاتھونکی ہتکڑی شکنِ آستین نہین

ہے صاحبِ وقار تو کر ترک بانکپن
گر کج کلاہیان ہون تو حسن نگین نہین

کبتک چھپے رہوگے دکھا ہی چکو جمال
کیا خوب سب تو سامنے ہین اک ہمین نہین

کر صاحبِ وقار پہ تہمت نہ طنز کی
چشمک زنی پہ میلِ مزاجِ نگین نہین

طبعِ نفیس مائلِ مالِ جہان ہو کیا
فاسد غذا صدف کی ہی دُرِّ ثمین نہین

ای چرخ خانہ زادونکی اور اتنی آبرو
قابل صدف کے گوش کے دُرِّ ثمین نہین

تکرارِ نفیِ وصل مین اتنا رہے خیال
اقرار ہو نجائے تمہاری نہین نہین

پر تو دکھا دیا تو سراپا دکھا چکے
اب تم مری نگاہ مین پردہ نشین نہین

کھو جاتی ہو تم آنکھون ہی آنکھون مین کسطرح
آنسو نہین ہو سرمۂ چشمِ حسین نہین

جلتی زمین پہ کیا مرے وادی کی آئی وہ
ہین موم خام سُم غزالان چین نہین

ہُون آتشین لباس گُل شمع کی طرح
شعلہ نہین اگر تو مری آستین نہین

ہون عکس آئنہ تو نہ کھلواؤ منھ مرا
گر مین حسین نہین ہون تو تم بھی حسین نہین

ہے غرق مالدار کا باعث بہا نمین مال
کشتی صدف کی کون ہے جو تہ نشین نہین

اولٹی نہ باتین ہون جو زمانہ کی طرح سب
ہان ہی بھلی لگے نہ تمہاری نہین نہین

ایسا برا ہو نہین کہ ہی چہرے مین جسکا عکس
صورت نما مرے ہے نہین تو خود حسین نہین

کہتی ہی ہر کلی کی قبا چاک کرکے بو
جسمین نہ دست غیب ہے وہ آستین نہین

پروانی پوچھتی ہین اشارونمین کچھ جو بات
کہتی ہے شمع سر کو ہلا کر نہین نہین

نامی ہی انتظار اجل مین مرین نہ کیون
پتھرائی جسکی آنکھ نہین وہ نگین نہین

ای ضعف درد ہجر مین رونی کا کام ہی
ابرو تو آنکھ پر ہی اگر آستین نہین

ڈھونڈھ آیا ہر طرف دل بیتاب بھی مرا
ای دوست تیرے درد کا درمان کہین نہین

پروانونکو قرین نظر آتا ہی کیون عدم
شعلہ جو شمع کا صفتِ دور بین نہین

یون گر نہ آئے دیکھلے ارمانون ہی کو آؤ
یہ کیا یہ سب تو دلمین بسی ہین تمہین نہین

لاکھون ہی حسرتین ہین تمنائین سیکڑون
بستی جو میرے دلمین بسی ہی کہین نہین

دیکھو خرامِ ناز سے دبتا ہی دل مرا
پھر یہ کہوگے ہمسا کوئی نازنین نہین

رسوائے خلق ہی ہوے منھ پر بھی آئی بات
وصلت مین اور کیجیے مجھسی نہین نہین

کھوئی ہی خلق آپ تا اکسطرح سے ملے
گر تم کہین نہین ہو تو کوئی کہین نہین

نامی جہانکی دور مین محتاج کیون نہون
دیکھے ہر اک کا ہاتھ نہ جو وہ نگین نہین

پرتو سے شکل دیکھنی والون نے دیکھ لی
سمجھے تھے تم کہ یہان کوئی باریک بین نہین

بیہوش لوگ دلکی نگہ سی ہون کیا نہان
یون چھپکے آج بیٹھے ہین چھپی کہین نہین

ظاہر کے خاکسار و تحسین ہین عیب بھی ضرور
پانی مرے نہ جسمین وہ کوئی زمین نہین

آنسو پونچھینگے کاہکشان شبِ فراق
عریان تنونکی آنکھ پہ گر آستین نہین

سایہ بھی ہو نہ پاس تو کسکا کرون گلہ
ہین اپنا آپ ہجر کی شب ہمنشین نہین

جو جا ہو اپنی منھ سی کہو مین شمانونگا
ہر جا ہو میتر جان تو کیونکر کہین نہین

آوارگی کے لطف کو سو در سے پوچھیے
لاکھون ہے اپنا گھر مگر اک ہین مکین نہین

پھر پھر کے میری نیند کو ڈھونڈین پتلیان
گر آنکھ ہین نہین تو جہان مین کہین نہین

جادو سے یہ بھی دیکھنے والے سمجھ گئے
ظاہر کے سب حجاب ہین پردہ نشین نہین

اولٹی ہوئی نہ آنکھ ہو نیچی تو کیا کرین
بیکار کی ہی بات کہ وہ شرمگین نہین

کی تھی نہ پہلے قدر تو یہ کیا ضرور تھا
یون کھو دیا کہ دل کا ٹھکانا کہین نہین

کہتے ہین جاگے آنکھ کے پردے پڑے ہوئے
یہ آنکھ وہ ہے آسیہ بھی جو شرمگین نہین

اولٹو نقاب منھ سی دکھا بھی چکو جمال
ایسا نہو کہ لوگ کہین تم حسین نہین

آنکھون کی آگے لاؤ تو دیکھو جہان کا حال
دنبالہ سرمہ کا بھی کم از دوربین نہین

تھا ہجر مین آنکھون مین کٹین میری ہائے لوگ
ای نیند تیری جسے وہ بہی کہین نہین

تو ہی ہین کہین چہپی بیٹھی ہو میری جان	یہ بہی کہین ہوا ہے کہ ہوا ور کہین نہین
کر خاک نفس کو تو ہو عاشق تری ہی خلق	جسپر مرین سب کی ئی ایسی زمین نہین
صاحب ہنر ہو نہین تو ہے قدم لگا ہی نام	حسن خرام کلک سے نقش نگین نہین رہا
کیا چلتے پہرتے لوگونکا شکوہ ہوئے فراق	بیٹھا ہوا جو دل تہا وہی ہمنشین نہین
ای بیخودی کہ را اپنے کا آج کیا سبب	سینے مین دیکھو درد تو ہے پر کہین نہین
ای کہوئے دل یہ سینے مین کیا ہو رہا ہے اب	کیا چیز کسکو ڈہونڈہتی ہین کیا کہین نہین
بیمار پڑ کے لوگ تو اوٹہ بہی کہڑی ہوئے	اللہ میری درد کا درمان کہین نہین

غزل ۱۶۷	بیٹھو گے لاکھہ ہٹ سے جو ماہر سی ہو گا کیا مژگان پہ آئی اشک کم از دور بین نہین	شعر ۱۱

ردیف الواو

رلوا دیا ملائک عرش آلہ کو	کیا دل دوکہا نہین یہ طلوا ہی آہ کو

عمرِ روان سی دُور رکھ ای دل گناہ کو
ہے قہر قرب کوہ جہازِ تباہ کو

اشکون سی کچھ سکون ہے مجھہ پُر گناہ کو
تھا بنا ہے لنگرون نے جہازِ تباہ کو

کہتی تہی چھری کی آہ یہ عرشِ آلہ کو
دیکھین ملک بہی آج مری دستگاہ کو

دیکھا فلک کو توڑکے عرشِ آلہ کو
کیونکر کہو نہین تیرِ ہوائی اب آہ کو

کیون اشک ہون ضرور نہ مجھہ پر گناہ کو
لنگر سے روکتے ہین جہازِ تباہ کو

دیکھین بشر جو چشمِ بصیرت سے اکنہ را
ہر رگ دکھائے معرفتِ حقکی راہ کو

در روش طبع جو ہین گذرگاہ دہر مین
چلنے مین چھوڑ دیتے ہین وہ شاہراہ کو

ای آہ دلکو پھینک تنِ بیسکون سی تیز
لنگر سے کام کیا ہے جہازِ تباہ کو

کیون مو و دلِ ستم ندل مضطرب کو ہو
ہے بادبان قہر جہاز تباہ کو

شعر ۲۳	ماہر یہ غفلت کفن و قبر تا بہ کے اب چھوڑ بہی جہانکے سفید و سیاہ کو	غزل ۶۸

سوزِ غم آہون سی میرا تیز تر کیونکر نہو آتشِ سوزان ہوا سی شعلہ ور کیونکر نہو

اشک سی ہیں میری مژہ لختِ جگر کیونکر نہو آب دین جس نخل کو وہ بار ور کیونکر نہو

داغِ غم چیری مین میرا جامہ در کیونکر نہو چاک دستِ مہر سے جیبِ سحر کیونکر نہو

سخت جانی مین مجہی سوزِ جگر کیونکر نہو سنگ خلقت ہون تو باطن مین شرر کیونکر نہو

شیب مین ملتے نہو ہر داغ جگر کیونکر نہو گل چراغِ ماہ ہنگامِ سحر کیونکر نہو

داغِ دل وقتِ جوانی جلوہ گر کیونکر نہو ضو فشان ہنگامِ شب نور قمر کیونکر نہو

دل سی پایا پہل نہ مین گر تو اسکا کیا عجب جو شجر اک سرو ہو وہ بی ثمر کیونکر نہو

ہی شبِ کوتاہ وصلت مین گذشتہ کا بیان ذکرِ طولِ شامِ فرقت مختصر کیونکر نہو

عکسِ داغِ سینہ سے تکلی نہ کیونکر دل مرا تابشِ خورشید سی پختہ ثمر کیونکر نہو

اول و آخر عدم سے بندہ واحد ہو نہین مبتدا جو ہے ہی میری خبر کیونکر نہو

تن کی تاریکی سی گبہراتی ہی روح فرطِ غم داغ قندیلِ درِ زخمِ جگر کیونکر نہو

پڑھ چکا ہو جو کتاب قصۂ زلف دراز | پھر مطول اوسکی آگے مختصر کیونکر نہو

مجھپہ تنہا کٹ رہی تھین ہجر کی راتین فلک | گرم پہلو کرنیکو داغ جگر کیونکر نہو

جب کمال اوج سوز آتش فرقت کو ہو | شعلۂ سرکش نگاہون مین قمر کیونکر نہو

ختم کردی عشق جب مجھپر جہانکی انقلاب | دوست قاتل سا دشمن بیداد گر کیونکر نہو

جب قیامت کا ہو پیدا وا امر غمکو حصول | دشت محشر دامن زخم جگر کیونکر نہو

وار پیہم جب چلاین گردشین مجھپر زیست مین | پھر مری تیغ اجل آخر سپر کیونکر نہو

خانمان برباد ہو کر مجکو مرنا ہی فلک | میتر مجانب سے زمین کے دلمین گھر کیونکر نہو

داغ فرقت جا بجا ہین دل سے لپٹے سوجگہ | یاد لطف وصل کا آخر اثر کیونکر نہو

بسمل شمشیر طول شام فرقت ہون فلک | میری نظرون مین شفق خون سحر کیونکر نہو

جز و آفات سما دینگی نہ بودن گل کسی | شاق تر مجکو سے درد نیم سر کیونکر نہو

فتح یاب سے [illegible] | آہ نی دیوا [illegible] کیونکر نہو

غزل ۶۹	یاد میں آہوئی چشم یار کی نکلا ہے دم مرگ ماہی کی خبر وحشت اثر کیونکر نہو	شعر ۱۹

کہاں تاب کسافت صفائے طبع مصفا کو ۔ کہ دست صاف ساقی سے ہی قے آئی ہی مینا کو

کیا ہی یاد کن مستوں نے ساقی آج صہبا کو ۔ کہ بے شور قلقل ہچکیاں آتی ہیں مینا کو

لگا اتنی تو آگ اے داغ آتش فرقت سراپا کو ۔ سپند آسا اڑا دوں مجمر دل سے سویدا کو

پلادوں کیوں نہ آب آبلہ وحشت میں صحرا کو ۔ زبان خشک سمجھا ہوں میں ہر نقش کف پا کو

ملا خلقت سے خوں کی لطف وہ قلب مصفا کو ۔ مے گلرنگ سے حاصل ہو کیفیت جو مینا کو

بصیرت سے کبھی دیکھی جو مجنوں نے [illegible] صحرا کو ۔ نہ سمجھے خیمۂ لیلیٰ سے کم داغ سویدا کو

یہی حسرت ہے اے دست جنوں مجھ دشت پیما کو ۔ مثال گرد بیٹھے دیکھ لوں داماں صحرا کو

طمانچہ موج کا آخر پڑا مونھ پر حبابوں کے ۔ گرہ میں اور باندھیں مہ پائے آب دریا کو

سوئی گل وہ نظر پڑتی ہے جو کچھ [illegible] میں ۔ سمجھتا خوشۂ انگور ہیں عقد ثریا کو

فلک اوسکی ہین شمع بزمِ الفت کا ان ہو پروانہ
کیا ہے سیر فرشِ راہ جن جنسنی کوہ و صحرا کو

کمی ہی گریۂ غم کی آنسو نکلین کیون ہو قلت سی
کہ ساحل کا تو گھٹنا نا بٹھا دیتا ہے دریا کو

اگر انکا بھی تو طیران چاہے صورتِ سیمرغ
پہ پرواز تیرِ کان اوڑاتا ہے گردہ صحرا کو

پیادہ چلتی اوسی تو رتبہ اور بڑھ جاتا
سمجھتا سجدہ گہ مجنون نقشِ کفِ پا کو

یہی حسرت کسی نے وقتِ غرق آ بسر کھینچی
حباب اوبھرے ہین سر پر لئے آبِ دریا کو

نکیونکر بیحیا یہ دامنِ یوسف پکڑ لیتی
گریبان اپنا اکدن چاک کرتا تھا زلیخا کو

ترقی خواہ نورِ حسن اتنی ہی ہون عاشق
اندھیرے نکلیہ کم تھی تجلی چشمِ موسی کو

تری بیمار کو دم توڑتی گر دیکھ لیتی وہ
مثالِ نبض تڑپن عمر بھر تیری مسیحا کو

تڑپکر ہجر کی راتین کٹین جب قیدِ یوسف مین
ہنسی آئی ہی کیا کیا اپنی رونے پر زلیخا کو

غزل	کسیکے ناخنِ نازک جو یاد آتے ہین اے ماہر گرہ ہر اشک کی کھل کر خجل کرتی ہی دریا کو	شعر ۱۴

اچھا یوہین سہی شبِ فرقت بسر تو ہو
یون رنگ ہو سفید کہ طالع سحر تو ہو

مانندِ شمع خلق مین سودا سر تو ہو
ہر جسم پر رہے نہ رہے تاجِ زر تو ہو

کم ٹرھکے آبرو ہو تو خیر اسقدر تو ہو
دریا سی تشی گھٹی تو بقدرِ گہر تو ہو

ای چشم اونکی عکس کا پتلی مین گھر تو ہو
پھر دیکھین باہر آنکھ کی تل بھر نظر تو ہو

اشکون سی کچھہ نہ اور ہو حفظِ نظر تو ہو
جب گھر لٹی فسند کا گھر قفلِ در تو ہو

ای عشق دل مین آبروون کا گذر تو ہو
سچ ہے کسیطرح مرا آباد گھر تو ہو

مرجائی دل جو سینہ مین نالان جگر تو ہو
جب لاش گھر مین ہو تو کوئی نوحہ گر تو ہو

وحشت کا عکس قیس مین پیدا اثر تو ہو
پھر دیکھین آئینہ کی نہ دیوار و در تو ہو

گردون نے یہ سمجھکے دیئے مجکو اشک چشم
لنگر سفینۂ صدفی کا گہر تو ہو

کام آئے دل نہ جنبشِ ابرو مین کسطرح
تلوار جب چلے کوئی سینہ سپر تو ہو

ہین سخت جان قیس سے آسیا سی کیا
کوئی مرض نہین ہے تو دورانِ سر تو ہو

گر ہمنشین کوئی نہین واقف نہین سہی
آگاہ دردِ دل سی ہماری جگر تو ہو

گویا اگر نہین تو نہون یہ ہی اک ہی بات
سب کچھ سہی تہو نکی خدایا کمر تو ہو

دلکی جلا دکھاتی ہی ماہِ جمالِ دوست
جیسا کوئی سکندرِ آئینہ گر تو ہو

غزل ۱۷۱ ولہ شعر ۲۰

تیغِ جفائی چرخ کا کوئی اثر تو ہو
چھوٹا بھی داغ ہو تو بقدرِ سپر تو ہو

آئینہ لیکے جاؤن نکیو نکر مین سامنے
اونکی کسیطرح سے اِدھر کو نظر تو ہو

اب دلمین گڑ گئی ہی مثالِ سنانِ تیر
وہ دن تھے اور آج سی ترچھی نظر تو ہو

باغِ جہان مین اہلِ ہوس ہین بہ رنگِ گل
ہون داغ دل مین پاتہون مٹھی مین زر تو ہو

عنبر کے عشق مین اتنا تو ہوا اثر
شیشہ جو ٹھیس کھائے تو دل کو خبر تو ہو

بوی اثر تو کچھ ہو محبت کے رنگ مین
بلبل فغان کرے تو گلون کو خبر تو ہو

کتنا ہی پھیل پھیل کے یہ دُودِ دل مرا
اتنا فلک گھٹے کہ گلِ نیلو فر تو ہو

صیاد ہوش بھی اوڑین گی تو عجب ‏ — ‏ مجھسا ریاضِ دہر مین بے بال و پر تو ہو

بلبل کو اسقدر تو ہو صیادِ عشقِ گل ‏ — ‏ چٹکی کلی چمن مین تو دلکو خبر تو ہو

غش آگیا کلیم کو یا دیکھ ہی لیا ‏ — ‏ کھلجائیگا وہ نور کہین جلوہ گر تو ہو

کٹتی نہین جو یون شبِ فرقت مری فلک ‏ — ‏ کافور زخم اوڑکے طلوعِ سحر تو ہو

رنگین خیالیان نکرون کیون قید مین ‏ — ‏ آخر کسی طرح سی قفس مین بسر تو ہو

سب چلبسین گے دل سی بڑہا مین حسرتین ‏ — ‏ نکلیگا قافلہ بھی سرا سی سحر تو ہو

عشاق کو ہو صحبتِ معراج کیا پسند ‏ — ‏ پڑ رہیگی گر ادہر نہین کوئی ادہر تو ہو

سیج ہی نہ بدلین بزم مین پہلو وہ کسطرح ‏ — ‏ دنیا کسی طرح سی ادہر کی ادہر تو ہو

جاگا ہوا تھا ہجر کا آتا ہون تھم ذرا ‏ — ‏ اے حشر قبر مین مری سیدھی کمر تو ہو

یہ بات اور ہی ہے قبول نہ بزم مین ‏ — ‏ کچھہ دل کے کھوئے جانیکے تم باخبر تو ہو

چھاتی سی اوسکو بھی مین اسیطرح سی لگاؤن ‏ — ‏ دلکی طرح کوئی مرا سینہ سپر تو ہو

اوروں سے عرضِ حال کا تو امتناع ہے | ای دوست میرے درد کی تجکو خبر تو ہو

غزل ۶۲

ما ہر امیدِ عفوِ گنہہ عشق مین کہان
تر دامن اور ہو گا ذرا چشم تر تو ہو

شعر ۱۳۱

مسکن کسی کا مثلِ حبابِ رواں نہو
نکلے بدن سے سانس تو گھر کا نشان نہو

یون گنہہ گھر کسی کا میانِ جہان نہو
لو شمع کی ہلے تو ہمارا مکان نہو

طے کرکے راہِ سخت قدم کیون رواں نہو
تلوار کیا ہو تیز جو سنگِ فسان نہو

مجھسا نحیف و زار کوئی ناتوان نہو
مین بہی نہ ہل سکون جو کوئی رگ طپان نہو

وہ ناتوان ہون سینہ سے منہہ تک نہ آسکی
لیکر عصا کے آہ جو نالہ روان نہو

یا بس مزاج میں تواضع کی رکھہ امید
جان او سکو خشک جو جھک کر کمان نہو

بحرِ جہان مین ہو نہین ہوائے تہ حباب
گر مین نہون تو گھر کا بہی میرے نشان نہو

کسطرح اشک سینہ سے انکھوں مین میری آئین
پستی سے سوا وج جو پانی روان نہو

خدمت سے باغ دہر مین شے شجر کی ہی بہار
صحرا ہی پھر چمن بھی اگر باغبان نہو

کہتا ہی سر کو کھینچکے میرا غبار دل
پامین نمو زمین پہ یا آسمان نہو

دی ہی فلک نے باغ مین مجکو جگہ تو یون
تنکا بھی گرے ہلے تو مرا آشیان نہو

کینہ ہی منتھہ سم ہو نٹہ نکلے جو دل سی بات
سب عیب ہون بشر مین مگر ناتوان نہو

غزل ۲۳

چلتے ہوئے جو قافلے رکتے ہین راہ مین
ماہر سا پا شکستہ پس کاروان نہو

شعر ۱۳

دل مرا اب نگہ تند کو بر ماینده
تیر خالی جو گیا دور کر و جاینده

رنگ الفت جو کوئی چیز نہین جاینده
اک کلی دل ہی ہی مرجھا کے تو مرجھاینده

ذکر بحرین تو سنتا ہی سنا کر مجھکو
خیر آنکھون سے ہی دو اشک نکلجاینده

اور پھر سینہ پہ شکنجا سا یہ کیا کھینچا ہی
ولولے دلکے جو نکلین تو نکلجاینده

شاید اونکو مری رونیکی نہین سی ہو خبر
ٹوٹے تارونکو کسی گھر کیطرف جاینده

نزع مین پھر وہی باتین وہی جھوٹے وعدے
دل کو تم آج تو جی کھول کے گھبرا نیدو

ہو یہ خلوت تو بھلا کونسا انصاف ہی یہ
غش کو مین اپنے نہ آنے دون شرم کو تم آنیدو

نزع مین روتے ہو کیون یاد کرو ہجر کے دن
دل مرا آج بھی گھبرائے تو گھبرا نیدو

تھامنے والو قسم نزع کی اُلجھن کی مجھی
تا لحد جاؤن تڑپتا یوہین گر جا نیدو

مجھپہ تو طعن بھی آیا ہے اب آئنہ کیون
دل جو تنہائی مین گھبرائے تو گھبرا نیدو

پیچ عشاق کی قسمت کی بڑھینگے ابھی اور
کچھ دنون گیسونکو اور بھی بل کھا نیدو

چاند سی منھ کو نہ دیکھونگا ابھی نزع مین
روح کو جسم سی آنکھونمین سمٹ آنیدو

غزل ۷۴

نرگس مست مین یا ہین کہ اشک شادی
نظر آتے ہین چھلکتے ہوئی پیمانی دو

شعر ۲۵

انسان کا دل بھی درد کی دکھ سی حزین نہو
ضرب قلم جو باعث زخم نگین نہو

رونے سی ہو سکون تو کیون دل حزین نہو
آنسو پچھین تو چشم پہ کیون آستین نہو

گر میری حال دل پہ زمانہ حزین نہو | چشم فلک پہ کاہکشان آستین نہو

صاحب وقار بھی کہین کالک نگین نہو | رکھدی یہ جس جگہہ قدم اوسنی زمین نہو

غلطان زمین پہ گرکے ہین کیون مثل اہل نزع | رشتہ جو گوہرون کا دم واپسین نہو

روکے ہون اپنی منہ ہوئی اشک اسلیئے | بچپن کی روئی آنکھ مین شرمگین نہو

چہرے پہ زلف آئے تو کہیے نہ منھ سے کچھ | یہ عاشقون کی آہ کی شوخی کہین نہو

اک تھی ہوا کی جسکی ہوس دلمین رہگئی | مین خاک وڑاون گر تو جہا نشین مین نہو

کھائی ہین ٹھوکرین مرے وادی کی سالہا | کیونکر دو نیم سم غزالان چین نہو

دامن سی پونچھتی ہین جو ہوتی ہین کوششین | وہ چشم دود دل سی مری سرمگین نہو

کیون دل کا حال کہنی مین کاٹین نہ میری بات | منظور ہے شکایت قلب حزین نہو

دل کا حجاب جال ہی باطن کا جانی کون | سب ہو کسی سی آنکھ مگر شرمگین نہو

اتنی مین لامکانیان جاتی رہینگی کیا | دلمین تو ہو مکین مریجان گر کہین نہو

کہتی ہی پھر کے لاش مری اونکی دوش سے
معشوق بیوفا ہو مگر نازنین نہو

آنکھونکو بند کرکے جو لیٹو تو سب سنو
دل کے کرے اپنے کا جو میرے یقین نہو

گر ہون بادشاہِ اولوالعزم ملکِ نظم
قرطاس کی زمین مرے زیرِ نگین نہو

یہ کیا کہ پھر فقیر سے بدتر ہون بادشاہ
قبضہ مین گر ذرا سی زمین نگین نہو

بند آنکھین لوگ کرتی ہین ہیبت کی اسلیئے
حسرت بھری نگاہ مری شرمگین نہو

کہدو یہ نامیون سی گری جب نہ مین عکس
سب وصف ہون نگین کے پہ ظرفِ نگین نہو

نہ تم ادا سکھاؤ نہ قاتل بنی کوئی
تلوار اوگلی کیون جو چڑھی آستین نہو

گردن اہلِ درد نہون گرم دشمنین
تکمیدِ موم ستم غزالانِ چین نہو

گوہر کو پاکے آب مین کہتی ہین ناتوان
یہ کوئی ڈوبتا ہوا دل تو کہین نہو

پاتا ہون کچھ قرار کی صورت سموم مین
پیچھے مرا کہین نفسِ آتشین نہو

رہ کے سو نہین تڑپتے ہوی دلکو اسلئے
وہ ہاتھ آئے گر تو کہین کا کہین نہو

ماہر مرے سے درد کی ہمت بڑی ہی یہ
ہر عضو تن جو حائل ہو تو مجھکو نہین نہو

غزل ۵	ردیف الہاء	شعر ۸

محشر بپا ہے نالۂ آتش فشان کے ساتھ
پھنکتا ہے صور بھی مری شور فغانکے ساتھ

دیکھا غبار دلکو نہ اشک روان کے ساتھ
کیا دخل گرد ہو جو مری کاروانکے ساتھ

تھم کر چلا ہی نسیم چمن ناتوان ہون مین
اوڑ جاؤنگا شمیم گل بوستانکے ساتھ

اللہ آج خیر کرے عندلیب کی
صیاد بھی چلا ہے کہین باغبانکے ساتھ

ساقی مجھے بھی جام دے تا کب تہا مین
لہرائی ابتو موج مئے ارغوانکے ساتھ

ہے مستقل مزاج کو تحریک بیحصول
آب گہر بہیگی نہ آب روانکے ساتھ

واماندہ وہ ہون راہ مین ایک ایک گام پر
تھمتا ہے قافلہ مری بانگ فغانکے ساتھ

گلشن کے بند و بست سے نالان ہے عندلیب
اوڑتے ہین جوش بوئے گل بوستانکے ساتھ

تاثیرِ جذب شوق شہادتکو دیکھنا
ہر تیر اپنی تن مین ہا اُستخوانکی ساتھ

اوچھل جو تو نگاہ سی او ماہِ حسن ہو
یوسف تری تلاش کو ہے کاروانکے ساتھ

سالک ہون اوس طریق پر آشوبِ عشق کا
رہزن بہی لٹ چکی ہین جہان کاروانکے ساتھ

اتنا خیال قافلہ والو ضرور تہا
کوئی شکستہ پا بہی ہے اس کاروانکے ساتھ

تحریر خط شوق مین طاری ہے طرفہ ضعف
چلتا ہے ہاتھ جنبشِ نبضِ روانکے ساتھ

وہ سخت راہِ عشق تہی پہونچی نہ حد تلک
رہبر بہی خاک اوڑاتے رہے کاروانکے ساتھ

زخمی ترے جو پیاس مین دریا سے منہہ لگائین
کھنچ آئے دُر کی آب بہی آبِ روانکے ساتھ

واعظ کے ہوش اوڑ گئے محشر مین غل ہوا
مستون کے غول آئے جو پیرِ مغانکے ساتھ

تکلیفِ نغمہ قید مین صیاد کیا ضرور
ان چہچہونکا لطف گیا بوستانکے ساتھ

غزل ۷۶

ہے ظالمونسے دہر مین ماہر کسے نجات
ہر شاخ مین ہے خارِ گلِ بوستانکے ساتھ

شعر ۶

ردیف الیاء

یہ کسکو بزم مین نازِ معشوقانہ آتا ہے / کہ جان اپنی ہتیلی پر لیئے پیمانہ آتا ہے

پھرین ہمراہ چشمِ مست کیون نظرین محفل کی / ہزارون ہاتھ بڑہتی ہین جدہر پیمانہ آتا ہے

بگاڑی چال کہتی ہین تم منہ سی کہو اپنی / تمہین طرزِ خرامِ نازِ معشوقانہ آتا ہے

مژہ کو طی کرے کیونکر نہ گردش اونکی آنکھونکی / کہ ہاتھون ہاتھ محفل مین یونہین پیمانہ آتا ہے

جو ہو محتاج اپنا اوس سے تو کھنچنا قیامت ہے / کہ شیشہ بھی تو جھکجاتا ہے جب پیمانہ آتا ہے

غزل — **شعر**

صفین اولٹین نہ کیونکر مثل مژگان بزم مین ہرجا
ادہر پھرتی ہی چشمِ مست اودہر پیمانہ آتا ہے

حد کے نازک ہو سمارا تو ہو چلنی کے لیئے / دل مرا تھام لو اپنے ہی سنبھلنی کے لیئے

اوڑتی منہدی کا اشارہ ہی یہی گر سمجھو / آگ دو ہاتھ سی اپنی مری جلنی کے لیئے

تذ مین پاکے جگر اونسی پسینے نے کہا / پنکھیا لیجیئے یہ ہاتھ مین جھلنی کے لیئے

نزع ہی مری ہین دل کی مرادین دل مین
بھیر چھٹی ہی مرے دم کی نکلنے کے لیے

خدمتِ صاحبِ جوہر مین ہین اعلیٰ دنی
ہاتھ ہی پاون ہین تلوار چلنے کے لیے

ابر مین برق کی یہ جلوہ گری کہتی ہے
لوٹتی ہین ہی پردے سے نکلنے کے لیے

غزل ۷۸ — **شعر ۳**

کہتی ہے ہاتھ مین اونکی یہ حنا اے ماہر
مہندی ملتے ہین کا ہیکو مرا ملنے کے لیے

مل گئے ہین آج بی قابو جو وہ تقدیر سے
رنگ کیا کیا کر رہی شوخیان تصویر سے

تم وہی ہین کے بیچین ہر صورت رہے
کھلے بیٹھے کر کبھی تو رنگ اوڑا تصویر سے

غزل ۷۹ — **شعر ۶**

طبع نازک کیون نہ کر دے اور ہی صورت کا حال
رنگ کچھ اوڑنے لگا ہی آپکی تصویر سے

فشار کیا کہ جو سرمہ ہر استخوان نکری
زمین نے ظلم کیا وہ جو آسمان نکری

وہ کون ہی کہ سہتے ہین او فغان نکری
مری تو درد کو کوئی کہین بیان نکری

مزا اٹھاتا ہوں گا بھی باغ ہی تک اے صیاد
قفس نصیب کوئی ہو تو پھر فغان نکرے

نہ آب خشک زمین بھی خاک میں پایا
خدا کسیکو مری طرح بے نشان نکرے

کہاں وہ پاک کیا خفتگان خاک کے دل
خدا کسیکو تمہاری طرح جوان نکرے

غزل

مسافران عدم یاد آتے ہیں ماہر
او تیر پڑے تو کبھی تم ہیچ کاردان نکرے

شعر

آلودہ ہوں کیا اہل صفا گرد سفر سے
ہم صورت آئینہ نکلتے نہیں گھر سے

ظاہر ہو پس مرگ کہ تھی حسرت دیدار
ساتھ آئیں کفن میں وہ دست مرا تار نظر سے

کیوں ضعف سے ہم ہوں نہ رہ عشق میں پامال
ہیں نقش قدم خاک اوٹھیں راہگذر سے

میخانہ میں بھی جائیں تو مسجد کی طرف سے
دنیا میں گئے عیب بھی کوئی تو ہنر سے

گل سیکڑوں کھائے ہیں تلون یہ تمنا کے
نسبت تن داغی کو ہی طاؤس کے پر سے

برباد ہوئی بادیہ گردی میں مری عمر
کیا حق نے بنایا تھا مجھے گرد سفر سے

دیکھی لبِ و دندان جو ترے ملگئی دولت
داماں نظر بھر گیا یا قوت و گہر سی

کیا دید سی دانتونکی ہو سوزِ جگری کم
بجھتی ہے کہیں آگ بھلا آب گہر سی

زینت کے سبب ہوتے ہیں اسباب ابارت
بی رُوپ ہے وہ تنگ جو گرانمانہ زر سی

بل سیکڑون کیونکر نہ وہ رفتار میں کھائیں
الجھی ہیں مری تار نظر موئی کمر سی

غزل ۸۱
کسطرح ہون ماہر ترا اشعار رنگین
سینچا ہوا یہ باغ ہی خونناب جگر سے
شعر ۱۱

جو شوقِ قتل میں دم تیغ یار سی نکلے
تو مرحبا کی صدا خونکی دہار سی نکلے

کبھی جو کوچۂ گیسوئی یار سی نکلے
تو پھر نسیم نہو کر تتار سی نکلے

وہ دل جلا ہون جو ہنگام قبر بعد فنا
دہوان غبار کی بدلے مزار سی نکلے

کھلے کسی پہ مرا تا نہ راز سوز درون
کبھی شرار نہ سنگ مزار سی نکلے

جلایہ خاک نی دی ہمسی صاف طبعونکی
کہ بنکے آئینی تختی مزار سی نکلے

اثر بھی جسم کا باقی نہیں وہ لاغر ہوں
یقین ہے خاک نہ میری مزار سی نکلے

عجب نہیں جو گلِ روئے یار کی تعریف
زبانِ طایرِ رنگِ بہار سی نکلے

صفائے طبع کی تاکید ہی پس مردن
ذرا بھی دود نہ شمع مزار سی نکلے

ہمارے وادی پر ہول سی ڈرے ایسا
قدم نہ آہوونکی بھی تتار سی نکلے

وہ محوِ رخ ہوں عجب کیا ہے خاک کے بدلے
مہ جو نور کا میرے مزار سی نکلے

غزل ۸۲

کسی پہ یار نہ ہمدم شکر کم ہوئے ظاہر
بسانِ بو چمنِ روزگار سے نکلے

شعر ۱۳

جہاں سی حسرتِ زلف و عذار لیکے چلے
مزار میں بھی یہ لیل و نہار لیکے چلے

پس فنا بھی ہے دل کو رخِ صبیح کی یاد
یہ صبح ہم سوئے شام مزار لیکے چلے

خزاں ہوئے پہ نہ دیکھا ترا رخِ رنگین
چمن کے پھول دلوں میں بھی خار لیکے چلے

وہ صید گیر ہے تو گر چمن سی ہو سے نکلے
شکارِ طایرِ رنگِ بہار لیکے چلے

وہ ناتوان ہین گرے اکھڑ اکر الٹا جامہ
صبا جو دو قدم اپنا غبار لیکے چلے

ہزارون بلبلین ہوئین سیکڑون ہون پروانے
چراغ حسن جو وہ گلعذار لیکے چلے

شکست رنگ سے گل دیتے ہین صبا صدا
خزان نصیب چمن ہم بہار لیکے چلے

وہ زار تھا مین کہ جب آئے قابض ارواح
سمجھکے روح مرا جسم زار لیکے چلے

جو قصد باغ کرین مشکو وہ قیس اندام
چراغ لالہ چمن سے بہار لیکے چلے

جلا ہی دیکھ کے کیا چرخ تفرقہ پردار
لبون پہ ہاتھ مین ہم دست یار لیکے چلے

اوتار کر جو وہ گل پھول کان کے پھینکے
صبا وہ بہر عروس بہار لیکے چلے

لطیف مثل ہوا ہمکو لاغری نے کیا
گرا نہ سایہ جدا ہم جسم زار لیکے چلے

وہ عندلیب ہین تھا جنکی دم سے لطف چمن
چلی جو اوڑ کے تو رنگ بہار لیکے چلے

غزل ۸۳

جہان مین آئے تھے ماہر تو تھے سبکدوشی
چلی تو سر پہ گناہون کا بار لیکے چلے

شعر ۲۷

آج میخانہ میں یہ جوشش صہبائی ہی
مے گلگون شفق گنبد مینائی ہی

کسکو تقدیر نی عیش یہاں لائی ہی
صبح بھی خون شفق تھوکنی کو آئی ہی

دل تو پہلو میں انیس شب تنہائی ہی
ورنہ ہر داغ الم چشم تماشائی ہی

کم یہ کچھ شوخی چشم بت ہرجائی ہی
سرمہ تک گرد رم آہوی صحرائی ہی

ابھی ساقی نی مے تازہ جو بھروائی ہی
مثل پنبہ سر شیشہ کف صہبائی ہی

نزع میں آمد عیسی کی خبر پائی ہی
دور بالین سی ہو کیا موت کی تو آئی ہی

سیر حب سے اونھیں صحرا کی طرف لائی ہی
میل سرمہ مجھی ہر جادۂ صحرائی ہی

میری تیغ نظر قہر سی یہ ہی ٹکڑے
دود پر موج سواد شب تنہائی ہی

آنکھیں عینک سے میں کیوں مانگوں ترا فضل ہو جب
خود مری گرد نگہ سرمہ بینائی ہی

صبح مستوں کو نکیوں یاد صبوحی دلوائے
صاف خورشید فلک پنبہ مینائی ہی

دشمن زار کو کم زور نہ غافل سمجھیں
خار کانٹا ہے مگر تن میں توانائی ہی

جو ہین تن پرور و مسرف وہ سخی ہین مشہور
نیکنامی کی عجب خلق مین رسوائی ہی

آنکھ کیا واقعی لڑتی مژہ قاتل سی
نظر شوق ہی مرد صفت ہیجائی ہی

کیون رہے اسمین نہ پھر یاد بتان عالم
واعظو شکل ہر اک دلکی کلیسائی ہی

ہر جگہ جلوہ جسیکو نکا کرتے ہو نظر
محمل چشم مین ہی لیلی بینائی ہی

کیون نہ مجرم کیطرح دل سی فراری ہو خوشی
خانۂ تن پہ مرے اشکونکی دوڑ آئی ہی

منتظر رہ کے ہوئی ہین مری آنکھین وہ سفید
چشم ہر روزن در جسکی تماشائی ہی

جبتک انسان ہے نظر کردہ خلاق حکیم
پردہ چشم ہی خود عینک بینائی ہی

ہاتھ ہٹتے نہین جگر سی سیہ خانہ مین
آنکھ یہ روزن در نے مجھے دکھلائی ہی

کیون نہ چھاتی سی لگا رہون داغ دم شب
خلق مین سبکو عزیز آتش سودائی ہی

تیری بیمار بھی ہین رشک مسیحا شاید
جانبری کیلیئے اوتنا جو اجل آئی ہی

کیا دکھائیگی مجھے بی نگہ لطف کریم
کور چشم آپ ہر اک عینک بینائی ہی

ربط دیرینہ خلقت نے کشش جب کی ہی
خاک دم بھر کو مری قبر پہ بیٹھ آئی ہی

خاک اوڑ نیکی سوا کیا ہو مری تربت کے
گرد برخواستہ نے چھپاؤنی وہان چھائی ہی

پیش رو راہ عدم مین ہین جوانی سی سن
بیان ضعیفی حسی کہتی ہین توانائی ہی

پتلیون نے مری کھو کے یہ ڈھونڈھا ہے مجھی
کہ نظر آنکھون مین جالے کی طرح چھائی ہی

غزل ۸۴

روح کو تن مین نہ کیون سوز الم ہو ماہر
شمع ہر بزم مین جلنی کی لیی آئی ہی

شعر ۱۱

ذات انسان جہان ثانی سے ہے
روز و شب پیری و جوانی سے ہے

گرم اشکونکی گر روانی سے ہے
سب کہین گے کہ آگ پانی ہے

فصل پیری مین کیون نہو دھڑکن
دلمین یہہ ماتم جوانی ہے

اب زمین پر قدم دہ کیا رکھین
یہ زمین پوشاک آسمانی ہے

رو رہا ہون جبین خجالت سے
اشک ہر ایک پانی پانی ہے

سوز دل کا سبب جو ہی گردون | رنگ وود دِل آسمانی ہے
سنتے ہوا ہے کلیم اونکی صدا | جنکو دعوائے لن ترانی ہے
جائے کسطرح طنطنہ اونکا | ابھی اوٹھتی ہوئی جوانی ہے
تن مین قوّت بھی آ نہین سکتی | کسقدر زور نا توانی ہے
جوشش حیرت پہ کیون نہ حیران ہون | آب آئینہ مین روانی ہے

غزل ۸۵ | کسی دریا مین بھی نہین ماہر
جو تری طبع مین روانی ہے | شعر ۳۶

مجھسا بھی کوئی زار جہانکی چمن مین ہے | یہ رنگ جسم کا ہی کہ بو پیرہن مین ہے
مجھسا ہی نالہ کش کوئی دارِ محن مین ہے | دل منھ کو آگیا ہے یا کب دہن مین ہے
عالم مین روشنی ہی وہ تن پیرہن مین ہے | فانوس مین ہی شمع ضیا انجمن مین ہے
سوزش فراق دختر رزسی یہ تن مین ہے | اشک کباب ہے جو پسینہ بدن مین ہے

کب مجھسا ناتوان کوئی دارِ محن مین ہے ‏ رعشہ عروق کی حرکت سے بدن مین ہے

غم دوست اسقدر کوئی دارِ محن مین ہے ‏ تعویذِ دل ہی داغ جو اپنی بدن مین ہے

یہان فقر مین بھی رختِ تکلف بتن مین ہے ‏ اُتو ہی کم نہین جو شکن پیرہن مین ہے

اسطرح یادِ زلف دل پر محن مین ہے ‏ بُو جسطرح سی نافۂ مشکِ ختن مین ہے

امیدوار ضعف سے اکس ہنر کا ہون ‏ کیا کم یہ بات ہی کہ تکلف سخن مین ہے

کیون فکرِ رختِ تن ہو انسان کو دہر مین ‏ بی جسم ہو کے روح لباسِ بدن مین ہے

دستِ جنون سے کسنے مروڑا ہی دشت مین ‏ پیچ آجتک جو شاخِ غزالِ ختن مین ہے

مین اب وہ ہون چشمِ تصور مین بھی جہان ‏ انداز مردمک کا سوادِ وطن مین ہے

شبنم کے ساتھ گرتے ہین دیوار و بام و در ‏ بوسیدگی وہ اپنی مکانِ کہن مین ہے

سوزِ الم کا کر نہین سکتا بیان جو مین ‏ شاید زبانِ شمع کا کام اس سخن مین ہے

اخفای عشق سی ہی فغان اپنی بی صدا ‏ سینہ درہی کہ نالہ پر خون دہن مین ہے

خشکی میں مثلِ قطرۂ آبِ رواں ہیں ہم
غربت میں ہی قیام سفر یاں وطن میں ہے

کتنا خجل گہر کو کرینگے تمہارے دانت
جاری ہی یہ پسینہ کہ دریا عدن میں ہے

ہی شمع اشک ریز تو شعلہ ہی بیقرار
کیا میرے سوزِ غم کا بیان انجمن میں ہے

ہی اہتمامِ پردۂ لیلی جو قیس کو
ہاتھ آہوؤں کی آنکھ پہ دشتِ ختن میں ہے

شبنم کے بھی عرق نکل آتا ہے جسم میں
گرمی اے وہ ہوا مری بیت الحزن میں ہے

کوچوں سے نابلد ہیں وہ خانہ نشین ہیں
درکار راہبر ہمیں اپنی وطن میں ہے

کیونکر نہ وقتِ نالہ کشی دل ہو بیقرار
جنبش دمِ کلام زبانکو دہن میں ہے

اچھی کبھی یہ خلعتِ آخر میں کی فلک
ہاتھ آستین کی جا مرا بند کفن میں ہے

جانا مرا محال ہی مالوف ہوں کچال
زنجیر پاؤں کی ہی جو کوچہ وطن میں ہے

محفل کے انتظام کا کثرت میں کیونہ دھیان
حلقہ نجومِ چرخ کی کب انجمن میں ہے

غربت ہماری ہی صفتِ جادۂ طریق
صحرا میں چلکے بھی قدم اپنا وطن میں ہے

یہ حولناک ہی مری وادی کی سمت بھی
منھ پھیر کے ہے اودھر ہرن جو ختن مین ہے

جوش بہار ایکی یہ ہی باغ دہر مین
پھولون نگار رنگ خون جہندہ چمن مین ہے

دندان یار سیتی ہوئی ہین عرق عرق
اک قطرہ آب کا ہی گہر جو عدن مین ہے

نا آشنا خلق جہان مین ہون آکے
رنج سفر نمی مجھی غربت وطن مین ہے

دیو سفید روز ہی کہدو مجھکی سے آئے
کالی بلا ہی رات جو بیت الحزن مین ہے

مین تو کرون نہ درد دل نیا کبھی بیان
ہر آہ کو مگر ید طولا سخن مین ہے

بنتی ہی آگ آکے وہان صورت غال
گرمی کے ساتھ جس وہ بیت الحزن مین ہے

باندھا ہے دوستون نے یہ کس کر ہر ایک بند
ایذا فشار قبر کی مجکو کفن مین ہے

اے یار تجھسی بزم ہو خالی محال ہے
گر تو نہین تو ذکر ترا انجمن مین ہے

غزل ۸۶

تصویر گھر مین چھوڑکے نکلا ہے شہر سی
ماہ سفر مین یون ہی کہ گویا وطن مین ہے

شعر ۱۶

کیون نہ توصیفِ لبِ لعل دہن سے نکلے
بات کوئی تو بھلا اپنی سخن سے نکلے

دل بھلا کیا تری گیسو کے شکن سے نکلے
مشک نافہ کی خطا ہی جو ختن سے نکلے

شک ہی گردشِ گردون کہن سے نکلے
جی گئی مر کے جب اس دارِ محن سے نکلے

کیون ہنو قدر سخن کی جو دہن سے نکلے
آبرو پائے گہر بھی جو عدن سے نکلے

باغِ عالم سے عمل دورِ خزان کا نہ اوٹھا
موسمِ گل مین بھی کانٹے نہ چمن سے نکلے

تو عطا نطق کرے گر تو غنا دل کیا مین
بات ہر رنگ کی غنچونکی دہن سے نکلے

پانی پانی ہوئے ہم ضبطِ بکا سے کیا کیا
اشک جب بنکے عرق اپنے بدن سے نکلے

باغِ عالم مین ہے ذلت کا سبب ترکِ وطن
گل رسن بستہ ہوئے جبکہ چمن سے نکلے

صورتِ دانۂ تسبیح رہی گردش مین
گو سفر ہمنے کیا پر نہ وطن سے نکلے

غیر پھر غیر ہین اپنے جو ہین پھرتے ہین
سایہ بھی ساتھ ہوا ہم جو وطن سے نکلے

آبرو تو جو بڑھائے تو بھلا مین کیا ہون
سیلِ آبِ دُرِ نایاب عدن سے نکلے

[illegible]
جان آجائی اگر روح بدن سے نکلے

[illegible] تماشا چمن کو [illegible] سیر [illegible]
بوئے گل ونکلی جو لینے کو چمن سے نکلے

[illegible] کہ تعجب [illegible] ہاتھوں پایا
چاک ہو تہمت کافور جو تن سے نکلے

تھا قیام اپنا بیابان جنت انکی طرح
وہ وطن ہی نرہا ہم جو وطن سے نکلے

[illegible] رنگ [illegible] عاشق چمن مین
ساتھ بلبل نہوئی گل جو چمن سے نکلے

غزل

وصف خال رخ جانان جو بیان ہو ماہر
ایک نکتہ ہو وہ جو بات دہن سے نکلے

شعر ۱۱

غبار قلب کا اشکو نمین کیون نشان نہ ملے
یہ بحر وہ نہین ساحل جہان روان نہ ملے

حیات مین نہین ممکن ملین عدم والے
نشان اونکا ملے گر مرا نشان نہ ملے

اسکے جور و ستم سے جلا تھا دل میرا
فلک سے رنگ کیون آہ کا دہوان نہ ملے

کھلی جو آنکھ تو تنہا تھے بند مرقد مین
عدم مین بہی ہمین یاران رفتگان نہ ملے

فروغ دو دن جو بیانکو ہین بزم عالم مین
سوای شمع کوئی میرا ہمزبان نہ ملے

مین انقلاب جہانکا ہون دوستو کشتہ
تہہ زمین بہی کہین مجکو آسمان نہ ملے

نہو جو چرخ خمیدہ تو جاے عرش پہ آہ
یہ تیر آور کرے پلہ گر کمان نہ ملے

کلام سخت سے رکھے نہ تا بشر کچھ کام
یہ بات تہی کہ زبانکو بجز استخوان نہ ملے

تلاش ہی بس مردان بہی یکت یوسف کی
مری غبار سے کیون گرد کاروان نہ ملے

گری ہین چاہ ذقن مین تری ہزاروں دل
یہ چاہ وہ نہین یوسف ہو کاروان نہ ملے

غزل ۸۸ — فلک سے کوئی یہ کہدی مٹا دے اسکو بہی / کہین مزار سے ماہر کا بہی نشان نہ ملے — شعر ۲۳

جبکہ قطع منزل مقصد مین قسمت رہگئی
ہر قدم پر نقش پا کیطرح طاقت رہگئی

گل ہوئی پژمردہ بسکہ خاک تربت رہگئی
ہو گیا گلشن خزان حیران ہون نکہت رہگئی

سن ہی لینا گر یہان آئی ہونگی شہرت رہگئی
تیر کے پرتا بہ پر آکر قیامت رہگئی

خود صبا کو لاغری پر میری حیرت رہ گئی ۔ یون اڑا صحنِ گلستان سے کہ نکہت رہ گئی

دیکھلینا سر در آہونکی جو عادت رہ گئی ۔ استخوانِ سخت بنکر شمعِ تربت رہ گئی

کچھ ہوا حاصل نہ مانگے سے نہ ہمت رہ گئی ۔ مطلب گردون بر آیا میری حاجت رہ گئی

مخزنِ غم سے ہوا آراستہ داغِ الم ۔ اس چمن مین باغبان بنکر ریاضت رہ گئی

شل مشعل سوزِ غم سے استخوان جلنے لگی ۔ جب ہوا سے بجھکے اپنی شمعِ تربت رہ گئی

داغِ غم مرجھا گئی جب بھی پھکا جاتا ہون ۔ کیا یہ آتش تھی کہ بن بجھنے پر بھی حدت رہ گئی

تب مین سمجھا سعی بیشک نکلگی شکلِ رزق ۔ گردۂ نان بنکی جب گردش کی صورت رہ گئی

منعمونکی گھر بنانے کا نتیجہ یہ ہوا ۔ آپ سوئے کنجِ مرقد مین عمارت رہ گئی

جسکو ہنگامِ دعا شغلِ نظر بازی رہا ۔ چشم بنکر قفلِ درہائی اجابت رہ گئی

فاش پایا جبکہ رازِ عسرت اربابِ فقر ۔ پردہ رکھ لینکو دنیا مین قناعت رہ گئی

سوزِ غم نے ایک شب مین ٹھان یون کی تمام ۔ صبح کو جسطرح گلگیر شمعِ تربت رہ گئی

گھر سے ہم نکلیں کبھی تو یہ ہی اک امر محال
یہ بھی وہ حسرت ہے جو دل ہی میں [illegible] رہ گئی

ناتواں وہ ہوں جب آئے فاتحہ پڑھنے کو دوست
بعد تعظیم اوٹھکے میری خاک [illegible] رہ گئی

دن آن قربت بڑھی ہی کلیم اللہ ہوئے
بن پڑیں باتیں زباں میں [illegible] رہ گئی

بیخبر پاکر ہمیں گھر سے نکالا بیقصور
یہ عزیزوں سے ہمیں گر شکایت رہ گئی

ناتواں وہ ہوں جب آیا دل سے چہرے تک ملال
چین پیشانی پہ مثل خط قسمت رہ گئی

جب مزاج ناتواں کی صحت کا پڑ گیا
اوٹھکے سو سو بار میری خاک تربت رہ گئی

جب ہوا قائم مزاجی پر مجھے اپنی سرور
رنگ بنکر میرے چہرے پر بشاشت رہ گئی

ہوں وہ زار و ناتواں نکلی نکلنے کی جو شکل
آئنہ میں بال بنکر میری صورت رہ گئی

غزل ۸۹

کونسا ماہر گلہ مر کر عزیزوں سے رہا
خاک میں ملنے نیکی شکایت رہ گئی

شعر ۱۴۰

مجھسا بھی عندلیب کم اس بوستاں میں ہے
تنکے کیطرح جسم نزار آشیاں میں ہے

[illegible] زندان میں ہے
چھالا ہر ایک مہر خموشی زبان میں ہے

گرم [illegible] کو نا ... جہان میں ہے
صورت دھوئیں کی گرد رہ کاروان میں ہے

ہم دو نہ ہوں خوشی سے یہ کینہ جہان میں ہے
دل کیا گرہ کی شکل ہر اشک روان میں ہے

تاثیر کیسے ضعف کی یہ کاروان میں ہے
بانگ شکست رنگ جرس کی فغان میں ہے

راہ دراز ملک عدم طے کریں گے ہم
مرکز ہی اتنی جان تن ناتوان میں ہے

سینے سے کیوں نہ قافلہ لخت دل چلے
اشکوں کا کاروان بھی کسی کاروان میں ہے

نامستقل مزاج سے کامل نہ ہوگا تو
ناقص ہی نقش پا بھی جو ریگ روان میں ہے

سوز الم کو کون گھلاتا ہے مری طرح
جان نزار شمع کی شکل استخوان میں ہے

سینے میں ملکی ساتھ ہیں داغ الم مرے
یوسف کنوئیں میں ہی تو اک کاروان میں ہے

جاتا ہی باغ دہر کیا کاروان گل
آواز کوس نالہ برگ خزان میں ہے

سوز الم میں بات تھا دل نہیں ہی شکر
زخم زبان ہجو دہن بھان زبان میں ہے

باساز و برگ کیون نہون قائم یہان جہان
ہو خاک دانہ سبز کہ ریگِ روان مین ہے

کیون ہو نہ قلب پہ ندرِ خمِ ابروانِ یار
وہ عین راستی ہی کہ جو کمان مین ہے

اپنا ثبات جسم بہ ہر نقش جیان تو
اُٹھتا ہے جلد نقش جو آبِ روان مین ہے

مجھ ناتوان کی منھ سے نکلتی ہی اس سے بات
شکل عصا صاف الف جو بیان مین ہے

یہ سوزِ عشقِ چشمِ بتان سے مین زار ہون
انداز میل سرمہ ہر ایک استخوان مین ہے

بحرِ جہان سے پار اوترنیکی کیا ہو فکر
تابوت مجکو صورتِ کشتی جہان مین ہے

معجز بیان کلیون سے ہین تنگ یار ہو
اعجاز سے کلام کا دخل وہ دہان مین ہے

سمجھون یگانہ کسکو مین باغِ جہان مین
بیگانہ مجھسے سبزہ مر بوستان مین ہے

کیونکر پڑی نہ آنکھ پہ ہر اک کی لباس پر
اشکون سے جسم جامۂ آبِ روان مین ہے

آہون سے جب ہوے ہی مشبک تمام سقف
تب فرش دھوپ چھاؤن کا اپنی مکان مین ہے

معنی مکین ہین لفظ ہین حجرے ستون ہین رکن
اندازِ بیتِ شعر ہمارے مکان مین ہے

وہ ہی چمن میں لب گلین عبرت ہو اث
نقشہ جو صورت گل آشیان مین ہے

روزنکی روشنی کا گذر تک محال ہی
وہ تیرگی بھری ہوئی اپنے مکان مین ہے

آندھی کیطرح آتا ہے سینے سی تا دہن
شامل جو آہ دردِ دلِ ناتوان مین ہے

کیون لاغری سی ہو نہ خلش جسمِ زار مین
کانٹونکا طور اپنی ہر اک استخوان مین ہے

ایسا ہے تنگ اپنا سیہ خانہ ہمدمون
وہ بھی گھٹا ہوا ہے دھوان جو مکان مین ہے

کیا منہ کھلی مرا تپِ غم مین پئے کلام
چھالا ہے جو وہ قفل کی صورت دہان مین ہے

غزل ۹۰

شاگردیِ اسیر سے مضمون کی قید ہے
ماہر وگرنہ رنگ بھی اپنی زبان مین ہے

شعر ۹۳

حیرت مجھے روانیِ عمرِ بشر مین ہے
لنگر پڑا ہوا ہی سفینہ سفر مین ہے

کیا محو جلوۂ رخ کوئی رہگذر مین ہے
پیچھے لگی غبار طریق سفر مین ہے

فصل بہار اوج پہ اپنی نظر مین ہے
کب برق سا ہے یہ خون جگر مین ہے

پیری مین بھی ہے پیکرِ دل غم نگر مین ہے
حیران ہون کون شب کیطرح شمع قمر مین ہے

پرتو جو اوسکے رخ کا مری چشم تر مین ہے
روشن ہر ایک کو [illegible] ہے

نالی نہ کر زبانِ دل پر درد بر مین ہے
اچھا نہیں [illegible] مین ہے

اوس کا عکسِ رخ جو مری چشم تر مین ہے
[illegible] انتظار مین ہے

کیون سوز عشق و [illegible] پانِ عشق ہے
[illegible] آتش [illegible] ہے

ہے دل مین یادِ قامت و زلفون یار کی
[illegible] ثمر [illegible] ہے

ٹھنڈک سے ہے زخمِ دلمین مرے رخ کی یاد سے
[illegible] مرہم کا فور اثر مین ہے

تصویر انقلابِ زمانہ ہون شیب مین
پاؤن مین بھی کمان حرکت عجب سفر مین ہے

ہوتا نہیں ہے آتشِ غم سے جو کچھہ ضرر
رختِ حریر شعلہ مگر میرے بر مین ہے

ہر روز تیری نذر کو ای بادشاہِ حسن
دینار آفتاب کا دستِ سحر مین ہے

سوزِ دل و جگر کا مرے رخ جانبِ دماغ
اس آگ کا گذر ہی کہ مغز اپنی سر مین ہے

عالی ہے اونکی طبع بہی عالی ہی جنکی قدر
مضمون بلند مطلع شمس و قمر مین ہے

دن زندگی کی کاٹ کے پہونچونگا تا عدم
راہی یہ مین ہون عمر رواں کب سفر مین ہے

کیا جوش فصل گل کی دکہتا ہے صحن باغ
کشتی کا طور موج نسیم سحر مین ہے

تپ مین ہی اہل فقر کی تریۂ خون دل
تعویذ ابرو ونکی گرہ درد سر مین ہے

آئین فقیر خانہ مین کسکی نہ کیون قدم
گہر نقش پا کیطرح مرا رہگذر مین ہے

یارب ہوا ہی کونسا یہ سوختہ جگر
رخت سیہ دہوین کا جو شعلہ کے بر مین ہے

پڑجائے جسطرح کوئی پایو میان بحر
اشکون سی یون کدورت دل چشم تر مین ہے

روشن ہی آگ شعلۂ دل کی دماغ مین
یہ پیچ ہی جو بل مری ہر موئی سر مین ہے

کام آئے فرط ضعف مین کیا اور کسی ستی
منہ دیکہنی کو آئینہ جب اپنے گہر مین ہے

تیغ قدم سی کاٹونگا وہ تیز رو ہون مین
گو درع نقش پا رہ صحرا کے بر مین ہے

رونے مین دیکہتا ہون بخوبی کتاب غم
عینک ہی آب اشک یہ کب چشم تر مین ہے

دل ساحری بھی ہی سپر انداختہ یہان
کیا آنچ تیغ کی مری سوز جگر مین ہے

نالان جو شام سے ہے موذن شب وصال
کیا چاندنی ہی رات لباس سحر مین ہے

محتاج دستگیر عصا بھی ہی راہ مین
سختی نئی طریق کی سیری سفر مین ہے

کیونکر نہ شمع عقل فروزان رہی سدا
کم موم سے نہین ہے جو مغز اپنے سر مین ہے

ساری کرامتین ہیہ پریشانیونکی ہین
مین ہون حضر مین اور دل محزون سفر مین ہے

اپنی جگہ سی ہل نہین سکتا یہ ضعف سے
مین ہون مکان مین یا کوئی تصویر گھر مین ہے

بھرتا ہے دفن ہونے سے زخم دل لحد
انسان کا جسم کیا کوئی مرہم اثر مین ہے

بریان ہین سیخ آہ پہ نالے کباب وار
حدت اپنی آتش سوز جگر مین ہے

پیری مین بھی ہین داغ مری جسم زار پر
فصل خزان مین کثرت گل اس شجر مین ہے

جامع مقام و کوچ کا پرکار وار ہون
اک پاؤن ہے حضر مین مرا اک سفر مین ہے

کیا آگئی تھی فکر مین ماہر خزانکی یاد

مصرع جو شاخ خشک ہر اک شعر تر میں ہے

حسرت و اندوہ غم کا گھر ہمارے دل میں ہے
دیکھیے جسکو وہ صنا خانہ اس محفل میں ہے

ہاتھ پھیلانے سے اصنع ہی مضموں دل میں ہے
ہیں لکیریں یا خطِ مطلب کفِ سائل میں ہے

آہ ہے زیر زمیں مضطر کشش کس دلمیں ہے
نبض وہ چلتی ہوئی ہے بادہ جو نشتر میں ہے

لب فقط اکراہ غربت سے ہمارے دل میں ہے
گر وہی خواستہ خاطر اسی نشتر میں ہے

سوزِ غم سے سلک گوہر فرقتِ قاتل میں ہے
آبلہ کہیے اوسے جو اشک اپنے دل میں ہے

راہی ملکِ عدم ہر دم ہیں ہر کا دلمیں ہے
قافلہ خاموش جاتا ہے خطر منزل میں ہے

کب مشر کا گذر اہلِ الم کے دل میں ہے
شمع اشک افشاں شبِ شادی بھی ہر محفل میں ہے

ناز کیا کینہ اگر مجھسے دلِ قاتل میں ہے
اوس گرہ کی کھلگئی قسمت جو اوسکے دل میں ہے

ہاتھ مثلِ موج لرزاں ہے نقاہت دل میں ہے
کس تلاطم میں ہی جو کشتی کفِ سائل میں ہے

کسقدر سختی طریقِ الفت قاتل میں ہے
سر بالِ وحش ہر رہرو اس منزل میں ہے

ہے بجا راہِ عدم سے خوف اگر ہر دل میں ہے
رہ گئے ہیں خضر بھی سختی وہ اس منزل میں ہے

دیکھیے جسکو اسیرِ لطفِ صحبت ہی وہی ہے
طوق گردن سبکا ہی حلقہ جو اوس محفل میں ہے

عشقِ گیسو میں کشودِ کار ہے امرِ محال
ہی گرہ وہ بال کی عقدہ جو اپنے دل میں ہے

دلمیں مجھ غمکش کے ہی دیدون کوئی لبریز جو لے
داغ جسمیں لگ گیا پھر لطف کیا اوس دلمیں ہے

باطن باطن سے کھنا ہو نہیں عشقِ یار دوست
راہ یہ وہ جو نہان اپنے وہ کہ دل میں ہے

ابتو آکر دیکھ جا قاتل دلِ بیتاب کو
دم کو میرے قسم لیکے دہان تنِ بسمل میں ہے

کر نہیں ہے ارتباطِ دوستان تازہ طلسم
کسلیے پھر درد دل یار اونکا میرے دلمیں ہے

گردشِ قسمت کا نکتہ تاکہ ہو سب پر عیان
اس سبب سے دورِ خط کاسہ سائل میں ہے

ملی عدم کی راہ کرنی میں مسافر کیون ہو شاد
ہی وہی سنگ نشان سختی جو اس منزلمیں ہے

شاخِ ناقہ قیس بلبل نجد ہی صحنِ چمن
غنچے میں نکہت کہ لیلی گوشۂ محمل میں ہے

دیکھکر شاید اسی کو ہو مکدر دل کوئی
یہ سبب ہے جو گلی کا نسخہ کفِ سائل میں ہے

رنج دیکر آشنا سب چل بسے سوی عدم
سے ہے غبار کاروان گرد غم کب دلمین ہے

ساتھیون سے کہدو لمین اوسکی خبر ٹہر کر ذرا
کوئی واماندہ بھی نالان جرس منزل مین ہے

کیون نہ روشن طبع پائین آپکی صحبت مین جگہ
کیسی ہی کثرت ہو جا ہے شمع ہر محفل مین ہے

بحر عالم مین نہ پہونچی کیون اہر کے وتلک
بادبان حرص و ہوا کا کشتی سایل مین ہے

خون نکی دہارین نکلکر دیتی ہین اوسکو صدا
اور بھی اک ہاتھ او قاتل کہ دم بسمل مین ہے

موت ہے انسانکی دنیا مین ہو خشکی یا تری
یہ وہ دریا ہے کہ خوف غرق یان ساحل مین ہے

عشق لیلی مین جو سودائی ہوا دیوانہ تھا
مین تو مجنون اوسکا ہون محمل کی جا جو دلمین ہے

ساکنان قبر سے اتنا تو کوئی پوچھدے
گھر بھی یاد آتا نہین کیا چین اس منزل مین ہے

حسن کی گرمی سے اونکی سب کے سب بیتاب ہین
شعلۂ جوالہ ہے حلقہ جو اوس محفل مین ہے

ناخن تدبیر کے بھی کھلگئے عقدے تمام
عقدہ لاحل ہی وہ عقدہ جو میرے دلمین ہے

کیون نہ مجنون صورت بلبل نظر بازی کرے
پنکھڑی غنچے کی ہی پردا کب اوس محمل مین ہے

کیون نہ بھاگین عالم پیری مین مجھسی دوست
شکل دیوار خمیدہ یان قد مائل مین ہے

کونسی صحبت زمانہمین ہے بےمثل و نظیر
دیکھیے جسکو مثال آئنہ محفل مین ہے

بارش اشکونکی ہوئی خاطر مکدر جب ہوئی
خاصہ ابر بہاری کا غبار دل مین ہے

ناتوان وہ ہون کہ جبتک ہمنشین بیٹھا ہون
فرش ہی صاحب فراش و سوختک محفلمین ہے

کرتی ہی صحبت اثر ظاہر ہو یا باطن مین ہے
کب ہی نے آواز جو کاسہ کف سائل مین ہے

ہمنشینونکے کلیجونمین ہی پنکھے لگ گئے
کسقدر گرمی الہی اپنے سوز دل مین ہے

قلب ماہیت کا باعث ہے بشر کی فرط فقر
ڈوب مرنیکے لئی کشتی کف سائل مین ہے

کسنے تھک کر راہ کو دیکھا تھا چشم یاس سے
صورت رد نگہ ہر جادۂ منزل مین ہے

بعد وصلت بہی چھوٹیگی عادت رنج کی
داغ فرقت جو ہی شکل سویدا دل مین ہے

ہاتھ دیکھلا کر اونھونے قتل کر ڈالا مجھی
کیا دم خنجر لکیر ایک اک کف قاتل مین ہے

دیکھکر حال شکستہ اوسکا یہ کہتا ہی دل
بال کی سی اوسکو جو خط کاسۂ سائل مین ہے

کسطرح اوس قد کا یون نقشہ مجھے اوتر ملے | سرو کی جسطرح صورت قمریونکی دل مین ہے

بحر دیکے کو ہمی دستِ موج سی جامِ حباب | تشنگی کے جوش سی خشکی لبِ ساحل مین ہے

ہی مزید فقر سے بحرِ جہانمین خوفِ غرق | کیا تعجب ہے اگر کشتی کفِ سائل مین ہے

آرہا ہی رنگ بیدردی کا اس عہد مین | زخم سب ہنستی ہین اور ایذا دلِ بسمل مین ہے

روح اپنے جسم مین کیونکر رہے بعدِ شباب | شمع کو دیکھا تو شب بجھنے کے لئے محفل مین ہے

کب کثیف الطبع لوثِ عیب سے ہین پاک صاف | دیکھ لے مٹی کا دہبہ دامنِ ساحل مین ہے

تیرے اوٹھ جانے نشستِ صحبت یہ منغض ہو گئی | لوگ کیسے فرش ہی جیبین چین جبین محفل مین ہے

سوکھ کر کانٹا نکیون ہو جاؤن باغِ دہر مین | تلتی ہین بیجولوئین جو اونکی حسبِ دل مین ہے

کیا مسافر اب تلک پھینگے وطن والونکو پھر | صورتِ پردہ یہ کیون گردِ رہِ منزل مین ہے

دیکے کچھ اس پیشکش کو کرلے او منعم قبول | آبرو سی چیز کشتی کفِ سائل مین ہے

کون سے بیکس کی ہے تاراج کشتِ آرزو | جسکی غم سی دانہ ہر اک خاک بر سر گل مین ہے

گریو ہین کانٹینگے رو رکے مسافر راہ کو | اَنجو جادہ وہ بنجا یگا جو منزل مین ہے

غزل ۱۹ | غیب ان ماہر کہا اونکو جو ہین تیری رازدار
بات وہ کہدیتی ہین منہ پر جو نہان دل مین ہے | شعر ۳۴

فلک سمجھا یہ کیا برہم جو دم مین صحبت غم کی
اودا سی ہی تو رونق تہی ہمارے بزم ماتم کی

دکھاؤن گر روانی بحر اشک چشم پرنم کی
بہی مثل کف دریا سفیدی صبح ماتم کی

تقابل وس سی کیا دیکھی جو لین سیر عالم کی
مگر ہان کاسہ سر سی کم نہین تہی آبروجم کی

بیان قدرت ہو کیا اوس نخلبند باغ عالم کی
ثمر کو دی وہ لذت جسپہ ٹپکے رال شبنم کی

جنونمین داغ سے سر زیب ہے یون قد پرخم کی
نگین سے خوشنمائی جسطرح ہوتی ہی خاتم کی

تجہی ہا دلازم اس چمن مین شادی و غم کی
فراموشین ہر آتی ہین یہان انکار توام کی

کھلا جب کہ دنیا ہے جگہ ہر صدمۂ غم کی
تو دریا نے بہی دست موج سی کی مشق ماتم کی

گرانقدری کہون کیا اوس سلیمان مکرم کی
کہ بار نام نے جسکے کمر خم کی ہی خاتم کی

مجھے ہو گی کے آگے قدر کیونکر ساغرِ جم کی
کہ اک جام اسکا دکھلاتا ہے کیفیت دو عالم کی

شکایت پھر رہاتی محنتِ گلزارِ عالم کی
نظر گر باغبان کرتا عرق ریزی پہ شبنم کی

ازل سی گوش زد ہی بے ثباتی باغِ عالم کی
برنگِ گل مری تن پر قبا کیون ہو شبنم کی

دکھلایا ساقی تجھی وسعت جام مین عالم کی
کہ ٹپکی آل شیشہ کی بطرح حسن جام پر جم کی

بہار آ باغبان جوبن پہ ہے یہ باغِ عالم کی
کہ گلشن پر رگِ گل سی نظر پڑتی ہی شبنم کی

حباب آسا ہون نازک مین ہی فرطِ ضعفِ خلقت سے
بھروسا کیا ہی مٹجاونگا تحریکِ یکدم کی

یہ بیدردی کہ اس گلشن مین شبنم اسکو سمجھے ہے
چمن مین اشکِ غم سی آنکھ نرگس نے جو پرنم کی

مین ہی وہ آہو رم کردہ ہون اے صحرا
کہ جسکے سایہ کی تعقیب مین ہین طاقتین یم کی

رواں رہگذارِ دہر کی ای رہرو دیکھو
ملی فرصت نہ چلنے سے کبھی ہم کو ہی اکدم کی

جھکے کیونکر برنگِ چوبِ خشک کیدہ ہے ہر سرکش
کمر ٹوٹیگی پشت اسنی تواضع مین اگر خم کی

الٰہی کس ہم خوبی کی فرقت مین یہ حالت ہے
لگی ہے چھت پہ کو آنکھین حباب بحرِ عالم کی

نفس بے شغلی پیری مین دل بہلاتی ہین میرا
ہوا ایسی ہے کہ فرحت بخش ہوتی ہے سحر دم کی

بہ رنگِ بوئے گل نازک مزاجی مین مین ٹھہیا تھا
کہان آکے ٹھہر سکتی طبیعت سرسری ہر ہم کی

شریکِ حالِ اہلِ غم نہین کیونکر ہوا اے گلشن
جب آنسو دیکھ نرگس مین نہ تہی تو چشم نم کی

نہ دیکھو گر تو ہو کم ظرف مثلِ جامِ جم بیشک
اگر دیکھو تو گنجایش ہی مجھ مین اک عالم کی

بجز اعجازِ حسنِ بت دہن اسکو اور کیا کہیے
ثنا مین نے زیادہ ہی جو کی تو بہت کم کی

تناسب کی رعایت مجکو اسی افسانہ گو یہ ہے
حکایت گر سنون بہی مین تو لب جام کی جم کی

سیہ روزی سے اے گردون سوادِ آخرِ شب ہون
فنا ہو جاونگا دیکھی ضیا گر صبحِ ماتم کی

عرق کی قطرون سے اوس گل کے ہے موئے دعوی ہمچشمی
یہ پانی ڈہل گیا ہی ہی حسن آنکھون کا شبنم کی

یہ سہیم پھونکر رہے ہین کسکی آشنائی مین
کہ سوج آئی ہے آنکھین ہر حبابِ بحرِ عالم کی

مین وہ ہون حرم دل ہی کعبہ حق دار فانی مین
نہین ہے تاب جسکو دید غوغا عین زمزم کی

بنا ہون قدر سوزِ دل سے عکسِ برق اے گردون
تڑپ جاونگا مین بہی تہہ ہی تجلی اگر چمکی

وفورِ ضعف مین اتنا حرج بھی دلکو آفت ہے
ڈبوئیگی مری کشتی کو گہ فیضِ چشمِ پرنم کی

ندامت کچھ تو اسنی میا قیا اوس سے اوٹھائی ہے
جب آیا سامنے پیمانہ گردن شیشے نے خم کی

نہ کیونکر اے اجل بھر آنکھ میری نیند ہوتی
دمِ پیری لگی آہین بھی ہوائین تھین سحر دم کی

یہ ادنی سی صفت ہے اوس طلائی رنگ کی اونکے
پڑا جب عکسِ رخ چاندی کی تنہ نکلی طرح دمکی

کسی شکلِ چمن کے انتظارِ آمد آمد مین
سفید آنکھین ہوئی ہین قطرہ ہاے آبِ شبنم کی

مین ہی تو موجد تپلیے سوزِ جدائی تھا
زمین پر مین جو تڑپا آسمان پر برق بھی چمکی

دکھا دے اب تو اسکو اے صنم خوبی جمال اپنا
کہ جان آنکھون مین آئی ہے حبابِ بحرِ عالم کی

بجا یار ہر وقت اونے ٹھوکرون سے جب تو توڑا تہا
یہ نوبت ہو گئی مرنی پہ خود جامِ سرِ جم کی

کٹیگی عمر ہی بس مین یہ جان اپنی وہ بھچر ہے
مثالِ تار گوہی آمد و شد سینہ مین دم کی

کرین کس وقت کارِ دین و دنیا کا اہلِ عالم
نہین ملتی ہی فرصت سانس لینی سے کوئی دم کی

دکھائیگا مجھے کوئی نکوئی سانحہ گردون
کہ آنکھین تک جھپک کر رہی ہین مشقِ ماتم کی

کیی سجدے یہ طمّاعون نے زرکو دار دنیا مین ۔ گرآخر آگئی داغ جبین مین شکل درہم کی

غزل ۹۲

بنی ہین دیدہ ہا منتظر نقش قدم ماہر
زمین بھی ہی یہ شائق مہدی ہادی کے مقدم کی

شعر ۱۴۸

نقش قدم بنا نہ کہین پر جہان سے چلے ۔ سایہ چلا زمین پہ کہ ہم ناتوان سے چلے

گھٹ ٹرہکی یون زمین یہ تر خستہ جان سے چلے ۔ سینے مین جسطرح نفس ناتوان سے چلے

یون مجہہ بلا نصیب کے اشک روان سے چلے ۔ جسطرح خوف کی جا کاروان سے چلے

گر کچہہ چلی بہی چال تو یون ناتوان سے چلے ۔ اپنی جگہہ یہ صورت نبض روان سے چلے

رفتار گر فلک کی ترا نا توان سے چلے ۔ ہو طرفہ سیر ساتھہ قدم کا نشان سے چلے

مجہسا کوئی رفیق طریق آپ کو ملا ۔ سایہ صفت قدم بقدم تم جہان سے چلے

سنکے غول آئین تو جاے ملال زر ۔ ساغر چلین تو پیر مغانکی دوکان سے چلے

ہاتھا دس سے پہر جدا ہنوا شام کی طرح ۔ الکدن عصا جو لیکی تر می ناتوان سے چلے

کیونکر نہ بات باندہین کاٹو ہر ایک بات
قینچی کیطرح سی جو تمہاری زبان چلے

یون کردِ غم مین پہر گیا ہی ہمارا دل
ریتی مین جیسی ہا ہی ریگِ روان چلے

دو دست ہون جو ٹھیس شیشی مین لگ گئی
فریاد کرتے ہم سوئے پیر مغان چلے

فرقت کی شب مین یون ہے روان کہکشان چرخ
جسطرح سی کہ اژدر آتش فشان چلے

آئینہ سان سفر مین ہی نکلین نہ گھر سی ہم
گر ہم چلین تو ساتھہ ہمارا مکان چلے

بلبل وہ ہون پھڑک کی دیکہادون جو زور عشق
اوڑتا ہوا قفس کیطرف بوستان چلے

دامن سی خار اولجھہ گئے گل پاؤن پر گرے
صیاد اوجاڑنی جو مرا آشیان چلے

پھولا ہون گر ستارون بہری مانگ کہو تری
آری کیطرح سر پہ مرے کہکشان چلے

اندہیرا اہل بزم کی آنکہون مین ہو گیا
محفل سے میری آپ اگر شمع سان چلے

ہون دفن بسمل تپ ہجران جو دشت مین
جادہ ہر ایک صورت نبض روان چلے

مارا جواب دینے پہ اوسنے رقیب کو
سچ ہے کسیکا ہاتھہ کسیکی زبان چلے

اولٹی چلی خزان مین ہوا جب تو باغ کی | مثل طیور اڑتے ہوئے آشیان پہ چلے

لپٹین جو بو کی باغ سی نکلین ہوا سی | بن آئی راہزن کی جہان کاروان پہ چلے

ای داغ دل جنون مین شبیہ ہی یہ اُکی دہن | اوس ملک مین چلو ہمین سکہ جہان پہ چلے

بدگوئی رقیب سیہ رو کو کیا کرون | گر قطع ہو تو اور قلم کی زبان پہ چلے

ہم وہ حزین ہین یونتو نجانا ہوا کبھی | پھولون مین بلبلون کے سوی بوستان پہ چلے

وانہ جو تیری خال کا بھولا ہون مین کبھی | چکی کی طرح سر پہ مرے آسمان چلے

یاد آئی گل کو آمد و شد عندلیب کی | پھر کر جو آشیانکو پر آشیان پہ چلے

مثل نسیم صبح مگر آپکی ہی چال | غنچون کے پاش پاش ہوئے دل جہان پہ چلے

وہ گل چلا جو باغ کی نظارے کے لیے | طایر سمت کے طرف بوستان پہ چلے

رکھدون کبھی جو بار غم اپنا اوتار کے | جھک کر جبا زمین پہ کبھیو جوان پہ چلے

کی بعد مرگ جوشش وحشت نے کشمکش | صحرا کو ٹھوکرون سے مری استخوان پہ چلے

بلبل وہ ہون پہرون جو قفس مین گلونکا دم — اوڑ کر شمیم گل کیطرح بوستان سے چلے

یون باتین کرتے ہین دیوانے ہجر مین — جسطرح سے کہ گنگ کے منہ مین زبان چلے

وحشی وہ ہون کہ تھک کے گرے سایہ کیطرح — تن بہی جو میرے ساتھ دم امتحان سے چلے

تاثیر ضعف عالم پیری کہ دیکھنا — سایہ بہی بے عصا نہ چلا ہم جہان سے چلے

خالی کہان جو رکہی قاتل کے ہاتھ مین — تن سے نکل کے صورت تیر استخوان سے چلے

بلبل وہ ہون کہ قتل کو صیاد جب بڑھا — باہر چمن کے روتے ہوے باغبان سے چلے

پیچہلے سے سب بیٹھے ہین انتظار مین — بہکولے شفق تو جام ارغوان سے چلے

یون شوق مین ہے غم مرے دلکی طرف روان — جسطرح سے کہ طیر سوے آشیان سے چلے

دیکھا یہ انقلاب ترے لطف و قہر سے — تنکر چلے جو تیر تو جہک کے جوان سے چلے

صیاد کی تسلیون کا اعتبار کیا — کھڑکی کہلے قفس کی تو کہان سے چلے

ماہر کو قہر پیتی ہی یا ابو [illegible]

غزل ۹۳۰	جلد آئیے فشار ہوا استخوان سے چلے	شعر ۳۴

بسر طور اچھی بسر ہو گئی — گئی آبرو تو گہر ہو گئی

خجل جب نہ حرصِ بشر ہو گئی — ہوا شور پسینے مین تر ہو گئی

مرے اشک شور آئے فرقت مین کام — گیا رنگ شب جب سحر ہو گئی

یاد اونکی پھری دل مین سب مجھسے آنکھ — کہ شب بھی ادھر کی ودھر ہو گئی

فقیری قناعت کا باعث ہوئی — بُری تھی تو اچھی بسر ہو گئی

بڑھاپے مین تختہ ہی تن قبر کا — مری ٹیک کے سیدھی کمر ہو گئی

مراد دل وہ لیکر یہہ کہنے لگے — کہو بہتی ادھر کی ادھر ہو گئی

قدم رُک کے جب سر ملے خوش ہون پیر — مہم تھی جو یاد اونکی سر ہو گئی

سب اچھے رہے مر گئے جب فقیر — گدائی فقط دربدر ہو گئی

عجب رنگ مین رنگ الفت کھلا — شبِ وصل گھٹ کر جگر ہو گئی

سیہ خانہ میرا وہ تاریک ہی | شب ہجر جس مین سحر ہو گئی

مرے خشک تن سی ہوئی یہ تجل | یہ پوست پسینے مین تر ہو گئی

نہ ٹھہریگی بو غنچۂ گل مین پھر | خبر اوسکی گر مشتہر ہو گئی

وہی میری پیری ہی ای آسمان | سحر مین جو شیر و شکر ہو گئی

یہ دیوانے ہی کیا تجھے غنچہ کی بو | چلے جب تو دیوار در ہو گئی

مجھے خوف تیغ ہوس پھر نہین | یہی نان جو کر سپر ہو گئی

بلا گرد سر میرے پیاں تک پھری | کہ آخر کو دستار سر ہو گئی

تری مردمک کا پڑا جسپہ عکس | وہی دیکھنے کی سپر ہو گئی

یہ سمٹی دم ضبط سوز درون | گھٹا دود دل کی جگر ہو گئی

جوانی سے بہتر وہ پیری ہی چرخ | جو کافور زخم جگر ہو گئی

مجھین ہی رہا تیغ ابرو کا ڈر | جبھی مردمک ہی سپر ہو گئی

سوکھا یا کسی گل کی فرقت نے یہ — کہ کانٹا ہر اک شاخ تر ہو گئی

بتوں نے کرم کی جو پھیری نظر — خدائی ادھر کی ادھر ہو گئی

اوڑا شب ہجر کافور زخم جگر — کہ بیدرد سمجھے سحر ہو گئی

نہ کہنا مجھے صاحب راز عشق — جگر کو جو دل کی خبر ہو گئی

پڑی بحث جب کفر و اسلام میں — ادھر بت خدائی ادھر ہو گئی

مجسم گنہ نے یہ آخر کیا — کہ دل کی سیاہی جگر ہو گئی

بدلتے ہی کروٹ کے اے آسمان — شب وصل ادھر کی ادھر ہو گئی

دیا ساتھ مشکل میں فوراً مرا — اگر بیکسی کو خبر ہو گئی

مجھے خوف طول شب ہجر کیا — اوڑا رنگ رخ جب سحر ہو گئی

نہ اوتری فقیری کے اعجاز سے — کلاہ گدا تن پہ سر ہو گئی

مقدر کی گردش سے آخر بلا — یہ لپٹی کہ شال کمر ہو گئی

غزل ۹۴

بڑھاپے مین ما آہر نہ چل راہ جرم
ٹھہر جا کہ اب دوپہر ہوگئی

شعر ۳۶

مجکو مہمان سے مروت بھی حیا بھی آئی
جان لیکر گئی گھر مین جو قضا بھی آئی

جان لینے کا جو تہا کام قضا بھی آئی
بی ہوس پاس ہمارے نہ ہوا بھی آئی

میرے کہنے پہ ہوس کیا کہ ہوا بھی آئی
دم ذرا سا جو دیا مین نے قضا بھی آئی

وائے غفلت کہ نہ کچھ اونکو صدا بھی آئی
در کی زنجیر مری آہ ہلا بھی آئی

آج کچھ نکہت گیسوئے رسا بھی آئی
مرض عشق بڑہا جب تو دوا بھی آئی

مین جو آیا تو زمانے مین بلا بھی آئی
بزم مین شمع کی آتے ہی ہوا بھی آئی

مجکو اوس وادی پرہول مین لایا ہے جنون
قافلہ کیا نہ جہان بانگ درا بھی آئی

ہاتھ مین آئنہ و شانہ وہ لیتی ہی رہے
بگڑی لفظونکو مری آہ بنا بھی آئی

عذر رو رو کے مرا غیروں میں وہ کہتے ہین
تجھکو بگڑی کبھی بات اپنی بنا بھی آئی

مجھکو تھی بوالہوسی سے یہ جہانمین نفرت
حرص سمجھا اوسی گرپاس ہوا بھی آئی

رنگ سے وصل مین کھلا اسکی محبت کا مجھی
رنگئے دست صبا پھول اٹھا بھی آئی

بیٹھے یار ایسے ہین کوچے ترے ٹھہر کے آ بیٹھے
ٹھوکرین کھائین جو فکر شعرا کی آئی

خلوت یار مین بیگانونکا آنا کیسا
سر دھنا شمع نی گرپاس ہوا بھی آئی

اب تن زرد مین کس منھ سے دکھاؤن ونکو
زعفرانکو جو ہنساتا تھا ہنسا بھی آئی

ہیان نسیم سحری ٹھوکرین کھاتی ہی ہی
تیز دست آہ مری ونکو جگا بھی آئی

اپنی تنہائی سی مضطر یہ مرے نزع تھا مین
سہم گیا دل مرا جسو قضا بھی آئی

مین نہین اک تری گھر دور سے سب آتے ہین
سانس پھولی ہوئی تھی جبکہ ہوا بھی آئی

طاعت حق پہ نہ بگڑین یہ سمجھکر اصنام
تجھکو بھولے سے کبھی یاد خدا بھی آئی

مجھکو تعجیل اوسی جان کے لینے مین ہے دیر
لو ادا کرتی ہوئی مجھسے قضا بھی آئی

یوں ہی کیا کم تھی وہ ہاتھہ اور حنا کل پہولا
شاخ میں شاخ لگانیکو حنا بھی آئی

تھا یوہیں رنگ اسیری کا ہمیں کیا کم
ہاتھہ بند ہوا انیکو دیا ہیں حنا بھی آئی

تیز دستی یہ ہی تہیکی تھی نہ وہاں آنکھہ بھی
آہ پر دود مری سرمہ لگا بھی آئی

رغبت دل سے مری نزع میں آیا نکوئی
فرض ادا کرنیکو آئے جو قضا بھی آئی

باغ عالم یوہیں جلتا تھا تو نکے ہاتھوں
آگ میں آگ لگانیکو حنا بھی آئی

غزل ۹۵

اسقدر ہی کوئی تربت پہ نہ ٹھہرا ماہر
کچھہ اگر ہی سے ہمیں نہ ہوئے وفا بھی آئی

اشعار ۲۱

عبث جہاں میں کب زلزلے ہیں آئے ہوئے
تڑپ رہے ہیں لحد میں ترستے ہوئے

نہ پوچھو کچھہ یہ کون آتے ہیں نہائے ہوئے
یہی ہیں جنکی ہیں ہم خاک میں ملائے ہوئے

عوض میں آہ کے ہنستے ہیں منھہ بھرائے ہوئے
نئی ہیں لوگ جنازے پہ میرے آئے ہوئے

تم اہل بزم میں سے ایک کو تو دو بوسہ
فقیر بیٹھے ہیں سب آسرا لگائے ہوئے

طریق عشق میں آتی ہی یہ صدا مجکو / خطر کی راہ ہے رہرو قدم اٹھائے ہوئے

عصائے شیشہ وہ ہے ساقیا کہ زاہد کیا / سنبھل گئی ہیں شرابی بھی لڑکھڑائے ہوئے

رقیب پر ستم و ستان ہو گر تو کیا ہوگا / تری جھلکیوں نکے ہم ہیں بار اٹھائے ہوئے

ندا ہی حشر میں دستار قاضیوں کی بچائے / مغان نکے ساتھ ہیں مستی نکے غول آئے ہوئے

نہ او گلی بیان ہے کسطرح تیغ او قاتل / ہماری قتل پہ ہے آستین چڑھائے ہوئے

یہ کون لیگیا سیلوسی کیا ہوا یارب / ابھی تو دیر ہوئی تھی نہ دلکو آئے ہوئے

میں ہی نہیں ہوں تری شمع رخ کا پروانہ / چراغ شام ہی ہے تجھسے لو لگائے ہوئے

ہے شرکل اونکی دم صبح شام صلوت سے / نگاہ نیچی ہی بیٹھی ہیں سر جھکائے ہوئے

صدا یہ ہچکیوں سے دیکے مر گئے عاشق / جنازہ لاؤ وہ گھبرا رہے ہیں آئے ہوئے

وصال کا تو بھلا ذکر کیا ہے فرقت کا / وہ داغ ہے جسے چھاتی سی ہوں ہو لگائے ہوئے

بہے وہی مری آنکھوں سے اشک بن بنکر / جگر کے زخم تھے پانی جو کچھ چرائے ہوئے

اونکو عاشقونکی سچ تو ہی وہ کیا جانین
کہین ٹپے ہوے ہونگے جلے جلاے ہوے

ادہر رہی ہے گلو مین مثال آب چہری
کچہہ اس ادا سی وہ سینہ کو ہین دبائے ہوے

نشان چشم منزل کامل ہی جائے گا
چلے چلو کسی جانب کو منہ اوٹھائے ہوے

نہ پوچھو عشق نظر مین کہ کیا گذر تی ہے
تڑپ رہا ہون کلیجے پہ تیر کہائے ہوے

اوٹھین کا بوجھ نہ اونپر گرے یہ ڈرتا ہون
وہ لاش اوٹھاتے ہین او رلاش نازا وٹھائے ہوے

غزل ۹۹ — مثال ون رخ روشن ہی کسکو اے ماہر — چراغ شمس و قمر ہی ہین جھلملائے ہوے — شعر ۲۵

طپان ہون یون تری مژگان سے دل لگائے ہوے
شکار جیسے تڑپتا ہے تیر کہائے ہوے

وہی ہین پھر جنازی پہ آج آئے ہوے
ادہر جو دیکھتی ہین منہ ادہر پھرائے ہوے

ادہر ہے ایک دل زار دیکھیے کیا ہو
مژہ کی صف ہی پرا او سطرف جمائے ہوے

تمہاری زلف کو دل دیکھکر یہ کہتا ہے
یہ ابر آیا ہے بجلی کہین گرائے ہوے

گھر اونکے جا کے سنا یہ کہ دشمن یہان تھا کل
پھر اتنی کیا جو چلی آئی منہ اوٹھائے ہوئے

عقب مین اونکو لئے دل اونکے در آتا ہے
کہ جیسے فوج کو آئے کومکی دبائے ہوئے

پتا یہ کوچۂ دلدار کا ہے سائے قاصد
ہزارون بیٹھے ہین وہان دہونی رمائے ہوئے

عبث گمان بد اونپر نہین ہی ہی فرقت
کہین وہ یا نہ کہین بال مین نہائے ہوئے

مناسب آپکو بھی روز حشر ہے آنا
اودھر ہین آپکے سب خاک مین ملائے ہوئے

غضب ہے تو ہمین کہاتی ہین دیکھی کب کے
بڑھے ہین قتل کو وہ آستین چڑھائے ہوئے

ہزار حیف کہ مردہ کہین او نہین بیدرد
کبھی جو سوئین ترے ہجر کے جگائے ہوئے

گناہگار ونکو دیتی ہین غسل کیون پس مرگ
یہ آپ ہین عرق شرم مین نہائے ہوئے

دل و جگر کی تمنائین قتل ہوتی ہین
اوجڑ رہے ہین مرے گھر بسے بسائے ہوئے

ادب او بلکے دعا دے رہے ہین شیشے بھی
مغان چلی ہین جو ہر مست کو جھکائے ہوئے

دم وصال کچھ آیا جو ہے خیال ونکو
بدن ہی سرد پسینے مین ہین نہائے ہوئے

دلون مین بعد فنا بھی نگہون کی حسرتین
چراغ شعلہ نگہونکی ہین یہ بجہاے ہوے

نہ دل مین حسرتین اب ہین نہ دل ہی سینے مین
بتونکی راہ مین ہین گہر لٹائے ہوے

یہ گرم صحبت پیر مغان ہی مستون مین
شراب خانہ مین شیشی ہین جوش کہائے ہوے

اونہین سے کوئی ہماری وفا کا پوچھے حال
جو ذبح کر رہے ہین آستین چڑہائے ہوے

تقاضہ سن کا ہے الڑپنے سی راہ چلو
ادا یہ کہتی ہی چال اور بھی بتائی ہوے

علاقہ قطع نہین گو لیے وہ جاتے ہین
چلا ہے دل ہی تو پہلو مراد پائی ہوے

دلونکو دیکھ کے ناوک فگن یہ کہتے ہین
اوٹھا لو انکو نشانے یہ ہین اوڑائی ہوے

شب وصال وہ سرکا کے جیسے چپ ہوتی
تڑپ رہا ہون وہ تکیہ گلے لگائے ہوے

امید اب تری دیدار کی ہو کیا قاتل
گلے پہ تیغ بھی رکھی تو منہ پھرائے ہوے

غزل ۹۷

خفا وہ کنون سے ملی گر تو خوب اے ماہر
ملے شہید وکہین خود بہی لہو لگائی ہوے

۲۲ شعر

وحشی خجل ہین پاؤن جو گھر سی نکال کے
شیشے ہین آبلے عرق انفعال کے

بیٹھے ہین دل کو پھینک کے مشتاق چال کے
گھری قدم نکالیے گا دیکھ بھال کے

ہنگام حشر سامنی ہون ذو الجلال کے
سوچا کہان ہین پاؤن لحد سی نکال کے

وحشت مین کیا ہرن چال ہین دیکھ بھال کے
پردے پڑے ہین آنکھ پہ چشم غزال کے

اوس قبر زار مین ترے وحشی چشم ہین
جسپر چراغ بنتے ہین دیدے غزال کے

وقت جنون نہین ہی ترے قیس کا یہ جلوس
شیرون کے غول پیچھے ہین آگے غزال کے

سو دردسر اوٹھین ہو جو شیشہ و کلی ایک
پیچ ہی بلا مین پڑتی ہین جعد قبہ کوتال کے

مجرم وہ تھا کہ خوف سے تاثیر جرم کے
بھاگے ملائکہ بھی جو دوزخ مین ڈال کے

اون مدفنون مین ہین ترے وحشی بس فنا
گنبد بنی ہین جن پہ سغند غزال کے

تیر نزع جان وہ شے ہے کہ انسان کا ذکر کیا
مر مر گئے ہین شیر زبانین نکال کے

خالق جزائے خیر دے مردان عشق کو
دیدی ہے تیغ میان سے اونکو نکال کے

کیون دامِ آسمان مین نہ عالم اسیر ہو — جنکو نجوم کہتی ہین حلقی ہین جال کے

جادی نہین ہین وادیِ آسیب مین مرے — دکھلا رہے ہین کوہ زبانین نکال کے

وحشت مین تیری چشم کا جب آگیا خیال — مژگان نے پائی پاؤن کے کانٹے نکال کے

انجم ہین کب عیان شبِ فرقت مین افلاک — ذرے بلند ہین مری گردِ ملال کے

وصلت تو در کنار رہی حیف جا قلیس ابھی — مشکل ہے کوئی منہ جو دکھاوی نکال کے

نافی نہین ہین جا بکی وحشی چشم یار — دل رکھ گئے ہین قبر پہ آہو نکال کے

بی جسمیونکا جب ترے ہی آیا مجھی خیال — بن بن کے سب بگڑ گئی نقشے خیال کے

احباب بھی گئی ہین لحد بھی ہوئی ہی بند — ای ہست و اب مرے ہین جواب سوال کے

انجام کیون نہ وحشیونکی غم کا ہو خوشی — بنتی ہین خون خشک سی نافی غزال کے

کھائی ہین میرے دشتِ جنون نے جو ٹھوکرین — دو ہو گئی ہین پیچ سے سم ہر غزال کے

اشکون سے دل جو سر ہو ما ہر سمجھ یہ تو

غزل — دی ہی صراحی چمن نے شوری مین اچھال کی — شعر ۲

یوسف سے گھر چھوڑاتی ہین شہر جمال کے
بو پھیلی ہی گل کو چمن سی نکال کے

وحشت مین کیون نہ چال چلون دیکھ بہال کے
ہین آبلے بھی پاؤن کے دیدۂ غزال کے

کیونکر نہ زلزلے مین ہلین دل جبال کے
زیر زمین تڑپتی ہین طالب وصال کے

ایسے ہین قدر دان ہی ہر اک کمال کے
خود اونگلیان اوٹھاتی ہین شاید ہلال کے

آیا نہ کام مین جو کسی خوش جمال کے
پہلو تہی ہی جیتے ہین دل نکال کے

سیکش شہیدی ہی تل ہین یہ ساقیا
انگور شیشے مین عرق انفعال کے

کم تھے نہ وحشیون سے تری چشم مین یہ
کیون گرد باد رنگ ہین نکال کے

گذری ہی آج دلپہ کچھ ای تیغ غم ضرور
انداز آنسوؤن مین ہین بسمل کی چال کے

کیا تیرے رند قہقہہ زن ہین بروز حشر
دستار گرد باد قیامت اچھال کے

عشاق کے سکوت یہ کہتی ہین ای بتو
دیگا خدا جواب تمہاری سوال کے

وحشی وہ ہون کہ جسکی درازیِ دست سے
گوشے آستین کے بن گئے دامن جبال کے

رحمت خدا کی صورت سیل تڑ لگئی
کچھ یون مجھے بہا کے گئی دور ڈال کے

کیون ضبط سوز دل نکرون صورت سپند
معدوم ہونگا منہ سے مین نالہ نکال کے

ذکرِ غزال کیا تری وحشی کے دشت مین
جادے بھی رہ گئے ہین زبانین نکال کے

مجنون دل دکھے کے دفن مین اتنا وہ ہول اوٹھے
کوئی اسی لحد مین آ دیتا سنبھال کے

ہوگا ضرور قتل کوئی آج بیگناہ
خنجر وہ دیکھتے ہین کمر سی نکال کے

دیوانی کیون خزانہ وحشت نہ لوٹ لین
ہین قفل سب لٹے ہوئے چشم غزال کے

مشہور ہین وہ جادہ صحرا کے نام سے
پھاڑے ہین وحشیون نے جو دامن جبال کے

دنبالہ سرمہ کا ہو جو منظورِ چشم یار
رکھدین غزال منہ سے زبانین نکال کے

آیا مزہ کا وادیِ وحشت مین جب خیال
تلوون مین پھر چبھوئے کانٹے نکال کے

یہ عشق چشمِ یار سے وحشت مین ہین غزال
پاؤن سے داب لی ہین زبانین نکال کے

کیون ہر قدم زغند نہ وحشی ہی اب بہرن
دہنے کو غول آہوؤن کو دیدے غزال کے

غالب نہ یہان سے شوق یہان آیا ہی تا بہ عرش
پر دیکھی کوئی تو دکھادی نکال کے

پوچھی جو مجھسی قیس نی سختی راہِ عشق
پاؤن کی خار رکھدیی سر سے نکال کے

چھوڑا اسے دلکو لگی مین آیا ہون قبر مین
او جا نکلیے پاؤن کو رکھنا سنبھال کے

اک عاشقون کی بات تھی اوسکو بھی کھو دیا
موسی ملی جواب ارنی کی سوال کے

غزل ۹۹

ماہر اونہین بھی آگئی کچھ تپ جنیف سی
تڑپے مثال نبض جو طالب وصال کے

شعر ۳۰

مر گئی ہم نہ کہا اک نے قضا آتی ہی
شمع دامن مین چھپاؤ کہ ہوا آتی ہی

حالتِ جرم مین بالین پہ قضا آتی ہی
مر کے لکھو لو نگا نہ آنکھین کہ حیا آتی ہی

بخشدو دل سی اگر آہ رسا آتی ہی
ٹوٹتا ہی کوئی شیشہ تو صدا آتی ہی

کچھ نہ کچھ قیس پہ گذری ہی خبر لے لیلی
گرتی پڑتی ہوئی صحرا مین ہوا آتی ہی

بعد میرے جو نہیں کوئی عزادار مرا — قبر پر جا کے ہوا خاک اڑا آتی ہی

ہر سحر کیوں نہ چلے قافلۂ نکہت گل — جو چٹکتی ہے کلی بانگ درا آتی ہی

اونکو جب ہوتی ہی منظور نظر خود بینی — میری حیرت اونہیں آئینہ دکھا آتی ہی

نیم بسمل ترے کیا خاک سی اوٹھیں قاتل — برچھیاں یہ نگہ شوخ لگا آتی ہی

دیکھکر تجکو گنہہ ہم نے کئی تہی یارب — بند کردی کوئی آنکھیں حیا آتی ہی

جنبشیں ابرو ونکی کہتی ہیں گو تم نہ کہو — تمکو تلوار کی عاشق پہ لگا آتی ہی

ای جوانو کبھی پیروں سی نہو گستاخ — انہیں بندوں سے خدا کو بھی حیا آتی ہی

گوش دل سی مری آواز کو سنتے ہیں ملک — میری ہر دم میں پیکی جو صدا آتی ہی

غول بھاگے ہیں گریزاں ہیں بیابان کے غزال — آبلو نکو مرے کیا آنکھ دکھا آتی ہی

دل دکھو نکو نہ ستا اسکین ہی کہ او ظالم — انکی وہ آہ ہی جو عرش ہلا آتی ہی

کچھ پتہ کہلتا نہیں ای قافلۂ اشک رواں — دل دھڑکتا ہی کہ آواز درا آتی ہی

حشر مین توڑ رہی ہین ترے وحشی قبرین
نکلو نکلو کی جو کانو مین صدا آتی ہی

مرسلو نمین بھی وہم حشر پہ غل ہی تہ عرش
سب ہٹین امت محبوب خدا آتی ہی

یار و احباب سی تو قبر پہ آیا نہ کوئی
ہان اگر سی تو ذرا بوی وفا آتی ہی

کہدو اوسنی کہ خبر لین مرے دل کی جلدی
آج کچھ رونیکی پہلو سی صدا آتی ہی

نالہ حضرت مجنون کا اثر ہے ابتک
سائین سائین کی جو صحرے صدا آتی ہی

دلمین لیکر تجھی بند آنکھ جو کرتا ہون کبھی
میرے دم سی ترے سونیکی صدا آتی ہی

یاس کسطرح مرے آکے نہ دم لے قاتل
منزلون سے مری لینیکو قضا آتی ہی

زیر پا خار کو سمجھے نہ رگ گل کیون قیس
ملکی رخسار سی لیلی کی ہوا آتی ہی

قتل کرنے مین مرے ضد نکرے کیون قاتل
پاؤن پھیلاتی ہین جسوقت حنا آتی ہی

گر شہیدونکا جنازہ نہ اوٹھایا نہ سہی
لاش عشاق پہ ٹھوکر تو لگا آتی ہی

چھیڑتا ہون جو بھری بزم مین کہتے ہین یہ وہ
سچ بتادی کبھی تجکو بھی حیا آتی ہی

قتل پر میرے جو ضد ہی تو کہہ دو اوس سے
خون پانی نکہین ایک حنا آتی ہے

کوئی تو پوچھے نقاش ازل سی اتنا
دوسری شکل بھی تیری سی بنا آتی ہے

وائی ونپر کہ جو محروم ہین آوازسی ہی
لن ترانی کی تو وسی کو صدا آتی ہے

شعر ۲۳	موشگافی سی کہلا ہمپہ یہ عقدہ ماہیہ عاشقون پر اونہین زلفونکی بلا آتی ہے	غزل ۱۰۱

بنکی معشوق جو عاشق کی قضا آتی ہے
صاف خلخال کی جھنکار وسی صدا آتی ہے

مر دے جی اوٹھتی ہین زندونکی قضا آتی ہے
کس ستم کی تجھی او ترک ادا آتی ہے

توڑ کر جب دل بلبل کو صبا آتی ہے
صاف غنچے کے چٹکنے کی صدا آتی ہے

منعمو عالم فانی مین خوشی ہی معدوم
کان بجتی ہین کہ نوبت کی صدا آتی ہے

زاہدو دل مین جگہ دو نہ بتونکو کیونکر
دیکھتا ہون جنہین یاد خدا آتی ہے

نازنین نے جو اوٹھا تو اٹھا گیا اسکی
آپکو بھی تو مری لاش اوٹھا آتی ہے

کوئی اسنے کہے ویران جو دل کرتی ہین
اس مین پہ تھین بستی ہی بسا آتی ہی

برہمن چھوڑ کے کعبے کو ملا کیا تجھکو
دیر مین ہی تو نظر شان خدا آتی ہی

گل نکیون ہجر مین ہو جا مری شمع حیات
دل تڑپتا ہے تو یون جیسے ہوا آتی ہی

نا بلد مین یہ نخوشی ہی غربائی عالم
دل دھڑکتا ہے تو نوبت کی صدا آتی ہی

باغ مین دیکھکے اونکے گل رخسار کا رنگ
پھول مرجھائین نکیونکر کہ حیا آتی ہی

تجھسے بی پردہ گنہ مینے کئی تھی یارب
کیون نہ گڑ جاؤن زمین مین کہ حیا آتی ہی

وصل کا کیا مجھے اچھا نظر آئے انجام
دل جو ہنستا ہی تو رونیکی صدا آتی ہی

پیچھے ہٹجاتی ہی محمل مین اداسی لیلی
آہ جب قیس کی پردے کو اوڑا آتی ہی

پردہ گوش مین کیونکر نہ چھپاؤن ای دوست
دلمین ہی تیری جگہ دل سی صدا آتی ہی

حسن اور عشق مین پھیلا ہے لڑائی کا جو رنگ
خون سینی پہ گرانیکو حنا آتی ہی

بیوفاؤنکی قدم کیون نہ اٹھین چلنی مین
زیر پا تربت نقش کف پا آتی ہی

پردۂ دید مین کیا کام نکالا موسیٰ
اتبو کانونمین وہ مطلوب صدا آتی ہی

مجھہ گنہگار کے لاشے پہ نکیرون منھہ دیکہتے ہین
مجکو روتے ہوے لوگونکو حیا آتی ہی

آنکھین محرم ہون دیدار تو ہون موسیٰ
لن ترانی کی تو کانونمین صدا آتی ہی

کان آوازۂ وحدت سے بھری ہین جو مر
کوئی بولی مجھے تیری ہی صدا آتی ہی

لن ترانی تو کہا پر یہ ہوا کیا جانے
یہ نہ سمجھی مرے کانونمین صدا آتی ہی

غزل ۱۰۲ — اوسکی رحمت مرے عصیان کو نہ بخشے ماہر
مین غرہ یہ منھہ سے کہونگا کہ حیا آتی ہے — شعر ۴۱

آئینہ بنگئی ہی تن مین جو قدرت تیری
میری صورت مین نظر آتی ہی صورت تیری

آئینہ لیکی بھی بڑہتی نہین حیرت تیری
دیکھ تو دیکھ رہی ہی تجھی صورت تیری

چھوڑی دل کو جو بڑہا دے تو عنایت تیری
نکلی جاتی ہی مری دل ہی محبت تیری

میری وحشت ہو غضب چال ہو آفت تیری
حشر میرا ہو یہان وان ہو قیامت تیری ۱

قیس کر دی مجھی کسطرح نہ الفت تیری
دل جو مجنوں کا تو لیلی ہی محبت تیری

لیجلی ہی سوئی دوزخ جو عدالت تیری
لپٹی جاتی ہی گنہگاروں سی رحمت تیری

ہاتھ تلقین مین مجکو نہ اٹھائے کوئی
ہون تہہ خاک مین اید دست امانت تیری

دور کسطرح گنہ ہون مین سے ہوتا یارب
سرکی جاتی ہی مرے پاس سے رحمت تیری

جوش خون ہی جو چمن کو بھی ترے سوئے دمین
چھوٹ نکلی ہی ہر اک پھول سے نکہت تیری

باتین کہنی کی ہین تلقین کہانکی ای دوست
مرکے بھی پھری زبان پہ حکایت تیری

کیون لحد توڑ کی نکلین نہ گنہگار ترے
حشر مین ڈھونڈ رہی ہے انہین رحمت تیری

اب بھی آہوں سے مین برباد نکر دلکو مری
دیکھنے کی گھر ہوئی جاتی ہی محبت تیری

کونسے جرم کی یہ ربط پڑا ہا یارب
تب تڑپتا ہون چھٹ جاتی ہی صحبت تیری

وائی ناقدری مردم کہ اوسکو بھی
کھب گئی ہو مری آنکھون مین جو رنگت تیری

حشر مین آکی سوا اور کہین کیا مجرم
ہمسے وہ کر جو کی تجہسی مروت تیری

شبہہ غیبت کا کیا مین نے تو وہ کہنے لگی
ہان تری سر کی قسم کی تھی شکایت تیری

آج تو خیر مری لاش جب اوٹھی او گل
رنگ اوسے دن تجھے نہ لائی یہ نزاکت تیری

حفظِ جان عشق مین عشاق سے ہے بہت ایدو
جسکو کہدی ہے اوسے دیدو وہین امانت تیری

خلد کو چھوڑ کے مرسل نکل آئین باہر
ہاتھ چھوڑے تو مرا حشر مین رحمت تیری

کسکے دیدار کی خواہش ہی خبر لی ہے
باتون باتون مین بڑہی جاتی ہی لکنت تیری

دل مرا لینی کو اور آئین خدا کی قدرت
غیر کے ہاتھ مین دیدون وہین امانت تیری

تو جو بالین پہ ہے اتنا نہین کھلتا مجھپر
جان تن سی یہ نکلتی کہی حسرت تیری

جلوہ گر ہوکے نگاہون سے نہ کیون چھپ جاے
کچھ شرر مین نظر آتی ہی شرارت تیری

حشر مین آتے ہین اس شان سی تیرے مجرم
قہر آگے ہے پس پشت ہے رحمت تیری

یہہ سبب ہے جو تری غم کو بھی رکھتا ہون عزیز
دل جو تڑپی تو بہلتی ہی طبیعت تیری

گاہ خلین مین گہہ آنکھون مین ہین گہی دامن مین
میری اشکون سی ٹپکتی ہی شرارت تیری

دو دلی کی مجھکو ہی ہی تو یون حسرت ہے — تو ہو اک دلمین تو اک دلمین محبت تیری

عکس آئینہ مین جسطرح نظر آتا ہے — یون ہر اک دلمین اوتر آئی ہی صورت تیری

لاش ہی لاش نظر آئیگی اب مقتل مین — دیکھ اوٹھجائیگی انگشت شہادت تیری

کیون نہ فرقت مین بھی اب لطف ملین وصلت کے — دل وہ پہلو مین ہی جسمین ہی محبت تیری

آہ ہر دم کی نکلکر یہ خبر دیتی ہی — اب سمائی نہین دلمین مری حسرت تیری

دیکھتا ہون جو مین آئینہ تو وہ کہتی ہین — خوش نہو مر کے بدل جائیگی صورت تیری

دل کے جاتیکا تجھے نزع مین کیون دھڑکا ہے — جان دونگا نہ دونگا مین امانت تیری

چاک ہون گل کی گریبان تو دل غنچون کے — باغ مین جائے باہر جو نکہت تیری

لن ترانی پہ بھی تکرار کی گر ای موسی — باتین کچھ اور بھی سنوائیگی لکنت تیری

قبض کرتا ہے مری روح تو خود کر یارب — تیری ہی ہاتھ مین دونگا مین امانت تیری

شکر کر عیب لسانی بھی ہنر تھا موسی — بھولی بھولی تری باتین ہوئین لکنت تیری

بعد مردن بھی کسی طرح نہ آنکھین ہین بند
رہ گئی طالب دیدار کو حسرت تیری

جان سی ہاتھ اوٹھاتا نہ مین کیونکر اے دوست
سانس لینی مین نکلتی تھی محبت تیری

جانکنی مین مری گر کسی آتی ہی صدا
دیکھ جینی لئی جاتی ہین امانت تیری

نظم مین جو بیان تہا کیا اور بہی ہوا کیا ماہر
اور کچھ پھر بڑھ گئی جلدی مین طبیعت تیری

غزل ۱۰۳

شعر ۲

مانتی موسیٰ کیونکر لن ترانی آپکی
کہتی سمجھتی تھی زبان بیزبانی آپکی

کیون نہ ساکت ہو کہ ہی تصویر حیرانی آپکی
بند کر دیتی ہی لب شیرین بیانی آپکی

گر نہ کھینچی مصور تو نا قدردانی آپکی
ہر ادا ہی ناز پرورد جوانی آپکی

حشر کے دن بھی ہی محروم ہم دیدار سی
سنتی تھی آنکھون سے دیکھی لن ترانی آپکی

دیکھی پری نے جلوے بھی تو ہین رنگ شباب
آ گئی تصویر مین جیسی جوانی آپکی

درد دل سارا سمٹ کر آ گیا چھاتی کی جا
داغ چھالے کا جو تھا تن پر نشانی آپکی

پہنچے ہین گہر دونگی خلق آتی اگر اچھی طرح
کیون چہنی جاتی رہی آسمانی آپکی

دو ہی چیزین ہین نہین جنکا زمانی مین نظیر
موسم گل باغ کا فضل جوانی آپکی

کٹ گئی فرقت کی شب اوس طول پر اک آن مین
دل نی کچھہ باتین جو کین مجہسی زبانی آپکی

شور محشر سنکی ہوتا کسطرح مجکو عجب
کان مین میرے پڑی تھی کچھہ کہانی آپکی

کونسا انصاف ہی آئینہ رکھنا ہاتھہ سی
آپکی صورت ندیکھی نوجوانی آپکی

آجتک آنکھون سی اک عالم لگاتا ہی اوسے
مین نے قرآنمین جو رکہدی تھی نشانی آپکی

یاد رکھئے دینگے نسبت اپنی ہی اوسے
حسن کا جب عطر کھینچیگی جوانی آپکی

وائی ناقدری ہی عالم سب کہین غازہ اوسے
رنگ لائے گر زمانے مین جوانی آپکی

حسن کا جوبن ٹپک کر مجکو دیتا ہی صدا
روئیگی پیری کو میری نوجوانی آپکی

اب زمین پر پاؤن چلنی مین ہین کہل کسطرح
سـ شکو منھہ پر بھی ردائے آسمانی آپکی

وقت تلقین قبر مین ہاوے منھہ کو موڑتا
مین یہہ سمجہا کوئی کہتا ہی کہانی آپکی

کہتے یون ہم بھی ملائیں ہان ہمین ہان ہان بات مین	دل مین جب گھر ہو تو کیسی لامکانی آپکی
کان مین مُردونکی بھی جا پہنچیگی آواز پا	روکیے حد سے گذرتی ہی جوانی آپکی

غزل ۱۰۴	لہر پر سبزہ کی ماہر کی بھی پڑتی تھی نظر کیون چھپی جاتی نہ اب پوشاک دھانی آپکی	شعر ۲۱

ہر ایک دانہ انگور آب ہو جائے	خدا کی شان ہی شیشہ شراب ہو جائے
جو سوزِ دل سی مرے انقلاب ہو جائے	اولٹ پلٹ کی کلیجہ کباب ہو جائے
ہر ایک عرض پہ اونکا خطاب ہو جائے	مزا تو ہے کہ جو طول حساب ہو جائے
جو رُو نما اثر انقلاب ہو جائے	ہر ایک آئینہ چلو کا آب ہو جائے
خدا کی شان ہی انگور آب ہو جائے	ستارہ ٹوٹتی ہی آفتاب ہو جائے
بُرا ہا کاش مرا بھی ہو عکس آئینہ	رنگے جو رِیش کوئی یہان خضاب ہو جائے
کہے تو کوی وہ توڑین دل پرار مان جب	حضور آپکی بستی خراب ہو جائے

نگاہِ مست سے وہ دیکھتے ہین دریا کو
عجب نہین کہ جو پانی شراب ہو جائے

کوئی تو دیکھ کے مجکو گلی مین اونسے کہے
جو کچھ نہین تو گدا کو جواب ہو جائے

سہارا پاکی احبّا کا قبر مین بولا
ذرا تھمو کہ سوال و جواب ہو جائے

منون ہی خاک گرانی کا وقت ہی مجھپر
جو رہگیا ہو شریکِ ثواب ہو جائے

مجھے ہو طالع بیدار بختِ خفتہ ہی
کسیکی آنکھ کا گر نیم خواب ہو جائے

جھٹک جھٹک کے وہ دامن کو کیون نہ جھنجلائین
وہ رخت خاک سی میری خراب ہو جائے

ہجومِ حشر مین کہتا ہون سر جھکا کے یہ مین
کھڑا ہوا ہون مرا بھی حساب ہو جائے

پکارنے سے تمہارے نہ مر کے گر بولون
خموشی یہ مکا کبھی کے جواب ہو جائے

اسی بہانے سے بخشا گیا مین حشر کے دن
مرا حساب نہ سبکا عذاب ہو جائے

نہین خبر کہ کیئے چلکے کتنے دل پامال
بنی وہ چال زمانہ خراب ہو جائے

لحد کی راہ مین روئے تو ہین نہ مجھے احباب
کہین جنازہ نہ کشتیِ آب ہو جائے

نہ دیکھین دیکھنے والی بھی ایسی رہی جلوہ — کھلے یہ سن کہ آخر حجاب ہو جائے
کریم مجمع محشر مین شرم مار نعم ہے — علی کہین میرا حساب ہو جائے

غزل

جو تیری لاش کہ پٹ گھٹکے روین وہ ماہر
اخیر ہچکیون کا کچھہ جواب ہو جائے

شعر ۶

دشمنون کا نہ تھہ ناک اگر دل ٹھہرے — جادہ ایک ایک نفس سے نہ بسمل ٹھہرے
جو ہوا کا شکار نہیں کیا راہ کی مشکل ٹھہرے — جب چلے چشم زدنمین سر منزل ٹھہرے
مرتبہ عشق مین کیون دلکو نہ حاصل ٹھہرے — جن جو شیشی مین اتاری وہی عامل ٹھہرے
ناتوانی سی نکیون راہ مین مشکل ٹھہرے — گرد پاؤن سی جو لپٹی تو سلاسل ٹھہرے
واہ رے بخت جو اپنا ہو وہ قاتل ٹھہرے — جان نکلی جو بدن سے تو مراد دل ٹھہرے
طائر قبلہ نما جب ہوئے تو کیا دل ٹھہرے — جو سنان پر ہو علم خاک دہ بسمل ٹھہرے
دوست یا دشمن معشوق یہ بسمل ٹھہرے — بڑھ گئی شمع تو پروانون کے کچھہ دل ٹھہرے

بیٹھ گیا طول مسافت سی جو بسمل ٹھہرے
جب چلی چال تڑپکر سر منزل ٹھہرے

پھر تو آنکھونکی لگانی ہی کے قابل ٹھہرے
دل اگر کسی گردن کی حمائل ٹھہرے

ہے رہی صحرا مین کھلا قیس کا کیا دل ٹھہرے
جو بگولہ ہو وہ دیورہ منزل ٹھہرے

نہ بگولے ہون نہ دیورہ منزل ٹھہرے
کھڑکھڑا دون کسی پٹریکو تو مشکل ٹھہرے

اوس سی اور آئینہ سی رنج [illegible] ل ٹھہرے
عکس گر بیچ مین پڑینگی نہ قابل ٹھہرے

چھوڑ کر ساتھ جگر کا نہ کبھی دل ٹھہرے
ٹھہری گو ہلکو بسمل ہی ہین بسمل ٹھہرے

عنکبوت اک ہون تو کیون جینی مشکل ٹھہرے
راہ باریک پہ ہون پاؤن تو کیا دل ٹھہرے

دی جگہ دلمین تو یون غیر سب اپنی جائین
جیسی فصل تری آئینہ کی محفل ٹھہرے

خس دریا ہی آکر ساتھ ندی عاشق کا
عین دھارے مین سمجھ کر لب ساحل ٹھہرے

دھوپ مین دشت نوردیکو جو نکلی وحشی
لیکر چتر بگولے سر منزل ٹھہرے

سالک مسلک ایجاد ہون تو مکڑی کیطرح
راہین سو دل سی نکالون تو مرا دل ٹھہرے

دوست نہ دو گیا جو ہون گم دانہ بازیچی
آگ سی دل پہ چلی گر تو نہ وہ دل ٹھہرے

طائر قبلہ نما ہم نہین پہ سر میرا
تیری ہی سمت نہ پھیرے کے اگر دل ٹھہرے

طبع روشن سے غرض کیون رونق صحبت ہمین
شمع بجھ جائے تو برہم کن محفل ٹھہرے

پڑ گیا مہر کہ جب آپکے جانبازون سے
یون اوڑکے دل کہ نہ پروانہ محفل ٹھہرے

ساتھ ہو لے نہ بگولون ہی کے کیون قیس عرب
تابکی منتظر ناقہ محمل ٹھہرے

راہ تو خوب کٹی قطرہ باران کیطرح
تاک مین ملگئی جب ہم سر منزل ٹھہرے

طائر قبلہ نمائی سے سر سوزن ہو گئین
خود تڑپنے لگون سینہ مین اگر دل ٹھہرے

عشق نے مجکو بنایا ہے اک آویزہ گوش
چین سے وہ کہین بیٹھین تو مرا دل ٹھہرے

طبع روشن ہو تو ہو بزم تری وابستہ
شمع اوٹھ جائے تو محفل کی نہ محفل ٹھہرے

کونسی عشق مین آفت مری دلپر گذری
جسکی غم مین نہ کبھی آنسو نکلے و دل ٹھہرے

آتش پا صفت سے ہون کچھ ان مرا کو شیخ و مقام
تھک کے رہجاوین جہان پہ وہی منزل ٹھہرے

رشتۂ شمع سی کہتا ہے یہ شعلہ ہلکر
کھینچیے ہین دار پہ جس دن تو کیا دل ٹھہرے

آئی ہی جا مین پروانونکی رُوحِ مجنون
شمعِ فانوس مین کیون صاحبِ محمل ٹھہرے

صحبتِ لنگرِ ساعت ہون قرار آئے تو کیا
عضو بیکار رہون سارے جو مرا دل ٹھہرے

سچ تو کہتی ہین کہ سولی پہ بھی نیند آتی ہی
شمع پر سو گئے پروانے تو کچھ دل ٹھہرے

دفن صحرا مین اگر ہون تپ ہجران والے
نبض کیطرح نہ اک جادۂ منزل ٹھہرے

مثلِ رقاص ہوئے تم سوزنِ ساعت مین ہون
کیون چلو چال وہ جس سے نہ مرادل ٹھہرے

شمع کا ساتھ نہ مشکل ہین دیا وادۂ عشق
جب ہوا آئی نہ پروانہ محفل ٹھہرے

شعلۂ شمع پہ مضطر ہو نہ کیون پروانہ
جان شمع لی ہے یہ جس دل کی وہ کیا دل ٹھہرے

بیقراری سببِ بستگیِ خاطر ہے
جب گرہ کھل گئی کچھ آنسوؤنکی دل ٹھہرے

برق کہتی ہی ضیا ابر کو دیکر مجھسے
آگ لگجائے کلیجہ مین تو کچھ دل ٹھہرے

جبکہ دن مثلِ کمندِ سرِ دشمن مین سفر
اک قدم گھر مین ہے اک سر منزل ٹھہرے

ناتوان ہم ایسی ہی چیز کوئی ہین شاید
پھر ٹری ہی قافلی جب ہم پسِ منزل ٹھہرے

جنبشین ابرونکی غیرون نے دیکھین اونکی
ہم نہ تلوار لگانیکی بھی قابل ٹھہرے

کوئی قاتل مین یہ آخر کو روا رو دیکھی
پاؤن راہی مین ہے سر سرِ منزل ٹھہرے

سچ ہے آنکھون سے گری اشک تو برباد ہوئی
قافلی لٹ گئی جب چھوڑ کے منزل ٹھہرے

چشمِ عشاق کو تسکین ہو کیونکر اوبت
عرق آجائی تو بیمار کا کچھ دل ٹھہرے

تیر کی طرح ہوئی ہمکو نہ تکلیف سفر
جب چلی اپنی جگہہ سی سرِ منزل ٹھہرے

سچ ہی آنکھون نے دلِ زار کی لی جان آخر
روئین جب سر پہ تو بیمار کا کیا دل ٹھہرے

لاش پروانکی فانوس مین لون آئی ہی
جیتی جی تابوت کیا محفل ٹھہرے

گھر کے چھٹنے کا نہ انسانکو غم ہو کیونکر
نکلی پتھر سی شرر بھی تو نہ پھر دل ٹھہرے

شمعِ عکسِ رخِ روشن نے دکھائی جو کشش
جو آئینہ پروانہ محفل ٹھہرے

خس بادیہ مین حال سفر ہے اپنا
اوڑ کے پر دور گئی جب سرِ منزل ٹھہرے

صاف کر قلب تو ہو جیسے تجھی تو تجھکو
ایک آئینہ مین سو ہر دم محفل ٹھہرے

مجھ سی وحشی کا جنازہ جو اوٹھا صحرا مین
کاندھا دینی کو بگولی سر منزل ٹھہرے

کوئی ہمدرد اگر ہو تو سکون ہو شاید
روئی پہلو مین کلیجہ تو مرا دل ٹھہرے

ہمکو اونکی محبت کا طریقہ بھایا
آب شبنم سی اگر ہو نہ وہ دل ٹھہرے

مین نہ تڑپون تو زمانی مین تڑپے کوئی
چین ہر ایک کو آئے جو مرا دل ٹھہرے

صفت دانہ تسبیح ہون کیونکر ٹھہرون
چین اوس ہاتھ سی پاؤن تو مرا دل ٹھہرے

کشتی بحر ہون کیا ذکر روانی کا مری
پاؤن منزل پہ جو رکھدون تو نہ منزل ٹھہرے

جس آخر پہ ہوا عکس دم مجنون سی
محملون مین نہ کہین صاحب محمل ٹھہرے

عنکبوت اک ہون تو میرے لئے سو راہین ہین
جسطرف جاؤن وہی جادہ منزل ٹھہرے

ہون وہ شوریدہ سر آئے بھی اگر کانون تک
شور محشر مجھی آواز سلاسل ٹھہرے

مجکو پھر درد کی باتونکا مزا ملجائے
منھ مین دم بھر کو زبان نکلی اگر دل ٹھہرے

نہ پوچھیو کہ کدہر راہی مزار سے چلے
اُدہر ہی ٹہر فلک کو چلے یہ جدہر کو چار سے چلے

گلی سے یار کی یہ کہکے جان نثار چلے
صدا نہ آئی فقیر آج بیٹھکا سے چلے

گنہ کے بوجھ سے کیا کیا نہ شرمسار چلے
تھکے تو بار کے کاندہے پہ ہو سوار چلے

فنا ہوا مری آہون سے بنیان تنِ خاکی
ہوا کے زور مین جیسے کبھی غبار چلے

تم تجھ دیکھنے کے قابل رہی جو عصیان کی
کفن سے منہ کو چھپا کر گناہگار چلے

قدم کے جادے پہ یون نابلد روانہ ہین
کہ جیسے راہ کوئی طفل نی سوار چلے

نہ پوچھ ڈالتی مرکر بھی دوستون پہ
تھکے یہ نزع مین اعضا کہ ہم سوار چلے

رہِ فنا مین کئی تھی جو ہر قدم پہ گناہ
قلم کیطرح جہان سے سیاہ کار چلے

اسی حجاب و ندامت سی گڑ گئے مردے
ہمارے پاؤن نہ تھے کیا جو لیکی یار چلے

جنہون نے سر پہ چڑہایا تھا راہِ ہستی مین
وہی عزیز لحد مین ہمین لٹا کے چلے

پیی غدیر مین جب ساغرِ شرابِ ولا
مغان کی خیر ہو یہ کہکے بادہ خوار چلے

شعر ۱۵	مثال دانۂ پسا گشت دہر میں ماہر جب آپ سیا کی طرح چرخ کجمدار سے چلے	غزل ۱۰۸

فلک تہ عیش ہے ہانہ شباب باقی ہی — اس انقلاب کا بس انقلاب باقی ہی

جگر میں داغ ہیں وقتِ شباب باقی ہی — ظہورِ شام ہی اور آفتاب باقی ہی

ہمیں امید ہو عمرِ شباب باقی ہی — یہ فلک جو یہی انقلاب باقی ہی

کھلے بند ہے کا ہمیشہ عذاب باقی ہی — سیہ بلا ہی کوئی یا خضاب باقی ہی

فنا ہیں لیک یہ چشمِ پر آب باقی ہی — غضب ہے خشک ہے دریا حباب باقی ہی

وجودِ بحر جہان ہی بقدر تاب و توان — بہت ہے یہ جو کوئی دم حباب باقی ہی

کھلے بند ہے فلک کیون سدا خضاب مرا — بشر کے دل میں خیال شباب باقی ہی

ہے آبرو کی طلب گر تو کر ہنر حاصل — بقا ہی بو ہے تو قدر گلاب باقی ہی

کسو یہ چرخ سی کچھ کھولدی خضاب مرا — یہ رنگ ہے تو نشان شباب باقی ہی

نہ فیض پائیگا اس خاکدانِ سفلی سے غافل
سراب سے نہ تجھے امید آب باقی ہے

نہ ہوگا رنگ نشہ اچھی طرح سے پیری کا
کھلا ہوا ہی جو اپنا خضاب باقی ہے

نہ تن کے دیکھ ہر اک بار حسن کو غافل
یہ آب و تاب نہ تا شباب باقی ہے

فلک کی دور میں طفلی تو گنگنی رو کر
ایاب شیب وہ شباب باقی ہے

شکستہ دل ہوں محیط جہاں میں مثل حباب
خدا کی شان ہے ٹوٹا حباب باقی ہے

غزل ۱۰۹

میں لے کے نسخۂ اکسیر کیا کروں ماہر
جہاں میں خاکِ درِ بو تراب باقی ہے

شعر ۱۳

کسطرح جان آئے بدن میں نظر کبھی
لیلی نکالتی نہیں محمل سے سر کبھی

حسرت ہی دو دل بھی ہو داغ جگر کبھی
گھٹکے نہ تاک سے گل تیلہ فر کبھی

ہوتا ہے سنگ میں بھی مرض کا اثر کبھی
چنچی ہے آسیا بھی پھرا ہی جو سر کبھی

ٹھہرا ہے گھٹنے بیٹھ زمیں کیا پر جگر کبھی
ہٹتی نہیں ہے خنگ سے پیچھے سپہ کبھی

کیونکر تہِ مژہ نہ تھمین لختِ دل مرے
دم راہرو بھی لیتے ہین زیرِ شجر کبھی

نامی خراشِ غم سی نگاہین کہ ٹھیرے ہو گئین
ناکام ہون جو محو ہون زخمِ جگر کبھی

تابان کب آفتابِ قیامت ہے تیرے تئین
پھینکا تھا مین نے سینہ داغِ جگر کبھی

سیلی ہوا کی پڑتی ہی گلزارِ دہر مین
بو بھی نکالتی ہی جو غنچہ سی سر کبھی

سب بھول جائین وسعتِ صحرا حشر کو
دکھلا دون گر مین دامنِ زخمِ جگر کبھی

با آبرو کو دل کی جراحت نکیون ہو قہر
بھرتا نہین گہر کا بھی زخمِ جگر کبھی

غنچے چٹک چٹک کے یہ کہتے ہین باغ مین
مٹھی نہ بند ہو جو ہو ہاتھون مین زر کبھی

انسان کو کیون نہ ہجرِ وطن کے ملال ہون
تڑپا ہے خود شرر بھی جو چھوٹا ہی گھر کبھی

بیگانہ خود سی ہی یہ پسِ مرگ ہو گئی
ہم تک نہ آئی مرکے ہماری خبر کبھی

غزل ۱۱

باہر وہی جہان مین ہی اللہ کا فقیر
دیکھا نہ غیرِ دستِ دعا جسنے در کبھی

شعر

نہ یہ بال سخن بن سنور کے ڈھل جاتے
فلک سی برف جو گرتی نہال جل جاتے

ہماری آہ سے صنوبر کبھی جو جل جاتے
چمن سے بو کی طرح باغبان نکل جاتے

شہید تیغ پہ جرح چال چل جاتے
قدم کی راہ نپائی تو سر کے بل جاتے

نہ خون دل کی غذا آنسوؤں کو ہی افسوس
جو پرورش کوئی کرتا یتیم پل جاتے

گلاب شک سی درد دل جہان کھٹے
دوا مریض جو پاتے تو کچھ سنبھل جاتے

کسی شہید کا غم جہان میں تھی ہمرنگ
حنا کے حال پہ ہم کیوں ہاتھ مل جاتے

غزل ۱۱۱

عصا نہ ہاتھ جو پیرون کا تھامتا ماہر
وہ دوپہر تھے کہ سو بار دن میں ڈھل جاتے

شعر ۱۸

حرارت سوز غم آنسوؤں میں آشکارا ہے
عجب خمیر ہوں اہی دل جسکا ہر آنہ شرارا ہے

ترقی بخش دریا اسقدر رونا ہمارا ہے
چراغ چشم ماہی جو ہی وہ گردونکا تارا ہے

دل سوزان سے جو نکلا ہی آنسو وہ شرارا ہے
عجب آتش ہوں جس پر آب کا قطرہ بھی پارا ہے

نہ کیون بجائین گرم اگرم باتین اپنی نالی بہی
زمانہ آتشِ سوزانِ غم کا دل ہمارا ہے

وہ ساعت کون تھی جسمین ترا طالب تجھے بھولا
دمِ آخر بہی گھنگرو کی صداون سے پکارا ہے

یو ہین ہر عیب بین ہے دیدۂ عیبِ ذات بین عاجز
نگہ کو غیر ممکن جیسی آنکھون کا نظارا ہے

غزل ۱۱۲

جدا کیونکر کرون دل سے مین سوزِ غم کو ای ماہر
شرر اس آگ کا جو ہی مری آنکھون کا تارا ہے

شعر ۱۷

بیجان کریگی عشق مین اشکِ روان مجھے
لوٹیگا رہزنون کی طرح کاروان مجھے

شکوہ نہین جو ساتھ نہ لین رفتگان مجھے
اکبار بڑھ کے دیکھ تو لی کاروان مجھے

رکھیگی پھر کہین کا نہ تاب و توان مجھے
اب بھی پکار لے جرسِ کاروان مجھے

مرجاؤنگا عزیز ہی سوزِ نہان مجھے
ای چرخ پھیر دے مری دل کا دھوان مجھے

کیونکر فروغ پا کے نہ بجھتا مثالِ شمع
ناساز تھی کمال ہوا یہ جہان مجھے

ممکن نہین کہ زیست مین اہلِ عدم ملین
مین کھوج ڈھونڈنے نشان تو ملی کچھ پتہ نشان مجھے

شعر	سیدہا بنا رہی ہی کجی کمان مجھے	غزل ۱۱۳

دامن مین مجھین اشک نہ کیونکر مرے جا لگے — منزل پہ اوترتا ہے یوہین قافلہ آ کے

باعث ہین نہ پایا مین نفس میری بقا کے — وہ شمع ہون روشن جو ہوئی دامن سی ہوا کے

سرخ آندھیان بھی اوٹھی سیدرو سدا کے — اوٹھے جو بگولے کبھی خاک شہدا کے

دامان شفق گون کو نہ دھو مونھہ سی فلک تو — چھوٹینگے نہ دہبے کبھی خون شہدا کے

تکلیف عدم جانیکی جب کرتی ہی پیری — کس عجز سے کرتا ہون نہین کو ہلا کے

کسطرح تھمی دم جسد زار مین اپنے — اولجھا ہے کبھی خار بھی دامن سے ہوا کے

سیدرو جہان رنگ شفق کا وسی سمجھے — چھیٹے جو فلک تک گئی خون شہدا کے

شعر ۴۷	امید وفا جنسے پس مرگ تہی ماہر بیٹھے ہین وہی فاتحہ سے ہاتھہ اوٹھا کے	غزل ۱۱۴

آتش قدم ہون قید عجب کا مقام ہے — زنجیر اشک رہ بخشتہ موسم تمام ہے

ہم لاغرونکی دفن مین کیون اہتمام ہی
لوگونکی ایک خاک کی چٹکی کا کام ہے

میخانے مین وفا کا طریقہ جو عام ہی
شیشی کے انقلاب سی گردش مین جام ہے

ہر بار ادب سی پاؤنکا سر پر مقام ہی
کسکا سُمِ غزال کی مُہرون مین نام ہے

فاقہ کشونکی قید مین کیون اہتمام ہی
دانہ تو خود نہلین گرہ تارِ دام ہے

ایک ایک دم مین عمرِ بشر کی تمام ہی
آمد نفس کی ہی کہ اجل کا پیام ہے

اوس گرم بن مین اہلِ جنونکا مقام ہی
ایک ایک سُمِ غزال جہان مُہرِ خام ہے

بدنام وہ ہین ابرُوون سی قتلِ عام ہی
تلوار کاٹتی ہی سپاہی کا نام ہے

نہ پھر جفا ہے اور نہ وفا کا مقام ہی
بعد اپنی حسن و عشق کا قصہ تمام ہے

پیری مین پروون کونسی عضو بدنکو مین
دل مر چکا ہے آنکھ کا لبریز جام ہے

کی ہی جو وحشیون نی زد و کوبِ پاؤن سی
صحرا تمام تختۂ قرطاسِ خام ہے

تُو اوسنی دی ہی آگ جب پہ ہمیں کھُلا یہ راز
جلنی سی پختہ کار ہی دل موم خام ہے

سو جبہ یہ زبان کی بخشش نہین حضور
دیجئے جواب شمع لگن ہی کلام ہے

اللہ ری تاب و تب مرے دود آہ کی وحشیو
کالے ہرن ہین سایۂ تن تیرہ فام سے

مجھ دل جلے کی قبر کی جا کا ہی یہ پتا
ہی آگ اگر جو آنچ نہ جلے وہ مقام ہے

کہتا ہون دل کو ڈھونڈھ کے ہاتھون سی ضعف تین
پروردگار کونسا دل کا مقام ہے

پروانون کی لاش سی کہتا ہی پائے شمع
مر جٹے پٹک کے جو مرے پہ وہی کا مقام ہے

حسن بتان کا خانۂ عالم ہی ہے طلسم
ہی دور چشم مست سحر ہے نہ شام ہے

پہلو پکڑ کے ہجر مین تڑپون نہ کسطرح
اے دوست یہ گئے ہوئے دل کا مقام ہے

خورشید کیطرح ہمہ تن مین جو داغ ہون
سائے مین میرے خلق کو مشکل قیام ہے

رونق کا بھی گذر نہین تا بوت تک مرے
لاشے پہ حسرتون کا غضب اژدہام ہے

آخر شباب ہو تو کھلین کیون نہ استخوان
پچھلی پہر کو شمع لگن ہی تمام ہے

اترا ہون وہ ہان مین قافلہ والون کو چھوڑ کے
کوسون ہی بستیون سی الگ جو مقام ہے

کس کس حجاب مین نظر آیا جمال دوست
کیا حسن بے حجاب مین دیدار عام ہے

جلجائی دل زبان سی عاشق اف کرین
ارشاد و ناز کا ہے ادا کا پیام ہے

کاٹون تڑپ تڑپ کے نہ کیونکر شب فراق
مجکو خواب تیرے لیئے حرام ہے

طالب ہے نام کا تو گوارا کر انقلاب
اولٹا لکھا ہوا ہے جو مہر نگین نام ہے

نازک لبونکی لب بھی لٹیتی ہین پیار سی
دیکھیئے کبتک سر مری مٹی کا جام ہے

کھائے ہوئے ہے سم جو سینونپہ حسن بھی
لالہ رخون کا خط سیہ سبز فام ہے

مقتل مین آج دیکھیے کسکا گلا کٹے
اولٹے ہین آستین وہ چھری بی نیام ہے

عاشق مین کچھ نکچھ صفت حسن ہے ضرور
بو سبکی سونگھی ہی مری مٹی کا جام ہے

مستونکی فرق پر ہی جبھی تک کلاہ سر
جبتک کہ طاق مین سر شیشہ جام ہے

پوچھو مسافرونکی نہ کچھ بود و باش کو
غربت کی چھاونی ہی جہان وہ مقام ہے

کرتے ہین ہمکو ذبح جو وہ آستین چڑھائی
لوگون کا ٹھٹھہ لگا ہی تماشائی عام ہے

عشاق کو یہ شرعِ محبت مین حکم ہے
گر دنپہ ہو چھری تو تڑپنا حرام ہے

منزل سی اوترین چڑھ کے کعبین قافلی کے لوگ
کوسونکا جو تھکا ہی یہ اوسکا مقام ہے

آنکھون مین جان اٹکی ہی اتنی کے واسطے
میری قضا مین ایک ادا کا ہی کام ہے

شبنم سی کوئی تنگ آزردہ شمع سی
سب روتے ہین مگر مری رونیکا نام ہے

یہ سخت جان سوگئی ہین اتفاق سی
مرنے کا عاشقونپہ عبث اتہام ہے

مفلس ہو اکسی ریح نقط کیون مول لے
جز داغ پاس کوئی درم ہی نہ دام ہے

پروانون سی جب آتی ہی جلنی کی کچھ صدا
کہتا ہے جھک کے شمع کا شعلہ سلام ہے

طی کی رہِ درازِ عدم ہمنی بعد مرگ
میت مین آتی جان عجب کا مقام ہے

اتنا تو اختلاج ہو عاشق کی قلب کو
ٹھہرے وہان نہ ہاتھ جو دل کا مقام ہے

رگ رگ مین جان آتی ہی یعنی دبے ہاے دل
میری لحد پہ کون یہ محوِ خرام ہے

کس سی پکاریئگا یہ کس سی جواب دے
دل کا میری لٹی ہوئی بستی کا نام ہے

سینہ پہ میری ہاتھ بھی رکھا کبھی تو یوں | آیا وہان نہ ہاتھ جو دل کا مقام ہے

غزل ۱۱۵

ماہر بتوں کے حسن کی دنیا بھی ہی طلسم
ہی دورِ چشمِ مست سحر ہے نہ شام ہی

شعر

کعبہ مین کون ہی جاتا کہان خیر تو ہی
خود ہی کہو جا جو وہان جاکے تو پھر سیر تو ہی

جسطرف جاتے ہین واعظ وہ رہ دیر تو ہی
برہمن شیخ ادہر آج کہان خیر تو ہی

ہین حباب لبِ جو دید تو ہی سیر تو ہی
ٹوٹتے دیکھتے ہو دل تہین کچھ خیر تو ہی

رازِ دل کہتی ہو بیجا رسی کچھ خیر تو ہی
نہ سہی غیر کوئی حال مرا غیر تو ہی

مین نی گھبرا کے کہا وہ جو اچانک آئے
نے بلائے ہوے آئے ہو کدہر خیر تو ہی

ہمنے تو آکے یہان کچھ بھی نہ دیکھا واعظ
گھر مین اللہ کی بی سیر کے ایک سیر تو ہی

غزل ۱۱۶

غل ہوا واعظ نے کیا گھر کو خدا کے بھی خراب
دل جو ماہر کا شکستہ ہو تو پھر سیر تو ہے

شعر ۶

ایک ہون گر بلبل و گل عشق کی اعجاز سی
لاکھ کلیان چٹکین آواز پر پرواز سی

کسطرح کھولن یہ مین عشاق وحدت باز سی
دی تجھی کوئی صدا بھی تو تری آواز سی

نالہ بلبل ہی الفت نی نہ کھایا جواب
دی صدا گل نی شکست رنگ کی آواز سی

آفرین ای زور بازو مرحبا جذب عشق
لی اڑا کنج قفس و پر پرواز سی

ہمصفیر و بوی غنچہ کسطرح چھایا عجب
سو قفس توڑین اک زور پر پرواز سی

غزل ۱۱۱

کون یہ ماہر کہی اور نسے جو بھیرین عشق
ایک تربت پر بھی ہم چلتے اسی انداز سی

شعر ۹

فنا کا اپنے حبابونکو ہوش آتا ہے
جنازہ موج کا جب تا بدوش آتا ہے

بجھی جو فصل بہاری مین جوش آتا ہے
لہو کو رنگ گلستان کی جوش آتا ہے

رواروی کا غل تابہ گوش آتا ہے
حباب بحر مین خانہ بدوش آتا ہے

شب فراق مین مسافر اک ہی بہت
کہو غشی سی کہ رخصت ہو ہوش آتا ہے

ادہنین کو ایک نہین عذر مجہہ تک آنیمین
ادا ہی غش کی تو کرشمون سے ہی غش آتا ہی

شب فراق مین پڑ کہتا ہی کب فلک تنہا
غشی ابہی نہین جاتی کہ ہوش آتا ہی

نہین ہی کوئی جو فرقت مین پوچہنی والا
غشی سی مجکو اوٹہانیکو ہوش آتا ہی

غشی کے بعد نہ انسانکو کیون ہو یاد اجل
کہ آنکہین کہلتی ہین جسوقت ہوش آتا ہی

غزل

نہ بیکسی کی ہو حالت نہ ہو یہ ای ماہر
تری غشی کی خبر سنکے ہوش آتا ہی

شاعر

ذکر دو چشم مست یار اگر دم بہر چلے
صف گرے مستونکی صف پہ بزم مین ساغر جو چلے

قبر مین ہم آئے ارمان دلکو ویران کر چلے
شب ہوئی احباب اوٹھکر اپنی گہر چلے

اتحاد واقعی سی عشق کا دم بہر چلے
ذکر تیرا مرتے دم تیری زبان سی کر چلے

نزع مین جب موئے مژگان کا تصور کر چلے
وقت آخر اک رگ جانپر کئی نشتر چلے

ساقیا خود اوسکی مستی کا بیان ہو کسطرح
آنکہ کی گردش سی جسکی بزم مین ساغر چلے

جان بچی کا نہ آئی اس سی پوچھو قاتلو
جسکی گردن پر تمہاری نازکا خنجر چلے

جو بتونکی عشق مژگان مین ہوئی صد پارہ دل
پاؤن مین کانٹی در آئی فرق پر پتھر چلے

جادۂ شمشیر قاتل ہے وہ راہِ خوفناک
ہاتھون سی جس راہ مین پاؤن نکلی آگی پھر چلے

گر تپ فرقت مین اپنا تذکرہ کچھہ لکھون
کلک کی نبضین چھٹین ایک اک رگ مسطر چلے

کم نہین گرمی بھی کچھہ سختی سی اہل جور کی
جب فلک کا دل پسیجا خلق پر پتھر چلے

غزل ۱۱۹ — شعر ۲۹

جھک کے چل ماہر ہراک سی رہگذار دہر مین
کھائی ہے ٹھوکر اونھون نے جو اٹھاکر سر چلے

ہوش آفات سی دنیا کی نہ خود سر مین رہے
موج چاہے تو حباب اک نہ سمندر مین رہے

حرص جنمین تھی وہ تحریص تونگر مین رہے
کانین کوئی نہ پہونچے مہلو سر مین رہے

طرفہ اعجاز ہو دوران اگر سر مین رہے
سفر مین رہی پاؤن مرا گھر مین رہے

کیون ترقی نہ صدا حرص تونگر مین رہے
اور غباری ہوئی اونچی جو ہوا مین رہے

آبرو دارونکی صحبت کے بنا کا سبب ہے — یون نہ رشتہ کی جگہ ہر دل کو ہر مین رہے

مستحق جان نہ تو سائل سر گردا نکو — آسیہ کا جو بھر پیٹ تو چکر مین رہے

گر کے غبارے یہ صحرا مین صدا دیتے ہین — پست یون ہوتے ہین وہ جنکی ہوا سر مین رہے

نیند یون آئے کہ جانیکا نہ لے نام کبھی — آپکے جسم کی بو بس کے جو بستر مین رہے

شیب مین چال جوانی کا تہ و بالا ہو — پاؤن چلنے سے بھی رہ جائین تھکان سر مین رہے

جلکے غبارے یہ گرنمین صدا دیتی ہین — آگ دل مین جو لگے پھر ہوا سر مین رہے

آکے منھ تک جو پلٹجا کبھی ساغر سے — جان مستونکی کھنچے یون کہ نہ پیکر مین رہے

حسن وسعت کو اگر چھوڑکے تنگی چاہے — ساری گلشن کی شمیم ایک گل تر مین رہے

تھا مین وہ تشنہ دیدار قسم ساقی کی — سوندھی ہو جائے جو مے بھی مرے ساغر مین رہے

یون ترے فرش پہ دل اپنا پڑا رہتا ہے — پھول لپٹا ہوا جیسے کوئی بستر مین رہے

بوئے غیر آئی او دھنین قہر ہوا تھا ٹھنکے — چھپ کے پھولو نمین مرا دل نہ جو بستر مین رہے

شاق ہوتا ہی حسینونکو بھی باہم کا فراق
رنگ اوڑی گر تو نہ نکہت بھی گل تر مین رہے

ہم الگ رہکے نگاہون سے زمانی کی گرے
وہی اچھے رہے جو مجمع محشر مین رہے

عفت جیب سحر چاک کرین وحشی عشق
ہاتھ انکا بھی اگر دامن محشر مین رہے

نامہ بر دھوپ کی ہی راہ مین تکلیف نہو
تو اگر سایہ شہبال کبوتر مین رہے

آکے موجون نی حبابونکو طمانچہ مارا
اونکا انجام یہی ہے جنکی ہوا سر مین رہے

حال لکھون جو تپ ہجر کی مین حدت کا
حرکت نبض کی ایک ایک رگ مسطر مین رہے

عقل سی رنج زمانیمین پہونچتی ہین سدا
گر نہو ہوش تو کیون درد مرے سر مین رہے

مین تو کیا منھ کو اوٹھاؤن نہ کبھی تکیے بھی
بو تری بس کے کبھی گر مرے بستر مین رہے

اونکی تونے دہنمین کیا کیا نہ مکان ڈہونڈہا
اتفاقات سی شب کو جو مرے گھر مین رہے

اذن لے لے گے اگر شمع سے پروانے جلین
جس سی پیدا ہو نہین وہ حرکت سر مین رہے

اہل جوہر تو سبھی اپنی جگہ بنتی ہین
قلعی کھلجائی نہ آئینہ اگر گھر مین رہے

عدد جوہر آئینہ بہی کم ہین اونسے — جتنے ارمان دلِ پُر دردِ سکندر مین ہین
پاس والونپہ تو وہان اور ستم ہوتے ہین — لگئے دل وزیرونکے پہلونکی جگہ رہ گئے

غزل ۱۲۰ — شعر ۸

دلکی توصیف کی حاجت نہ کبہی ہو ناصر
آئنہ ایک اگر دستِ سکندر مین رہے

حرص کسطرح نہو روح جو پیکر مین رہے — تنِ انسان مین جو دم ہو ہوا سر مین رہے
کیون نہ طاقت مین بہی قلت ہو جو پیکر مین رہے — آب گہٹتا ہے مٹی کے جو ساغر مین رہے
آبرو جب ہے کہ گردش بہی مقدر مین رہے — دُردِ غلطان نہین دورانِ فلک سر مین رہے
مر کے ہر مست نہ کیون دوشِ سکندر مین رہے — روح نکلی ہوئی شیشونکی جو ساغر مین رہے
زخم کیونکر نہ ہر اک پیکرِ جوہر مین رہے — رنگ کہنچ جائے لہو کر ترے خنجر مین رہے
تشنۂ حسن ہو تو صحبتِ دلبر مین رہے — آب پر بند نہ پائی نہ گوہر مین رہے
نام باقی رہا تا حشر جو یہ گہر مین رہے — آئنے آبِ بقا جو سکندر مین رہے

تو اگر باغ میں ونکی کبھی بر میں رہے
بو ہوا میں نہ ہوا بوئی گل تر میں رہے

سب سے جھک جائے تو کیا ہوش مرے سر میں رہے
بادہ کسطرح سے الٹی ہوئی ساغر میں رہے

دلکو حسرت ہی وہ دیدہ دلبر میں رہے
نیند سا ہو نہ حیل پڑ رہا وسکے گھر میں رہے

نیند بھی نشہ ہے گردش دلبر میں رہے
بادہ بس وہ ہی جو اوسکے چشم ساغر میں رہے

دل بیتاب میں کیا عیش تھمی ای گردولت
بادہ کسطرح سے الٹی ہوئی ساغر میں رہے

عہد دولت میں ہوں گر ونکے میں اس سی غلطان
کہ تڑپنے کی نہ حسرت دل گوہر میں رہے

صفت رشتہ تسبیح جو تھی حسرت دید
ایک ہی وقت میں عاشق ترے گھر میں رہے

کون غواص سے ہے بڑے کے بیٹوں پہ شفیق
غرق ہونے پہ بھی دلجوئی گوہر میں رہے

کونسے تجھسے وہ حسین جو ہو ہمسر تجھسے
پھول بھی باغ کے دیکر ترے بستر میں رہے

چھوٹ نکلی تری آب بھی بوسے کے لیے
گر نشان ونکی لبوں کا لب ساغر میں رہے

آبرو جس سے ملی زخم بھی وہ اچھا ہے
کیوں نہ مرے کی جگہ کچھ پہ دل گوہر میں رہے

صاف دل ٹوٹنے کی آتی ہی کرتی ہے صدا
جان یون بھی کسی مست کے ساغر مین رہے

شب وصلت ہی گئی تیر گئی شامِ فراق
چاندنی پھیل کے کیون اب نہ مرے گھر مین رہے

زنگ دوڑے صفتِ مورچہ جوہر تر مین
جان بسمل کی جو دم بھر ترے خنجر مین رہے

دم مین ہو جائے فنا میری طرح سے وہ بھی
بو تری تجھسے جدا ہو کے جو بستر مین رہے

حق تو یہ ہی کہ اب آئینو نکی تقصیر نہین
دل بھی تجھ پر ہو یہ یاد سکندر مین رہے

خاک بھی کھنچتی ہی خاک کو اپنی ساقی
تہ نشین درد دیکھو مگر مری ساغر مین رہے

تام سے دل کے کنارے جو پڑا رہتا ہے
کبھی یان دل کے وہ گل بھی ترے بستر مین رہے

کھولکر دیکھ سکی منھ نہ نسیم سحری
آپ اسطرح سے لپٹی ہوئی چادر مین رہے

پتلیان جھکتی ہین یون دیکھتے ہین اُنکو وہ آنکھین
عکس جسطرح سے سرمست کا ساغر مین رہے

دشمنو نکی تنِ نازک مین نشان پڑتے ہین
حکم ہے پھول نہ کوئی مری بستر مین رہے

دو دلو نمین جو ترا حسن جدائی ڈالے
بو ہوا مین نہ ہوا بوئی گل تر مین رہے

اونکا خط دیکھ یہ قاصد کو دعا دیتے ہین
تو سدا سایۂ شہبال کبوتر مین رہے

آئی غنچونکی چٹکنی سی صدا نغمون کی
روح بلبل کی جو بو ہوکے گل تر مین رہے

اور پیچ پیچ اونکے زمانیکی دکھائی کیا
مدتون آنکھوئین پر [illegible] مین رہے

نہ یہ غل ہو نہ یہ شغل ہو نہ یہ فریاد مین
اک ترا ہاتھ نہ گر دامن محشر مین رہے

غم دی تنہا تجھے گردون کہی تنہا ہو تجھے
عکس داغون کا مری گرد لا اختر مین رہے

رہگئے آنکھوں مین اشارونکا وہ کرنا سکھی
تا ہم چین ہوا جب دل مضطر مین رہے

وہ لئے بیٹھے ہون جسکو لئے گھر مین قینچی
نامہ پہلی سی وہ منقار کبوتر مین رہے

وہی آشوب جہان تھے وہی تھے فتنۂ حشر
اپنے جو یار مری ہمراہ جو محشر مین رہے

دم پرواز یہ کہتا ہے تڑپتا سایہ
ہو یہی حال اگر یاد کبوتر مین رہے

آپ کاندھے سے اگر کھینچ لے آنچل چھوڑین
بو کا اولٹا ہوا دم بھی نہ گل تر مین رہے

ڈھلکے پاس آگئے وہ ایک اک پہلو سے
دور زانو سے جو تکیے ترے بستر مین رہے

کچھ کا کچھ ہو گیا ہنگام حساب عشاق — کس سی باتین تھین کہ ہر مجمع محشر مین ہے

رنج ہر شی مین اثر اپنا دکھا دیتا ہے — عمدہ ہے کھینچے تو تشنج رگ مسطر مین ہے

قید وہ شی ہی کہ انسان تو کیا پانی بھی — بال بھر پائے جگہ گر تو نہ ساغر مین رہے

کہین مصنوع کی صانع سی چھپی ہین عیبین — آئنہ ہے پر وہ ہین کیون عہد سکندر مین رہے

ڈھونڈھتی آنکھ کسطرح ہم اوس کثرت مین — آپ کھوئے ہوئے ہم مجمع محشر مین رہے

آنکھ تو نہ لیتی رات کے سونے سے اگر — چین سی چین نہ لیٹے ہوئے بستر مین رہے

دل کو اسواسطے روکے ہے صفائے باطن — آئنہ کی نہ جگہ قالب سکندر مین رہے

قید و آزاد تھے ہم نکہت غنچہ کیطرح — آپ ہی کہئی کہ باہر رہے یا گھر مین رہے

جوہر روح جہان ہون تو جگہ کو روکین — پھیل کر آب نہ کیون اب ترے خنجر مین رہے

چلکے دیتی ہی بلندی پہ ہوائی یہ صدا — سر تراق جائے جو دنیا کی ہوا سر مین رہے

نیند آنکھونکو تری ڈھونڈھتی عالم مین پھری — چاند سا منہ ترا استور جو چادر مین رہے

آیا نے حق مین ہمارے کہا کلمہ خیر
سب کا منہ دیکھتے ہم مجمع محشر مین رہے

دیکھ بحال اوسکی ہمیشہ کی تو کہتی ہے
آئنہ قبر مین بھی دست سکندر مین رہے

مثل فانوس ہی گھر روشنی شمع ہین خود
کیا کہوں ہمکین وہ باہر رہے یا گھر مین رہے

فرط از آپ نے یون سبکو کیا جلوے سے
جسطرح چاندنی اک چاند کی ہر گھر مین رہے

کام اوسکا بھی تو ہے جنبش ابرو سے تمام
جان بسمل کی نہ کیونکر تری خنجر مین رہے

کسطرح بعد فنا حال وہ دیکھے اپنا
آئینہ جب نکو ہی قبر سکندر مین رہے

آئنہ لیکے گر آئے تو کیا کیا احسان
مین رہا آپکے گھر آپ مرے گھر مین رہے

پاس خاطر ہے نزاکت کا تری شبنم کو
پھول سوکھا ہوا کیونکر تری بستر مین رہے

بو برہنہ نکل آئی تھی بدنکی اونکے
کون پردا کرے گر چین بستر مین رہے

آئنہ سامنے رکھکر بھی کھلا کچھ نہ ہمین
اپنے گھر مین ہی یا غیر کے تم گھر مین رہے

مجلس قبر مین تنہا لیے جاتی ہے اجل
عکس کیا آئینہ قصر سکندر مین رہے

پلٹ جو دور وکی دل سی نکل گئی ہوتی
لحد پہ آپ سے ہی شمع جل گئی ہوتی

ہماری گھر میں جو آکر وہ ٹل گئی ہوتی
اندھیری رات کٹے سحر نکل گئی ہوتی

ہوا ہی گھر میں جو آہوں کی چل گئی ہوتی
ہر ایک شمع لگن بجھ کے جل گئی ہوتی

تمہاری تیغ جو دو ہاتھ چل گئی ہوتی
کجی ان ابروؤں کی سب نکل گئی ہوتی

نگاہ نے جنبش ابرو میں دل لیے کیا بنتی
ہنسی ہنسی ہی میں تلوار چل گئی ہوتی

وہ میرے عکس سے کیوں ڈر کی چھوڑتے نقاب
غضب ہوا تھا کہ صورت بدل گئی ہوتی

نہ آتے آپ جو دم کو تو اور کیا ہوتا
تڑپ تڑپ کے طبیعت سنبھل گئی ہوتی

ہزار دن آپکی ہوتیں ادائیں حسین بھی
بری بھی بات جو منھ سے نکل گئی ہوتی

بھلا ہوا کہ چھپے مجھ سے آتشین رخسار
نگاہ بال کے مانند جل گئی ہوتی

۱۵ شعر	وہ آتے نزع میں ماہر تو یہ غضب ہوتا بگڑ بگڑ کے طبیعت سنبھل گئی ہوتی	غزل ۱۲۲

حسن بھی باتو نہین کھلتا ہے تو پردا کیا ہے
دیکھین معراج کی شب چھپ کے نکلتا کیا ہے

مرتے دم آئنہ آیا ہے یہ نقشا کیا ہے
مین تو اچھا ہون ابھی آہی بگڑا کیا ہے

ہاتھ اوٹھنے کی فقط دیر ہے پردا کیا ہے
یون ہی جاتی شب معراج اب ایسا کیا ہے

یوہین مرتے ہین ہم شور نزع کا چرچا کیا ہے
تمنے دنیا کا مری جان ابھی دیکھا کیا ہے

ہم سمجھے کہ یہ عشاق مین چرچا کیا ہے
دل کسی کہتی ہین اللہ کلیجا کیا ہے

خود بھی تصویر بنے ہو یہ تماشا کیا ہے
منہ لو ترتا ہی چلا جاتا ہی نقشا کیا ہے

حال پر اپنی ہی کرتا نہین تربت مین نظر
بند آنکھون نے نجانے مری دیکھا کیا ہے

لاش بھی ساتھ نہ اوٹھے تو مرا نام نہین
درد سینے مین مری جان ابھی اوٹھا کیا ہے

دیکھکر منہ جو ہنسا مین تو یہ فرمانے لگے
جھائیون کے یہ نشان ہین تجھے سودا کیا ہے

سب کے ہمراہ جھکے دیکھے سے ہین وہ بھی
جان کا میرے نکلنا بھی تماشا کیا ہے

آج تصویر سی تصویر و ترقی ہی وہان
اپنے سے آپ کھنچے جاتے ہین نقشا کیا ہے

بند وہ کرتے ہیں ور بند نہین ہوسکتین
مرتے دم آنکھون نے یارب مری دیکھا کیا ہی

کھنچکے ابرو سے نہ کیون ناخنِ پا ملجائین
جان عاشق کا نکلنا ہے تماشا کیا ہی

جگر و دلکو تو کھوئے ہوئے گذری مدت
پھر نجانے کہ یہ سینہ مین تڑپتا کیا ہی

غزل ۱۲۳

غم سی گر خار بنی تھی نہ رگِ جان ماہر
دامنِ تارِ نفس سی تری اولجھا کیا ہی

شعر ۳۵

چرخ گونجا آہ پُرتاثیر سے
رات بولی نالۂ شبگیر سے

جب بدی کرتے تھے وہ نخچیر سے
کچھہ کمان کہتی تھی چلتی تیر سے

کلک بھی فارغ ہوا تحریر سے
ہم نہ نکلے خانۂ زنجیر سے

وحشیون نکلے عکس کی تاثیر سے
سب تو سب گھر چھٹ گئے تصویر سے

کم نہ تھی چال اونکی مجھہ نخچیر سے
دل ملے کیونکر نہ میرا تیر سے

شوخیون کا اونکی تھا یہ بھی اثر
رنگ جو اوڑ جائیگا تصویر سے

چرخ اگر میری طرح پیسے اسے
[illegible] کا ناخنِ تصویر سے

اولجھے حلقے اپنے سلجھیں کس طرح
[illegible] بھری زنجیر سے

کچھ تعجب ضیقِ دنیا سے نہیں
[illegible]

یون تری پلکون نے کی ہے دل پہ [illegible]
[illegible] تیر

دشتِ وحشت مین شرر اوڑتے تھے جب
برق دوڑی ہی مری زنجیر سے

زور دکھلایا ترے وحشی نے جب
حلقے کھل کھل کے گرے زنجیر سے

دل کے ٹکڑونکو تو چھوڑے وہ نظر
پر کہان جا سکیے اوڑکر تیر سے

حسن کی غیرت نے بدلی ونکی شکل
رنگ جب سا منے لگا تصویر سے

چھیڑتا کاغذ کو کیا دیوانہ تھا
باتین سنتا آپکی تصویر سے

کھڑکھڑا دی تیرے وحشی نی جہان
دیو بھاگے نالۂ زنجیر سے

یون شبِ فرقت تھمی ہی آہ سے
جیسے باندھین فیل کو زنجیر سے

بڑھنے نکلے اگر آتا نہین
سیکھ لیجیے اپنی ہی تصویر سے

یون مژہ پر مین لئی ہون لخت دل
آگ اوٹھائین جیسے آتشگیر سے

میری دل مین دیکھکر اونکا خدنگ
کسطرح تڑپایا تجھے ... سے

اشک آنکھون سی ٹپک نکلے تو خیر
بچے رہنا خون دامنگیر سے

ملتے ہین ہاتھون سے وہ کاغذ کو یون
آپ رہا جاتا نہین تصویر سے

آپ دکھلاتے اگر صورت اوسے
پردے اوٹھتے دیدۂ تصویر سے

میرے گھر کی راہ مین جلدی یہ کی
پھر گئے پہلے مری تقدیر سے

اونکو جب پایا نہ ماہر اسطرح
کلک لیٹی دامن تصویر سے

غزل ۱۲۴

شعر ۲۴

مرغِ تصویرِ چمن سی نہین گر ساز مجھے
رنگ اوڑتا ہوا کیون ہے پر پرواز مجھے

کہتے تھے شکل ہرن کل تو نظر باز مجھے
آج کیون تاک رہے ہین قدر انداز مجھے

مثل اسپند بھی دی دل نی نہ آواز مجھے
ایسے جلنے پہ اوس ضبط پہ ہی ناز مجھے

لن ترانی سے کھلا ناز کا بھی راز مجھے
پردا ہوتا تو سناتی نہ وہ آواز مجھے

مرضِ موت ہوا دہر مین آغاز سے مجھے
مین تو کہتا تھا دوا ہیا کی ہو ناساز مجھے

تیر کیطرح سے جاتا ہون جدہر وحشت مین
ہر درِ بستہ بھی نظر آتا ہے در باز مجھے

بخت نے میکدۂ دہر مین مثل شیشہ
سرنگون کاہ کیا گاہ سرافراز مجھے

مرغِ تصویر ہون پوچھو مری حسرت کچھ
پر تو ہین بھی مگر آتی نہین پرواز مجھے

تیر ہی مثلِ ہدف اوسنے لگایا مجھپر
کر لیا جسنے جہان مین نظر انداز مجھے

مجکو اپنے دلِ مضطر کی چمک یاد آئی
آئی بجلی کے کڑکنے کی جب آواز مجھے

چپکے چپکے شبِ فرقت مین نہ کیونکر روؤن
تیرگی ہو گئی ہی سرمہ آواز مجھے

مجکو عشاق سی نفرت ہے تو معشوق سی عشق
سوز پروانون سے ہے شمع سے ہی ساز مجھے

توڑتا ناوک سی نگہ کا نہ فرزون گر ہوتا
تیر انداز نکرتی نظر انداز مجھے

حفظ پرتا ہی معشوق ہی الفت مین ضرور — داغ دل کیون نہو اب مہر سر راز مجھی

کان ہے شور اسیری سی نہ بھر ہین میرے — اپنے اوڑنیکی بھی آتی نہین آواز مجھی

سوز الفت کے مزے کو جو کبھی مین بھولا — آئی پروانونکے جلنے کی کچھ آواز مجھی

دل وابستۂ گیسو سے مجھے یاد آتا ہے — آتی ہے رات کو جب دور کی آواز مجھی

آہ نی رعد کی سنوائی کبھی جسکو صدا — برق کے گرنیکی آئی کبھی آواز مجھی

غیر سی جو نہ کبھی تھی عدد مین کوئی شی — خاک اوڑا کر مری کرتے ہین سرافراز مجھی

دیکھتے دل سی جو کئے باغ مین مین نے نالے — آئی منہہ بند کلی سی بھی کچھ آواز مجھی

ایک نالے نے فنا مجکو کیا مثل سپند — ڈھونڈھتی کیون نہ نکلکر مری آواز مجھی

مثل چقماق کہان جاکے سر اپنے پٹکون — سنگ ملتا ہی تو وہ بھی شرر انداز مجھی

طایر بو کی طرح غیر سی بازو ہین قفس ہی — جنبش موج ہوا ہے پر پرواز مجھی

نزع مین پاؤن نہ پھیلائین رگین کیون ماہر

غزل ۱۲۵	یاد آتا ہے تری نیند کا انداز مجھے	شعر ۲۳

گھٹ گھٹ کے دل اپنا گویا ہی بھرا ہے
ذمی ہی ترے پاس شکستہ مزار ہے

تن ضعف سے جو اک تن گرد و غبار ہے
ناوک تو کیا ہوا ابھی کلیجے کے پار ہے

تن خاک ہی تو زیست کا کیا اعتبار ہے
ہر عضو ہے غبار کا نقش و نگار ہے

ناخن سے وحشیون کا بدن سب فگار ہے
زخموں کے گل کھلے ہین جنون کی بہار ہے

شکل اونکی سنگ آئنہ مین آشکار ہے
کیا حسن ہی کہ ایسے کلیجے کے پار ہے

کہتے ہین سبکے وہ کہ یہ کسکا مزار ہے
تھمتا نہین ہے یاد مین یہ دل بیقرار ہے

جوہر سے ہی منون کا کلیجہ فگار ہے
پتھر مین کس نظر کا نشان آشکار ہے

حال اپنا اپنی خاک ہی سے آشکار ہے
ظاہر ہے جی جگہ سے کلیجہ فگار ہے

نقش و نگار خاک سے صورت نما ہوں پھر
آ اے ہوا فنا کو ترا انتظار ہے

ماہی کیا ہے مجکو گھلا کر جو عشق نے
جو استخوان تن مین مرے ہے وہ خار ہے

گردش مین نرگس چشم ہے خطِ عذار پر
پامال آہوؤن سی عجب سبزہ زار ہے

آنکھون کی دل سی ہین تبادلی اور پیچ
اب وہ عمل کرین نہ کرین اختیار ہے

جھک جھک کے دل پاہون کے لگے اپنے آپ مین
تصویر سے میر قد کی جو میرا غبار ہے

ظاہر مین ڈھونڈھ کے صفتِ شمع بجھ گئے
دیکھا نہ یہ کہ پاؤنکے نیچے مزار ہے

دم بھر کو بھی نہ کوئی ٹکا آکے قبر پر
ثابت قدم جو کچھ ہے تو شمع مزار ہے

عشاق پاس آکے یہ اونکی بلا سنے
ہے ہے ہی دلکی ہائی جگر کی پکار ہے

حیران ہین غزال نکالے ہوئے زبان
سرمہ یہ کسکی آنکھ مین دنبالہ دار ہے

عکس جبین کی سبزہ و چشم پر ہے دھوپ
گوشہ نشین غزال تہ شاخسار ہے

آتی نہین ہی کان تری عدل کی صدا
ای دوست تیرے رحم کی ایسی پکار ہے

وہ خود بھی دیکھتے ہین عجب اک نگاہ سے
قد کی مرے شبیہ جو میرا غبار ہے

یارب مین کوئی شیشہ عینک بھی تو نہین
پھر کیون نظر کسیکی کلیجے کے پار ہے

عدا اپنی بعدِ مرگ بھی بھولا نہین جو مین
قد پھر بلند خاک سے میرا غبار ہے

کس کس کا حفظ اب مین کرون دستِ غبار
موجِ ہوا بھی تیغِ سر ہی کا وار ہے

ہر استخوان مُنھ کو نکالے ہے قبر سے
یارب مزار بھی کیا تنگ و تار ہے

رحمت سے دور ہون تو کرون ترکِ معصیت
یون بھی تو مشکل ای مرے پروردگار ہے

کیا اونکی آنچلون سے اوڑی ہی ہماری خاک
پھر کیا ہے کیون ہوا پہ ہمارا غبار ہے

دوزخ جو تیرے پاس ہو راضی ہون اوس مین
ای دوست تیرا بُعد غضب ناگوار ہے

پست و بلندِ دہر ہے راہِ عدم مین بھی
تابوت کا چڑھاؤ لحد کا اوتار ہے

سینہ سی ہاتھ اوٹھا کے یہ کہتے ہین طعن سے
تھمتا نہین ہے ہاتھ یہ دل بیقرار ہے

ای دوست وا ہے اذن تو مین باریاب ہون
وہ تیری بارگاہ یہ میرا غبار ہے

صد شکر عکسِ آئینہ بھی سبزہ رنگ ہے
اونکے لیے بھی اونکی نظر زہر دار ہے

جاتا جہان تھا حشر سی جنکو وہ جا چکے
اب مجکو حکم کیا مرے پروردگار ہے

غزل ۱۲۶ | رحمت کے اعتماد پہ ماہر کیے گناہ
اب عفو وہ کرے نہ کرے اختیار ہے | شعر

چلے وہاں نہ قدم کے جہاں نشان ہوے
عجب نعمت جگر سے اپنے امتحان ہوے

تمام دہر الست میں قبول ہاں ہوے
بڑھے یہ حسن کی آخر خلق نشان ہوے

اوسی چہن میں جہاں زلف کی کمان ہوے
ہمارے دل کی جو گرمی سے نشان ہوے

بس اب فنا جہاں سب کو تری ہیاں ہوے
کھلیں حباب کی آنکھیں گلو نگوں کا ہوے

جہاں کے حسن فنا ہوا ونکی جان ہوے
جوانی چھین کے لوگوں کی وہ جوان ہوے

جہاں پہ بیٹھ گئے گرد غم زمین بنی
اوڑے جو ہوش سر سے آسمان ہوے

غزل ۱۲۷ | یہاں تلک تو تواضع پہ جان دی ماہر
کہ حضرت ملک الموت میہمان ہوے | شعر ۶۰

دل وہاں پاؤں نقش کف پا ہوتا ہے
آرزو دیکھ نکلکر کہ یہ کیا ہوتا ہے

دل لعل میں ہو تو باتونکا مزا ہوتا ہے
دل کا بس آ لگی ہی کچھ خوب گلا ہوتا ہے

پھر کیوں تارک طاعت خدا ہوتا ہے
دم آخر تو شیشہ جھکا ہوتا ہے

دنکو ہوتا ہے تو پھر شب کو کیا ہوتا ہے
تجھ سے سایہ بھی تو پھر پھر کے جدا ہوتا ہے

حشر میں ہوتا ہے جو کچھ وہ بجا ہوتا ہے
آپ آجائیں تو پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے

شمعسان پست جو ہوتا ہے تو کیا ہوتا ہے
سر مع جسم نشان کف پا ہوتا ہے

کیا بشر نزع میں بھی محو خطا ہوتا ہے
سر پہ جو تیغ کی جا ناخن پا ہوتا ہے

ہے یہ کچھ اور جو پامال ادا ہوتا ہے
دل تو سنتے تھے کلیجی سی لگا ہوتا ہے

دل مرا راہ بتان میں جو فنا ہوتا ہے
سبب ہمت مردان خدا ہوتا ہے

ایک تو ہے میں تو خوش تیرا گدا ہوتا ہے
خیر کر خیر سے دنیا میں بھلا ہوتا ہے

لڑنے وہ آتے ہیں دل مجھسے خفا ہوتا ہے
چھوٹ ابیس کی ہی یہان دیکھیے کیا ہوتا ہے

ہم تو ہم وصل میں وصلی کے یہ کیا ہوتا ہے
دہی کاغذ ہے جو چھٹ چکی جدا ہوتا ہے

ای اجل پاس مرے رہ کے یہ کیا ہوتا ہے
دم وہ لیتا ہے مسافر جو تھکا ہوتا ہے

سیکھے ہاتھ کا کمان پر سہم ادا ہوتا ہے
ایک دل ہی ہے کہ مرتا ہے تو کیا ہوتا ہے

کہدو افسوسے جو دم مرگ اور ہاتے ہین پروا
مجھسے پردہ کین محبت کے یہ کیا ہوتا ہے

حسن اور عشق مین جب معرکہ پڑتا ہی کبھی
بت ادھر ہوتے ہین اس سمت خدا ہوتا ہے

سرسی ہوتا ہون سبکدوش الٰہی شکر
تیغ کا حق مری گردن سے ادا ہوتا ہے

مہربان چین جبین کو مری رہنے دیجیے
کہین مٹتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

آئے کیون رو نکلی آواز نہ پہلو سی مجھے
دل مرا جان کلیجے سے جدا ہوتا ہے

واہ رے سن دم نزع یہ فرماتے ہین
آج کیا درد کلیجے مین سوا ہوتا ہے

ہر کلی سی نکل آئی ہی تڑپکے نگہت
کہین قیدی قفس کی بھی رہا ہوتا ہے

مرتے دم سر پہ ردا ڈالتے ہو سر کو کبھی
نزع والے کا کہین منھ بھی چھپا ہوتا ہے

پاؤن کیا میری ہی بیٹھے رہین وقت آخر
قدم شمع بھی کچھ حد سے بڑھا ہوتا ہے

شررِ برق کو رد کرے نہ کوئی پارے کو
میرے دم بھر کے تڑپ لینے مین کیا ہوتا ہے

چوم لیتا ہون جو سوتے مین کفِ نازک کو
اوسی بوسے کا نشان دُزدِ حنا ہوتا ہے

سب اسیرانِ قفس دیکھکے رہجاتے ہین
ساتھ والون سے اگر کوئی رہا ہوتا ہے

اب نکلتا ہے رُکا دم کوئی تھامے مجکو
تیر اٹکا ہوا سینے سے جدا ہوتا ہے

شمع تھوڑی ہون کہ اک شب مین پگھلکر رہجاؤن
دشمنِ جان مرے سر پہ ہے تو کیا ہوتا ہے

مین بھی نادان ہون کہ بیدرد کے آگے رووُن
رات بھر شمع جو روتی ہی تو کیا ہوتا ہے

کی ہی جرات تو کیا شکوۂ تہمت بھی نہ دور
تاج دیتا ہے تو کشکول گدا ہوتا ہے

خونِ ناحق کی حسینون کو بھی ملتی ہی سزا
ہاتھ مہندی ہی کے حیلہ سے بندھا ہوتا ہے

کوئی آزردہ تو شکوے نہ سنے شیم سے تنگ
اک مرے رونے مین کیا جانئے کیا ہوتا ہے

اس طرف غیظ و غضب ہے تو ادھر صبر و رضا
معرکہ قہر کا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے

غیر ممکن ہے کہ یون جائے مرا سوزِ الم
شمع کو شعلہ فنا کرکے فنا ہوتا ہے

ہو ہی جاتی ہین مری اوسکی دکھونکی باتین
گو کہ منھ زخم کا ٹانکون سے سیا ہوتا ہے

باندھی جاتی ہی ہوا بس کے پسینے مین وہان
سچ ہے ڈر عطر کی چوری مین سوا ہوتا ہے

ہاتھ اونکی مری منھ پر مین ہٹاتا ہون نہین
وصل مین یون ہی کبھی اونسے گلا ہوتا ہے

جیت لیتا ہون مین بازی اجل مرنے کے
دم نکلجاتا ہے مشکل مین تو کیا ہوتا ہے

پہلے کچھ اور تھا دل اب تڑپنے مین کچھ اور
اس الٹ پھیر مین اللہ یہ کیا ہوتا ہے

پوچھتے پھرتے ہین ناواقف رسم ماتم
کوئی ارمان جو مر جائے تو کیا ہوتا ہے

اونگلیان ٹیک کے کیونکر نہون وہ فاتحہ خوان
ایک حضیرہ قبر شہدا ہوتا ہے

منھ مین زخمونکے بھی پانی سا بھر آتا ہے
درد مین کیا مرے اللہ مزا ہوتا ہے

دم نکلتے ہوئی دیکھا تو نیہ بولے ڈرکے
ارے تجھسے بھی تو کہدے کہ یہ کیا ہوتا ہے

نالے منھ کر کے سوے باغ گئے کیون مین نے
اتنی سی بات پہ صیاد خفا ہوتا ہے

کیون تشنج سی گونکی ہون دوہرا دم مرگ
تارے کھنچتے ہین جو مسطر کے تو کیا ہوتا ہے

قافلہ نالۂ بلبل کا وہین بستا ہے
نکہت گل کا جہان شہر بسا ہوتا ہے

سبزہ رنگونکی صحبت مین یہان زرد ہوئے
رنگ سے سم کا شیشہ بھی ہرا ہوتا ہے

صبر پڑنے سے حسینونکے یہ معلوم ہوا
تہ بہ تہ پہرے ہوئے ہین قسمت خدا ہوتا ہے

عطر کے چور کی تو فکر ہوا کرتی ہے
کوئی پوچھے کہ عرق جسم کا کیا ہوتا ہے

دم بخود کیون نہ رہون بحر مین مانند حباب
سانس لیتا ہون تو ہمدم تن سے فنا ہوتا ہے

اک مرا قتل تھا جسکا ہوا پرسان کوئی
ہاتھ بندھتے ہین جب خون حنا ہوتا ہے

بعد شاہی کے شہنشاہ بھی ہو جاتا ہے
جنہ مین بھی اثر ظل ہما ہوتا ہے

انقلابونمین بدلجاتی ہی شکل شاہی
تاج اولٹا ہے تو اک جام گدا ہوتا ہے

قفس تنگ مین بیٹھا ہون تو دم گھٹتا ہے
نالے کرتا ہون تو صیاد خفا ہوتا ہے

درد آج ہے بیچین جگر سینہ مین
کون یارب مرے پہلو سے جدا ہوتا ہے

واہ رے نخوت کے وہ سیر کو جاتے ہین تو لب
دم حبابونکا جب آنکھونمین رکا ہوتا ہے

شامیانہ ہو کہ تصویر ہو یا عطر و گلاب
جو مری قبر پہ آتا ہے کھنچا ہوتا ہے

بہی جائیگا آئینہ ہے غم سی پانی
لاکھ پتھر کا کلیجہ ہو تو کیا ہوتا ہے

چار تلواریں وہ ابرو و دم خود دیتی ہیں
دیکھیں اب آئینہ کی جان کا کیا ہوتا ہے

غزل ۱۲۸

دیکھیں پھر بھی کبھی آتا ہے یہ دن ای ماہر
قیس لیلی سی گلے ملکے جدا ہوتا ہے

شعر ۳۸

تمہاری بات تو نکلو دل سنکے کیوں ہنسا نکرے
زبان تیز تو نکلی کسی پہ کھلے خدا نکرے

حنا اگر کفِ نازک میں اونگلی جا نکرے
تو چلوؤں مرا خونِ جگر گھٹا نکرے

رضا کی ہو جو منافی وہ التجا نکرے
طلب سے ہاتھ اوٹھائے مگر دعا نکرے

نشانِ پا یہ کوئی ہی کہ جو جفا نکرے
زمین کا کوئی پیوند ہو خدا نکرے

زمین پہ گر کے یہ کہتا ہے پیر کا سایہ
ضعیف ہو تو عصا کا بھی آسرا نکرے

وہ ضعف اور وہ ٹرپکر مرا اکڑے ہونا
بٹھا دے درد یکو تو پھر اوٹھا نکرے

نکل کے سن سے یہ کہتی ہے خاک مجنوں کی
بشر جہان میں سب کچھ کرے وفا نہ کرے

لپیٹے پہ جو گرا ایک قطرہ خون کا عشق
تو اونکا ایک لہو پانی پھیر ہوا نکرے

میان چشم نہیں تل نشان یا کیونکر
ہمارے آنسوؤں میں دل کو گھیرا نکرے

وہ میری نزع میں حیران ہے کہ تو کہہ دو
اجل بھی تم ہو کہ وعدہ یہ جو وفا نکرے

شفق کے نام سے گردون کا رنگ کیوں نکلا
گر آنکھ سے مری خونِ جگر بہا نکرے

ادھر کو قیس تڑپتا ہے اوس طرف لیلیٰ
خدا ملائے جو دو دل تو پھر جدا نکرے

نہ ہم سے خاک کے تودے میں اپنا دل ڈھونڈو مت
ہمارے سامنے گریوں اگر جلا نکرے

خیالِ دل مجھے یادش بخیر آتا ہے
چراغ جل کے مری سامنے بجھا نکرے

مثال دانۂ بارودِ روئے آتش ہوں
نہ ہوش لوں نہ میں چمک درد کی اٹھا نکرے

مثالِ دست دعا گر کبھی نظر آجائے
کسی کے در پہ توجہ تیرا گدا نکرے

بنا ہوں ضعف سے اسپند مجمرِ آتش
اوٹھو نہیں خاک اگر دردِ دل اٹھا نکرے

نہ کھدین لٹکی ہوئی گر سبو بن اشارہ سے ‏ — یہ پیش قد میان مجھپر کبھی عصا نکرے

جو تھوڑی سی دیر نہ ہاتھونکو دہوئین وہ پہ اپنے — کرے وہ کام مرا خون جو حنا نکرے

چھپا دو دلین جو باتین وہ منہ پہ آجائین — کسیکا رنگ اتنا کھلی خدا نکرے

نظر لگی ہی بہت گر تو شیشہ جو بہر کی — کسیکا اتنا ہو ہلکا لہو خدا نکرے

وہ روئین نزع مین میری کوئی یہ کہہ دے — قضا پہ فرض جو ہو کسطرح ادا نکرے

حسین ہو نہ تری طرح گر تری آواز — حجاب گوشین پھر اسطرح چھپا نکرے

پڑا ہون دور میں اتنا کہ گر پڑی تہک کے — اجل جو راہ مین دم جا بجا لیا نکرے

ہماری دکھتی ہوئی لپیہ گر نہ پاؤن پڑے — قدم زمین سی ہر گام پر اوٹھا نکرے

غضب تو یہ ہوا رونے لگے وہ گھبرا کر — جگر مین درد ہماری تو اب دوا نکرے

اگر کے چپکے سی چلتی پہ تو یہ بو چھوٹی — خبر کسیکو مری لگی ہو خدا نکرے

لہو کے اشکون سی کسطرح وہی تیغ تری — وہان زخم سی بسمل اگر گلا نکرے

ہنسا ہین رونے پہ اپنے تو یہ وہ کہنے لگے
کسیکی آنکھ کا پانی ڈہلے خدا نکرے

سدا جو سنتا ہے منہ پھیر کر وہ روتا ہے
کسی حال اسیر قفس کہا نکرے

اگر کے کہتے ہین ہنسنے پہ ہاتھ تیغ کی بعد
انہین گلے سے لگا تو پھر جدا نکرے

عدم کی راہ دم نزع سی نہ طی ہوا اگر
ہر ایک رگ مری پاؤنکی یون کھنچا نکرے

نہ بوہی پھوٹے کسی پر کھلے نہ راز کوئی
کلی صبا سے اگر حال دل کہا نکرے

کچل کے پاؤنکے نیچے یہ دل نے دی آواز
چلے تمہاری طرح بھی کوئی خدا نکرے

مٹے ہوؤنکی ہوا مین یہ خاک کہتی ہے
وفا بتون سی کوئی بندہ خدا نکرے

مین دلکو روکے کلیجہ نہ تھام لون کیونکر
کسیکے مال پہ پانی پھیری خدا نکرے

جتاتے جاتے ہین احسان جو نبیدا اوڑ نیکے
گراہنا مرے دل کا کوئی سنا نکرے

غزل ۱۲۹	عدوئی جان سی کوئی تو یہ کہدی ماہر قضا سی کام وہ لے جو تری ادا نکرے	شعر ۱۰

آجتک تو نہ کبھی حشر کی نوبت آئی
صور نے پھونکدیا کیا کہ قیامت آئی

کچھ تو منعم کو بھی غیرت تہ تربت آئی
جب دفینہ کے سسکتی ہوئی دولت آئی

ضعف کیسا تھا اوٹھنیکی نوبت آئی
غش سے چونکا نہ اگر زلف کی نکہت آئی

دل دکھوں کو صفت آبلہ رقت آئی
زیر پا نقش قدم کی بھی نوبت آئی

حسن کے رعب کی آخر کو یہ نوبت آئی
اور تو اور ابھی تک نہ قیامت آئی

سات پردوں میں بھی چھپتی نہیں اچھی صورت
کھل گیا صاف کہ آنکھوں میں مروت آئی

فرقت گل میں غش آئی جو لگا بلبل کو
صحن گلشن سے تڑپتی ہوئی نکہت آئی

قبر میں ہجر کے جا گو نکو ہوا یہ معلوم
آنکھ سے لگنے بھی پائی کہ قیامت آئی

ہم تو واقف بھی نہ تھے حشر سے اس سر کی قسم
آپ آئے تو یہ سمجھے کہ قیامت آئی

غزل ۱۳۰

اپنی تسکین کرے کیوں نہ اسی سے ماہر
دل گیا جب تو یہ سمجھا کہ طبیعت آئی

شعر ۱۰

بو سہ دیتے تو دیا منھ کی رکھائی نہ گئی
صلح ہونے پہ بھی وہ اونکی لڑائی نہ گئی

گر تلون تھا تو کیون منھ کی رکھائی نہ گئی
بات بازی ہی گئی اور کج ادائی نہ گئی

ہر طرح کی یہ ہین بات او سی چھپائی نہ گئی
جیسے آئینہ کے دیدے کی صفائی نہ گئی

جنبش ابرو کی کبھی تم سی دکھائی نہ گئی
کیسے جلاد جو تلوار لگائی نہ گئی

جان اجل سی مرے مرے دمین چھپائی نہ گئی
اک ردا بھی کوئی شی تھی کہ اوڑہائی نہ گئی

دور پر چھائین رہی پاس بلائی نہ گئی
وصل کیونکر ہوا جب اصل جدائی نہ گئی

حکم دوری رہا پرچھائین بلائی نہ گئی
وصل جتنا ہوا اوتنی ہی جدائی نہ گئی

تربت کی جھکا بھی چھپائی نہ گئی
خاک ہوتے تو ہوی دلکی صفائی نہ گئی

دل وہ تھی جلنی جلائی نہ گئی شمع کبھی
اور جو بھولے سے جلائی تو بجھائی نہ گئی

سرخ ہوا شفق شام کو اپنے ہاتھون
مہندی کیون آج کف پا مین لگائی نہ گئی

نہ کھلی بال بنی ابر لحد پہ ماتا
مسکرا دینی سی بجلی بھی گرائی نہ گئی

نہ بلائے ہوئے آینکا ہوا یہ انجام
آج تک موت کسی گھر مین بلائی نہ گئی

پہنچی نظرو نکو بہانا تو وہان خوب ملا
حالت صلح جو تہی آنکھ لڑائی نہ گئی

جذب دل نے اثر اتنا تو دکھایا تہہ قبر
سبزہ ہوا وہ آئی تو ہٹائی نہ گئی

جنبش ابرو کی بھلا مجکو دکھائینگی وہ کیا
پوری تلوار کی اک جنبش لگائی نہ گئی

مٹی دیکر مجھے جاتے ہین جو جاہل سی وہ
شمع سر قبر پتنگونکی بنائی نہ گئی

وہ تو وہ ہی اپنے ہٹھین سو کے تو برہم ہون کیون
باس پھولونکی کہی ہان کچھ ادا کی نگئی

سچ تو ہے لاش پئے دفن اوٹھاتی کیونکہ
اوچ پیچ اونکو زمانیکی بتائی نہ گئی

میرا مرنا ہوا دنیا مین دوبارا مشہور
جب نے مین دل کی تڑپ نے ہی ہلائی نہ گئی

سر مرے لو دم شرہ ہو تو کہین لوگ یہ کیون
زہر مین حسن کی تلوار بجہائی نہ گئی

جنبش ابرو کی وہ آئینہ مین خود دیکھتی ہین
ہمسے دشمن کو بھی تلوار لگائی نہ گئی

ایک اپنی ہین ہون کہ اوٹھایا کیا ناز اونکا مدام
ایک وہ ہین کہ مری لاش اوٹھائی نہ گئی

مرتے جیتے جو ہین دنیا مین ہزارون لوگ
جان ہم مین تو کسی وزنہ آئی نہ گئی

ہاے کس طرح جلا کر کیے دل لوگون نے
ہمسے تو شمع بھی اسطرح جلائی نہ گئی

تم بھی اک نام کو تھی اصل تھا سب دیدہ بوجھ
لاش کمبخت تمسی مری جان اوٹھائی نہ گئی

نیچی نظرون سے حسین بھیگئی دیکھین مری جان
زہر مین آج جو تلوار بجھائی نہ گئی

سبکو تو چھیڑتے تھے ہمین نجانی کیا تھا
موت عاشق کی جو آئی تو ستائی نہ گئی

جان وہ مانگتی اور اونسی نہین ہم کرتے
موت آئی تو یہان آنکھ چرائی نہ گئی

کانٹے ہے جو دیکئے ہین اونسے نہ کوی کہتا
تم نہ آئے تو یہان لاش اوٹھائی نہ گئی

کہکے یہ روزن تربت سے مین سر کا آخر
اسطرف سے وہ سواری تو نہ آئی نہ گئی

غزل ۱۳۱	کرکے مرنیکو سوائے دل ماہر نہ سنا اک یہی تھی خبر ایسی کہ سنائی نہ گئی	شعر ۱۳

ہمین پیری مین یون چھوڑا ہماری زندگانی نے
کہ منھ ڈہانپا نقابون مین حسینونکی جوانی نے

تجلی مین دیکھا یا اپنا پرتو یار جانی سے | کیا کچھ اور سنایا کچھ صدائے لن ترانی نے

فنا مجھکو کیا یوہین مری رنگین بیانی نے | کھلایا شمع کے جسطرح تن کو گلفشانی نے

پھرین آنکھین نہ سونین بھی ہون سیدھی کبھی سے | یونہین سونا سکھایا تھا تمھین خواب جوانی نے

جھلکین گیرا و لٹی آنکھین دیکھلو سینہ کی بہی جانب | خبر لو سر اوٹھایا ہی بہت اوٹھتی جوانی نے

قدم اونکی بہی ٹھہری چلتی چلتی آگے تربت پہ | نشان کیسا مٹایا تھا ہماری بےنشانی نے

کھلین آنکھین نہ سوئین نیند بھی اونسی ہوئین پوری | بھری تھی نیند ایسی اونکی آنکھون مین جوانی نے

یہ حالت تھی کہ منہ سے بیٹھے ہو دکھا سکے ہم ہی | کلیجا رکھ دیا ہاتھون سے ملکر ناتوانی نے

وہی تھی سو اوٹھنی مین جو نکلی اشک تن نکلے | بکھرے تھی کہ ملکر موتی جو آنکھون مین جوانی نے

عصا کی بہی کمر دوہری ہوئی جاتی ہی لنگر سی | یہ ہمپر بوجھ ڈالا ہے ہماری ناتوانی نے

قبا مسکی پسینہ آگیا گرمی سی کی اُف اُف | لگایا جب گلے اچھی طرح اونکو جوانی نے

ردا سینے سی سرکی ہی خبر کچھ بہی نہین سوتے ہین | انہین بیہوش نیندون سے سر اوٹھایا جوانی نے

شعر ٩	گر زمہ ہو کبھی تنہا بنا کا جبہ اپنا ماہر نے کیا کچھ اس طرح زینت زیور جوانی نے	غزل ١٣٢

دم میں ہیں قافیے جبہ پاوات ملنے کے
نیچی نظروں ہی کچھ دیکھلے چلنے والے

پھینک دیتا ہو تجھے دیکھا ہو اب دل اپنا
روک لیتی ہیں قدم راہ کے چلنے والے

جیسی جلتا ہے اگر پردۂ خاکستر میں
چپکے چپکے یوہیں جلتے ہیں جلنے والے

ہمنے بھی دیکھ لیا آپ کے چہرہ ہی سے تجھے
اور مری قبر سے کترا کے نکلنے والے

ہنسکے رو دی ہے ہنسی دل مرا سمجھاتا ہے
پاؤں جب جانکی رکھ دیتی ہیں چلنے والے

بو ابھی دوڑ کے یہ گئی ہے مجکو خبر
عطر ملتے ہیں کلیجہ ترا ملنے والے

دلکو بھی لیلیں نہ کیوں سب کی بچا کر وہ نظر
کچھ پڑا پاکے اوٹھا لیتی ہیں چلنے والے

جگر و دل مرے مرتے ہیں مٹو نزع میں ہوں
ساتھ اکدم کے کئی دم ہیں نکلنے والے

ر	لینے آئی نہ اونھیں بوئے چمن کیوں ماہر	

غزل ۱۳۳	آج ہین سیر کو وہ گھر سی نکلنے والے	شعر ۱۲

تمہارے حسن کا رشک آشکار ہو جائے
مژہ بلائین جو لی دل نثار ہو جائے

نہ خال سی جو وہ خط مہر دار ہو جائے
تو فر حسن کبھی بی اعتبار ہو جائے

اولجھہ کے صورت زنجیر ہر نفس ٹوٹے
جنون تمہین دل جو کبھی بیقرار ہو جائے

گر آہ سرد کی تاثیر آبرو بخشے
ہر اشک چشم دُر ابدار ہو جائے

وہ ہون جو روشنی شمع پردہ فانوس
تو کیون نہ حسن کلیجے کے پار ہو جائے

وہ دل جلا ہون لحد سی اگر نکل آئے
ہر استخوان مرا شمع مزار ہو جائے

یہ دن چڑھے سے ہی ہر روز کی مراد فلک
شعاع مہر یون ہین سبکو دار ہو جائے

مین مثل بارش باران بان جو بند کرون
تو آب آب کی ہر سو پکار ہو جائے

مثال کلک مصور چلو اداسی اگر
قدم کے نقش مین نقش و نگار ہو جائے

دکھاؤن خاک کے پردے مین گر مین آتش عشق
دھوان جگر کا زمین کا بخار ہو جائے

ابھی نہ روئی مجھی کوئی گو ہوا ہون تمام	زمین کا پہلے کلیجہ فگار ہو جاے

غزل ۱۳۴	ہماری خاک کی اوٹھ بیٹھ کہتی ہے ماہر نثار راہ سپہ مشتہ غبار ہو جاے	شعر ۵۷

حسین نقط اسی تحریک سے سفر مین رہے	بدن سے یونہی جو نکلی تو یہ نہ گھر مین رہے
کسیکو یاد کیا خود سے گئے گھر مین رہے	وہین بھی دیکھ لو جو حسرت نظر مین رہے
تمام عمر یونہین چاک بھی جگر مین رہے	کہ جیسے تیغ کسو کی کمر مین رہے
رہے بھی گر تو وہ کن شعبدون سے گھر مین رہے	کہ آنکھ مین کبھی دلمین کبھی جگر مین رہے
کشش سی کیا ہوا ہر طرح میرے گھر مین رہے	نکلکے بھی صفت بوئی عطر بر مین رہے
نشان الفت ابرو نہ کیون جگر مین رہے	وہی ہے تیغ سپاہی کی جو کمر مین رہے
بصورت گل بازی ادھر اودھر مین رہے	ہمین تھے وہ نہ سفر مین رہے نہ گھر مین رہے
مثال آئینہ صورت نما جگر مین رہے	حضور سے ٹلکے بھی بیٹھے تو میرے بر مین رہے

چراغ خانہ جو ہو کسطرح سفر مین رہے — بڑھی بھی ہم تو کچھ اسطرح سی گھر مین رہے

مثال شیشۂ تصویر دل جگر مین رہے — کھنچے ہزار مگر ہر طرح وہ بر مین رہے

شفق کے نام سی چشم فلک مین خون آوے — لہو کی بوند جو میری دل و جگر مین رہے

خوشی یہی ہی تو بہتر ہے ہتکڑی ہی سہی — مگر وہ ہاتھ ہین یہ شیشکو جو کمر مین رہے

اسیطرح سی گھر بیٹھے دل جلاتے ہین — کہ جسطرح سی نکلکر دھوان اگر مین رہے

نکل چلی جو وہ دل سی تو دل بھی پیچھے تہا — سفر مین گھر بھی ہا وہ اگر سفر مین رہے

یہ بات سوچ کے پر قینچ مجکو کر صیاد — چمن چھٹا تو کلی بھی میرے پر مین رہے

قیامت آتی ہوئی نصف راہ سے کہجائے — اوسی ادا سے اگر تیغ اس کمر مین رہے

مثال بحر روان عمر بی سکون گذری — کھلا نہ یہ کہ رہے گھر مین یا سفر مین رہے

کسی کے بالون کے سنبل کے پیچ کیا ملتے — بچے جو زلف سے کچھ بل وہی کمر مین رہے

لحد مین گرد دل سودا زدہ کو ہوا اولجھن — نفس کیطرح سی گھٹ گھٹکی بو اگر مین رہے

یہ اڑ پڑینگے اشارے سے مڑ کے کتنے ہین بال
نہ جسکی حد ہو وہ سودا ے زلف سر مین رہے

قفس مین لیکی نہ کیون آئین چھوٹ سے کلیان
نشان باغ کا کچھ کچھ تو بال و پر مین رہے

کہو یہ چاندنی سے یون نہ آسکیگی کبھی
مثال فرش جو تہ ہو تو میری گھر مین رہے

جھپک جھپک کے بلا مین نہ لے مژہ کیونکر
وہ نیند ہے جو تری چشم بد نظر مین رہے

مجال تھی کہ سوا اسکے کوئی چھو سکتا
وہ دست زلف تھے جو بال سے کمر مین رہے

دکھا کے آنکھونکو جلوہ کسطرح چھپ جائے
شرارت اونکی نہ دم بھر کو گر شرر مین رہے

شب شباب کٹی خوف روز پیری مین
تمام رات ہم اندیشہ سحر مین رہے

بنا دے قطرہ آب روان جو بخت مجھے
روان وطن مین ہون اور سکون سفر مین رہے

یہ حال نازکیون سے اب انکا ہو نچا ہے
سے چلے جو دل سے ٹہلتے ہوئی جگر مین رہے

مین نظارہ چشم سیہ سے جائی عجب
مثال میل جو سرمہ مری نظر مین رہے

ہماری سوز جگر سے اگر نہو خجلت
چھپا کے منہ کو نہ آتش کبھی اگر مین رہے

دبا دبا کے یہ سر کو لحد مین کہتا ہون
چلے ہین وہ نہ دھمک اس طرح کی سر مین رہے

شب وصال اگر جا کے صبح فرقت ہو
تمام عمر چمک سی مری جگر مین رہے

ستارہ سحری تو ادا ناکی ہی مثال ہے جب
ادا جہاز کی طرح ہر سحر مین رہے

حضور اور رونگی رونے پہ اتنا کہتا ہون
یہ میری سوکھی ہوئی آنکھ بھی نظر مین رہے

مثال آبلہ ادنی سے دکھ سی دکھ ہو مجھے
سدا یہ پاؤن ہی کانٹا کھٹک سی مین رہے

تڑپ کے جان دی شعلہ جو کر مرے آگے
شرر کی طرح چمک سی مرے جگر مین رہے

حیا نے وصل کی حسرت نہونے دی پوری
وہ آدھے ہو گئے جب آ کے میری گھر مین رہے

مین رکھ کے دل کو تہ فرش جب چلا آیا
تمام رات وہ زانو بدلتے گھر مین رہے

عزیز و دوست پہ کیا یہ بھی تفرقہ دیکھا
سفر مین جائین مسافر تو جان گھر مین رہے

دیکھا کے شمع یہ کہتا ہون ہنسی والون سے
یوہین جو دل کو جلائے وہ میرے گھر مین رہے

نہ ترک ہو رہِ مقصد مین ہی دب نہ مجھسے
صدا کی طرح پس و پیش رہگذر مین رہے

فقط تھی جان ہی سے قدر اس جلے دل کی
جو بو ہی شے بھی نکلجائے خاک اگر مین رہے

ملا ہے دل ہی اگر دل تو ہو کبھی یہ بھی
ٹہر پاؤن آنکھون آنکھین نظر مین رہے

ہماری ہاتھ بہت بڑھ گئے تھے ہجر کی شب
نشان چاک گریبان نکیون سحر مین رہے

نکل چلے کبھی جوش اٹھ کے گرادمین لینے
خبر وہ پائی کہ یہان در کے پاؤن در پہ رہے

وہ کیا چراغ مرے دلکو منہ کے بل آئے
جو خون نچھے ہوئے تیور سے میر گھر مین رہے

نہ خواب ناز مین کیون نیم باز رہ جائے
جہان کی نیند جو اوس چشم نیم بنظر مین رہے

یہ سر کو کھینچ کے کہتی ہے دشت مین وحشت
جو پاؤن توڑ کے نکلے تو خار سر مین رہے

نہ تاب آئی بدن سی نکل کھڑی ہوئی جان
تڑپ تڑپ کے جب ارمان مر جگر مین رہے

ہراس فوج سی افسر کو کیون ہراس ہو
قدم نفس کا جو اوکھڑے نہ دم جگر مین رہے

ہزارون منزل مقصد پہ سیکڑون پہونچے
تمام عمر ہمین تھے کہ رہگذر مین رہے

اوٹھائے منہ کو تو جاتے ہین قافلے والے
تھکے ہوؤنکی بھی حالت ذرا نظر مین رہے

مثالِ خانۂ تصویر جا کی گھر نہین
تو دیکھی کچھ بھی پڑے گر آکر تو چپکے گھر مین رہے

حضورِ حسن محبت بھی ہی طلسم کوئی
مقیمِ تو دامنِ ہستی مین یک نگر مین رہے

نزاکتِ بہین یہ تحریک ہو گئی آفت
دہن سے بات جو نکلی تو وہ نگر مین رہے

چھڑا کے قید سی لائی تو ہے مجھے طاقت
مگر جو پر تھے اوجھک قفس کے در مین رہے

قدم سی آئی تو خانہ غریب خانہ ہو
وہ ایک بھی ہون آ بستی تمام گھر مین رہے

تمہاری حسن نی ہرجائی کر دیا تمکو
ادہر تو آ دیکھتے اودھر ہر جگہ نظر مین رہے

نجانے گھر سے وہ کیونکہ نکل گئی ہی آج
چلے بچھڑ سے اٹھی لپٹ کے بستر مین رہے

نہ جان نے بھی جگہ قبرِ تنگ مین پائی
ہمین بھی وہ کہ قیامت تک ایسے گھر مین رہے

کہین نہ راہ مین نیچی قدم کے آجائے
گرہ مین جو ہے اس آنچل کے وہ نظر مین رہے

جو عکس آئینہ کیطرح آتے جاتے ہین
اب اونکے واسطے کس شوخ کی روک گھر مین رہے

کتاب کھنچکی شکنجے مین کہتی ہی سب سے
گذر پر آئے تو اسطرح سے بھی گھر مین رہے

بچا نہ دل نہ رہی جان نہ جگر چھوڑا
اوجاڑ کر مجھے آباد اپنے گھر میں رہے

ہوں مرغ قبلہ نما کون ہو مرا مہمان
مری طرح سے جو تڑپے وہ میرے گھر میں رہے

وہ عکس آئینہ بنکر مرے ہوئے مہمان
چھٹے حباب ہی سے جو دیکھی تو غیر گھر میں رہے

مثال تار کھنچے جنتری میں کیا سرکش
خمیدہ قد ہوا اتنا کہ پھر نہ گھر میں رہے

سلامتی سے ہیں غربت پسند ایسے آپ
رہے نہ گھر میں کبھی باہر رہے تو بر میں رہے

حضور آئینہ میں دیکھئے کچھ اور بھی تو
وہ آپ ہیں کہ جو پتھر کے بھی جگر میں رہے

مثال ساکن کشتی مجھے یہ حیرت ہے
قدم جو گھر میں میں رکھدوں تو گھر سفر میں رہے

یہ سر میں توڑ کے کہتا ہے خار خانۂ جنون
قدم کا خار قدم میں تو سر کا سر میں رہے

دم حساب نجانے کہ کیا کا ہو گیا کیا
یہاں یہ حشر ہوا آب اودھر اودھر میں رہے

نفس کے سینہ ویران سے جب قدم اکھڑے
کہا یہ دل نے ہمیں تھی کہ اسی گھر میں رہے

بھرا ہوا ہی یہ ہیں مجھ سی خانۂ ویران
کہ جیسی ایک اداسی تمام گھر میں رہے

غزل ۱۳۵	کچھہ اسطرح سے بجھا ہے دل اندنون ماہر مجال کیا ہے کہ جلتا چراغ گھر مین رہے	شعر ۷۶

کیونکر ہے رگ کو غنچہ لہو جوش مار کے
نشتر پڑے ہین جو غنچ ہوا مین بہار کے

کہتے ہین ہی عروج جنون بہار کے
اکدن شفق نہین گے لہو جوش مار کے

ساقی کرم یہ دیکھہ لے ابر بہار کے
پانی دیا زمین کو تہ ہیرا و تار کے

تابوت سے نشیب مین آئے مزار کے
قصّی ہوئی تمام چڑہاؤ اوتار کے

ہمسر مرے بنے ہین سراو نیراوتار کے
پروے گرین نہ پائے سی کیونکر اعتبار کے

شمعین نہین مزار پہ مجھہ بیقرار کے
یہ مغز استخوان ہین زمان فشار کے

جب گل کیئے چراغ ہماری مزار کے
خلعت دیئے ہوا کو زمین نے غبار کے

چھپتے ہین اشک کچہہ مژہ اشکبار کے
تارے جو ٹوٹتے ہین شب انتظار کے

عریان تنی مین لطف نہ گر ہون بہار کے
چھینکے ہوا نہ گرد کا خامہ اوتار کے

لی ساتھ دستگیر کو باریک راہ مین
زخمی بھی یوہین جاتے ہین جیا کے پہ تار کے

رندان بادہ نوش نے کھولے قبا کے بند
نکھے چلے جباتین جو ابر بہار کے

جان بخش میری بھی ہی زخم ہین مطرب
قرعو نکا جو سبب ہوئی ہر نفس تار کے

دل نازنین پہ پین جو لوگے تو ہوگا کیا
کیونکر اوٹھینگے ناز دل بیقرار کے

کیون قتل عام حسن پہ نازان ہین بھی ہون
بانہ و بھری ہین وہ بھی تلوارین مار کے

پھونکی ہوا نے کان چمن کچھ فنا کی بات
اوٹھا اوٹھگی قدم مری مشت غبار کے

ابرو کی جنبشو نپہ جو چاہو وہ اب کہو
سیکھے ہو یہ ادا بھی تلوارین مار کے

ہی آمد آمد کی تو سے لپٹنے کے شوق مین
مضراب دور جاتے ہین جیبا پہ تار کے

دیوانے ہیچو دین عنقتی ہین بیڑیان
غل ہو رہے ہین آمد فصل بہار کے

ڈھالین او ہنیں کے ہاتھ کے قابل نہین فلک
ٹکڑے جو تیغ سی ہون شب انتظار کے

چھین جائین کہون شیخ جوہر آئینہ کے جگر
مین بیچ مین یہ کیس نظر زہر دار کے

اُنسے تو کوئی کی تیغ نگہ بھی ہاہی فشار
کیون میر آڑے آ گئے تجھنے فرار کے

کھُلوا دو منھ نہ قوتِ بازو کو رہنے دو
کاٹی نہ رات ہجر کی تلوارین مار کے

گر یاد عاقبین ہون تو شانہ ہلا دو تم
کچھ سو رہے ہین چلین یہی مہمان مزار کے

سبزہ کو ہے بسا ملا پھر اپنی جڑ خیال
رہنے دین گریہ دور رہنے والے مزار کے

وہان جس سبزہ ہو گیا یہان تنگیون رہین
پھیلی جو زہر شعر منہ دنبالہ دار کے

پیچ و خم غبار کی سے لائی ہو خبر
ڈہاسیتے تھون کہین سے مر جسم زار کے

اتنا تھا بس وجود و عدم مین ہمارے فرق
پتلے تھے پہلے خاک کے اب ہین غبار کے

تم میری نبض دیکھکے چپکے ہی ہو رہے
یہ کچھ اشارے ہین طلبِ احتضار کے

پھوٹی کلی نہ منہ سی کوئی باغ مین کبھی
مین تھک گیا قفس مین گلون کو پکار کے

اتنا بھی میرا ساتھ کسی نے نہین دیا
جتنا کہ ساتھ دے گئے تختے مزار کے

جھولے کو لات مار کے ادترا دا سے وہ
جب پینگ یاد آئے دل بیقرار کے

کمنہ لحد پہ بھی مجھے آتنکی ہو امید
گر کھل کے کچھ کہین کبھی تختے مزار کے

ملتی جہانمین چین کوجا کسطرح کہین
بیٹھے ہوئے تھے درد دل بیقرار کے

اب ٹوٹے بازوؤنکی مین تدبیر کیا کرون
توڑا قفس کے در کو تو پر مار مار کے

کھینچ کھینچ کے جان آئے تشنج ہو نزع ہو
ٹوٹین نہ ہاتھ پاؤن کسی بادہ خوار کے

اس شب مین ایک چار اندھیر مین کیا کرون
دل بھی بجھا چراغ بھی تیرہ مزار کے

نا آشنائی غم اونھین سمجھی نجم مہر چرخ
پھول اوڑ گئے ہوا سے جو میرے مزار کے

گستاخی ملائکہ پر مین نے یہ کہا
یہ تو نہ حکم تھے مرے پروردگار کے

دیوانگان عشق پہ بارش مین وہ کھلو
نشتر بھری تھی دل مین جو ابر بہار کے

وحشت مین دل ہمارا سن چکا ہے لحد کا سنگ
ہٹنے جائین لوگ پاس سے میرے مزار کے

وہ مست ہو گیا ہو جو مینخانہ مین کبھی
خود جوش بادہ لائے ہین شیشہ او تار کے

اے آرزو نکلگی تو ہی دیکھ ہے یہ کون
باتین ڈھیمی سی کرتے ہین تختے مزار کے

کیون خود بھی سبزہ رنگ نہون مثل آئینہ — ملتے ہین کچھ اثر نظرِ زہر دار کے

ہمراہ بوئے غنچہ کرو تم بھی سیر باغ — سب قفل کھل گئے ہین طلسم بہار کے

مین نے عجب نگاہ سے دیکھا نشیب قبر — نزدیک لگ لائی جو تابوت اوتار کے

برباد اس خطا پہ ہوئی ہی ہماری خاک — کیون دل مین گھر کیا تھا زمین مزار کے

دشمن یہ ہین تمہارے سب اعضا ہون تو سہی — بازو تو پھر گئے مجھے تلوار مار کے

لین شمع نے بلائین جو بیکس کی قبر کی — رخصت ہوئے چراغ بھی سر کو اتار کے

خود بھی نگاہِ خلق سی پنہان ہوئی ہوا — نقشے بگاڑے اور ہمارے غبار کے

مجرم ہون جو زشت عمل سی خود اونکی جان — پھندے پڑ گئے ہین مضراب تار کے

آنکھین مری طرح سے پھرین آئنہ سی بھی — بیٹھے سلامتی سی جو زلفین سنوار کے

سینہ پہ اونکا ہاتھ جب آیا قرار تھا — یہ بھی ہین طرفہ درد دلِ بیقرار کے

کیونکر رہِ غنا کا نہ مطرب ادب کرین — مضراب سے سر جاتی ہین جادہ پہ تار کے

آئی نہ میری شکل کی چھاؤن بھی ایک دن — نقشے ہوا نے لاکھ بنائے غبار کے

سنگ فشار اوٹھا کے جو سینہ ہلا نہیں ہے دل — چھاتی پہ ہاتھ رکھے ہین تجھ سے مزار کے

کرتے نشان پاک کسی وضع کو پسند — نقشے زمین دکھاتی ہے تجھکو مزار کے

میری عدم کی شکل کے مشتاق ہین جو لوگ — پردے اولٹ دیے ہین ہوا نے غبار کے

کیونکر نہ چین ہو عقرب ابرو و مار زلف — آفت ہین نیش سرمہ دنبالہ دار کے

اللہ ری پاس خاطر دل مردہ گان خاک — پانی پیا زمین نے تو مدفن اوبھار کے

یہ اپنا اپنا بخت ہے سینہ پہ رشک کیا — دھوئی وہ پاؤن سرمہ دنبالہ دار کے

طول امل کی بات ہوئی کچھ جو کوشش زد — زخمہ ہٹ آئے چھ جو قدمونکو تار کے

صیاد قید زیست سے بھی مین تو چھٹ گیا — اب کیا تو دیکھتا ہے قفس کو اوتار کے

اہل غنا مرین تو سمجھہ یہ بھی مکر ہے — دم ہے سقوط نبض بھی بھی تن مین تار کے

آیا ہون طی ارض جہان کرکے تالحد — کھتے ہین پیچ وخم مری مشت غبار کے

کیون آفتاب حشر سی مانگین نہ سب پناہ
پھینکا تھا مین نے زخم سے پھاہا اوتار کے

ہمتو ہین بی نصیب سینہ پیا کرے
دھو دھو کے پاؤن سرمہ نبالہ دار کے

آفت ہی کر رہے ہین اشارون مین انگلیان
گھر کر لیا ہے دل مین جو مضراب تار کے

بیدرد حیف ہی او نہین ہوئے بدن کہین
گر کھائے نشتر انکو اگل دون بہار کے

ذی ہمتو فشار مین اب جی نہ ہارنا
کھلتے ہین کوئے دم مین شکنجے مزار کے

اس چین سی تو در د رو بھی بہتر تھا ہجر کا
کیا کر دیا یہ دل کو لحد پر پکار کے

یون چھوڑ کر گیا ہے فشار لحد مجھے
سر پائنتی ہو پاؤن سرہانے مزار کے

آنسو نہین پی کستھے دے رہی ہی نذر
یہ کون رو رہا ہے سرہانے مزار کے

سب ملکے دفن خاک کے پتلونکو دیکھ لین
خشکی مین ڈوبتے ہین سفینے غبار کے

مجرم ہے بے بخیر تو مرسل یہ بول اوٹھے
ہم بھی گناہگار ہین پروردگار کے

ناجنس بھی قریب ہین مین بھی ہون مستعد
تم ہی سدہارو لوگ بھی جائین مزار کے

شعر ۱۵	ماہر کو صور حشر کی بھی کچھ خبر نہو سوتے دین کر یہ دوڑنے والے مزار کے	غزل ۱۳۶

تصویر نیم رخ کی طرح ناتوان رہے
ہے کون کم نصیب جو یون نیم جان رہے

صیاد کچھ تو اہل قفس کا نشان رہے
ہم ہون نہون چمن مین مگر آشیان رہے

لو کیون ہلی نہ شمع جو محو بیان رہے
دل مین لگی ہو آگ تو کیونکر زبان رہے

گھر مین نہی کسیکے تو دلمین مکان رہے
دیکھو خدا کی شان کہان تھی کہان رہے

ویرین ہی سمجھکے مری دل کو دلربا
پھیرین نہ گر تو ور ہمارا کہان رہے

جاتا ہون باغبان سے کہکر قفس مین مت
تنکا یہان ہی تو مرا آشیان رہے

اتنا بھی تو کھلا نہ ہمین قبر تار مین
پروردگار آئے کہانسے کہان رہے

ہو نکمین ہوائے منزوی خانہ حباب سے
گر مین نہون مکین تو نہ دم بھر مکان رہے

اے قبر کسطرح سے لگایا تھا یہ سے گلے
نہ مغز ہی رہا نہ مری استخوان رہے

پیسا تھا بیگناہ ستایا تھا بخطا
سر پر نہ آسمان گرے بھی کیون آسمان رہے

کچھ ہمسی مرنیوالونکا ہے زندہ تجھی سی نام
تا حشر اے لحد تیرا نام و نشان رہے

انکار میرے گھر سے قفط اس کا ہے سبب
دل مین اگر رہے تو مرے جان کہان رہے

کہتا ہے اوسکے زور مین یہ دود دل مرا
یا مین ہون زمین پہ یا آسمان رہے

آتی ہی یہ مٹے ہوؤنکی قبر سے صدا
دنیا مین ہم نہون مگر اپنا نشان رہے

کیا یوہین مر گئے تھے جوانان عشق باز
دم توڑنیکے خاک پہ برسون نشان رہے

ہم اپنی راہ آئے تھے جاتے ہین اپنی راہ
دنیا رہے زمین رہے آسمان رہے

غزل ۱۴۷

دود جگر سے آج ہے ماہر مقابلہ
بیشتی پہ آسمانکی نہ کیون آسمان رہے

شعر ۴

چھلکا کے جام پاس سے ساقی جو ہٹ گئے
مستونکے قلب صورت انگور پھٹ گئے

اتنا ہوا حضور کے رتبے نہ گھٹ گئے
دل دل سے لگیا جو گلے سے لپٹ گئے

بیرنگ طبع ہو گئی بستر سے ہٹ گئے
گل جب ہنسی ہنسی مین ہنسے لپٹ گئے

سچ ہے مقام رنج ہی دلمین وہ کٹ گئے
پھولون سے پھول غرشیہ اونکی لپٹ گئے

وہ اک ادا سکھا کے صبا کو جو ہٹ گئے
غنچون کے دل گلون کے کلیجے الٹ گئے

تاہم اونکا بگڑی ہوا رتبے بھی گھٹ گئے
گل اونکا حسن دیکھکے دل مین یہ کٹ گئے

یہ کیسی پیار ہاتھ لگا کر وہ ہٹ گئے
پھاہون سے زخم زخم سے پھاہے لپٹ گئے

جوبن جو دیدنی تھا جوانان باغ کا
گل کی خلش سے اکے بھی پردے ہی ولٹ گئے

تنگی خانۂ باغ جہان مجھپہ کھل گئی
بوکے بھی پاؤن پھیلا نہ ہوئے جب سمٹ گئے

ممنون انقلاب ہون تیرا فلک مین کیون
اوسکے تو تھے نصیب سیدن ولٹ گئے

دفتر گنہ کا دیکھکے کی وہ لحد مین آہ
مثل ورق زمین کے طبقے الٹ گئے

پھوٹے پھپھولے کب مری کیفیت شرابین
مالش مین آفتاب کی انگور پھٹ گئے

کچھ بھی ہی اعتبار تمہارے مزاج کا
آئے تو بے بلائے بلایا تو ہٹ گئے

پیچ نے تقاضا سن کا بچی آفت ہی قہر ہے
بو کہ بطرح سے جس سی ملے وہ لپٹ گئے

ہنگامِ نزع آگئی جب یاد قبر تنگ
پھیلے ہوے جو پاؤں مرے تھے سمٹ گئے

کیسی بہار سب یہ پائمنت کے رنگ ہیں
قینچی جو باغبانکی چلی پھول کٹ گئے

دشمن کی دشمنی سی یونہین تنگ تخت ہوے تو
جیسے اوٹھاکے زخم تبر نخل چھٹ گئے

اہل ریاض سی نہ لڑا انکو سہل جان
دہقانکے پاؤں کھیت سے کس زور ہٹ گئے

صیاد ایک نوع کی پرواز یہ بھی تھی
ناٹے اوٹے قفس کے مرے پر جو کٹ گئے

دل دیکے بوسہ پاؤں تو کیونکر نہ خوش ہوں میں
سودا انکا تو دام ہی پایع کی ہٹ گئے

کیا شی یہ وقت بد ہی کہ سمجھا اوسی بھی لطف
سنتا ستمگر کے مجھسے جو ... لپٹ گئے

مجرم وہ تنہا ہوئی جو مری حشر میں پکار
ہمجرم جتنی تھی مری پہلو سی ہٹ گئے

کیون سخت جان بھی ورِ فلک میں نہ زار ہوں
جب چرخ پر چڑھے تو تکلے بھی کٹ گئے

دنیا کی نفرتوں سی بڑھی درد اور بھی
دل ہٹ گیا تو زخم کے انگور پھٹ گئے

تلوار راہزنو نسے اوٹھی او نپہ کسطرح
رستے ہی سی غریب مسافر جو کٹ گئے

سوتی ہین اک نہ اک کی ہم آغوش وہ رہے
اوتری قبا تو پھول بدن سے لپٹ گئے

جو نیک تھے نہ حشر کے مجمع مین وہ رکے
اہل گنہ کو جسنے ہٹایا یہ ہٹ گئے

ناحق کی چھیڑ مین لائینگی رنگ ایکدن حضور
غنچون کے دل نسیم سی آخر کو پھٹ گئے

بوس و کنار بلبل و گل دیکھتے ہو کیا
تم تھوڑی ہو گلے جو لگایا تو ہٹ گئے

لیجاؤ نار مین بھی سنا غل جو حشر مین
سر کو جھکا کے آپ گنہگار ہٹ گئے

کہتے تھے ہم بلبلو نسی کہ نالے کرو نہ یون
پردے گلون کے گوش کے آخر کو پھٹ گئے

غنچون نے سوز بانو نپہ بدلی نہ اپنی بات
اک آپ ہین کہ بات کہی اور پلٹ گئے

کیونکر مری دکھون نے دکھائی جہانکی دل
اللہ میری درد زمانے پہ بٹ گئے

دیکھا انجانے کیا گل و بلبل نے صبحدم
طائر تک اپنی اپنی نشیمن مین ہٹ گئے

سینے پہ پوچھتو لطف ہاے دیکھئے ضد مین
مشتاق دل پہ ہاتھ جب آیا تو ہٹ گئے

یہان نصف رات اک گرہ سخت ہو گئی
سو ٹھین وہان جو بال کمر سی لپٹ گئے

سچ ہے پناہ مانگی تر سی نگاہ سے
پردے سے جو بکھرا ہو سکے بیٹھے تھے ہٹ گئے

اے عیب پوشِ حشر مجھی بھی ہو کوئی حکم
اب کیا ہے ڈھونڈھنے بابین کے بھی لوگ ہٹ گئے

اوسوقت میری خاکِ پریشان نے رو دیا
جامِ گلی سی جب لبِ نازک لپٹ گئے

شاید ہون میرے قلب کے ٹکڑون سے ہم عدد
لشکر ہزار ہا اسی حسرت مین لپٹ گئے

طالب ہم اونکے وصل کے ہین وہ رہی نصیب
پرچھائین کو جو دیکھکے پروین ہٹ گئے

جب رنگ عفو حشر مین چہرونپہ آگیا
یہ جرم مجرمون کی کمر سے لپٹ گئے

غزل ۱۳۸

ماہر غزل نہ کہکے یہ سنتا ہر اک سی کون
خامے سے بھی یہ کم تھے جو میدان سے ہٹ گئے

شعر

دلونکا درد نہ کسطرح ہو بیان کے لیئے
زبان ہرے کے لیئی ہی مزا زبان کے لیئے

فروغِ شمع نکیون ہو مرے بیان کے لیئے
کھلا ہوان سر سے قدم تک فقط زبان کے لیئے

جہانکے عیش نہ کیون غم ہون اک جہانکے لیے
کہ دور دور رہے گردش ہر آسمانکے لیے

یہ حد تھی میرے پھڑکنے کی بوستان کے لیے
قفس کی تیلیان لا یا ہون آشیانکے لیے

یہ کم تھی بات تنکون کی سوز جان کے لیے
زبان شمع ہو گلگیر کے دہان کے لیے

پھڑک پھڑک کی ہا یونہین بوستان کے لیے
کہ منھ قفس کا بھی کھلنے لگا فغانکے لیے

نصیب سوختہ وہ ہون کہ وہ بھی برق بنی
جو لاؤن خس کی بھی تنکا آشیان کے لیے

فلک مین برق کی گرنیکی رمز کو سمجھا
تلاش تھی مجھے جگنو کی آشیان کے لیے

سبب ہے کیف فلک کا مری عرق ریزی
یہی شراب تھی مینائے آسمان کے لیے

اوسیکو ہوش مین دیکھا او جڑتی آنکھون سے
جہانمین تنکی چنی تھی جس آشیانکے لیے

بچھپاؤ لاکھ یہ کہتی ہے نقل باتون کی
زبان بنی تھی تمہاری مری دہانکے لیے

خدا کی شان کہ ہون میر عکس داغ نجوم
مجھے جو دے وہی ہو رنج آسمانکے لیے

مین اوس فاسق ہونگا لحد مین او رفتا
نشان کیون مٹے جاتے ہین بے نشانکے لیے

ہے ایک تو کہ محل باغ دہر میں ہے جسکا
ہم ایک تھے کہ ملی جا نہ آشیان کے لیے

ستمگر و ستم ایجادیاں چلی جائیں
نہ اوٹھ رہے کوئی بیداد آسمان کے لیے

دکھا جو قلب تو صیاد نے کہا کمبخت
اوٹھا رکھا تھا یہ درد آج کی فغان کے لیے

جگہ نہ چھوڑ نکلنے دے نام کو اپنے
سکون مفر نہیں چلتی ہوئی دوکان کے لیے

اونہیں میں جمع جوانی ہوئی ہی عالم کی
شباب چھوٹ گیا سیکڑوں جوان کے لیے

اوسی نے نام ستمگر ہوا ہی گردون کا
جفا جو چھوڑ دی تھی تمنا آسمان کے لیے

لکھا ہوا مری قسمت کا صاف کہتا ہے
جبین بنی تھی تری سنگ آستان کے لیے

نہ ساتھ دیں مرا صیاد گر تو کیا ہو گا
ہزار سیر قفس بیٹھی ہیں فغان کے لیے

دنی سی بعد ہے بہتر ہے گو عروج ہو خاک
زمین پست ہوئی فرق آسمان کے لیے

نہیں مجھی کو تلاش مسافران عدم
ہوا بھی خاک اوڑاتی ہے کاروان کے لیے

اوسی سی کھل گیا حال قفس مرا سارا
پر و تین تیلیاں باقی تھیں جو نشان کے لیے

ہماری سایۂ فیضی رُخ ہما سلطنت کا کیا
ہما زمین پہ گرے چند استخوان کے لیے

زبان بغیر جو شخص ہین وہ کون ہین اے ہمدم
زبان پاکے تڑپتا ہو نہین زبان کے لیے

شبِ فراق مین لوٹونگا کہکشان کی طرح
کمر کسی ہے جو گردون نے امتحان کے لیے

قفس پہ ہاتھ رکھے بیٹھے ہین کبھی صیاد
پھڑک رہا ہو نہین طرح بوستان کے لیے

چمن چھٹا بھی تو کب نکلے ہے واحسرتِ دل
کھلا تھا منھ بھی نہ پورا ابھی فغان کے لیے

غزل ۱۳۹

قلم کو کیون نہ مین ہمدرد سمجھون اے ماہر
فگار دل ہے مرا بھی لہو ہین زبان کے لیے

شعر ۲۶

صاحبِ کمال بھی تو گرسنہ یونہین رہے
خاتم کے کیون شکم پہ نہ سنگ نگین رہے

چند ہین خاک ہوکے نہ زیرِ زمین رہے
پروردگار ہم نہ ہین نا وہین رہے

نامی بھی نامیونکے مقابل لعین سے رہے
جیسی نگین سی کلہ پہ کلہ نگین رہے

ترتیب ہین ہم کہین رہے اعضا کہین رہے
بیانے سے تو بیل بچ بیل کے زیرِ زمین رہے

ہم کیا عجب جو غیر کے غم مین حزین رہے ۔ دکھتا ہے دل ہی درد بدن مین کہین رہے
جسجگہہ ہو چسپ تو اوسکی وہین رہے ۔ مین ہون کہ مین کہین ہوا اور دل کہین رہے
گر بندگی عادت اہل کمال ہو ۔ کاغذ پہ کیون نگین کا نشان جبین رہے
پامالیونکا غل ہے ہوا بر خلاف ہے ۔ کیونکر غبار جسم سے جہانمین کہین رہے
اونا فقیر اوسکے ہین یہ ہے ہمارا حال ۔ شہرون مین گاہ پھر کبھی صحرا نشین رہے
زخم جگر اوٹھا کے جو پیدا کیا تھا نام ۔ خاتم کے سر کا تاج جہانمین نگین رہے
اہل جہاز سی تو سنا حال بحر سب ۔ وہ کیا کہے جو موج کا کشتی نشین رہے
مانند شمع ہے وہ کلائی ضیا فگن ۔ روشن نہ کیون کنول کیطرح آستین رہے
نازک گلی مین یون نظر آتا ہے رنگ خون ۔ شیشے مین جسطرح کہ مے آتشین رہے
حکم بہار اونکی یہ آیا ہے باغ مین ۔ ہو گل کی رگ سی نرم جو کانٹا کہین رہے
کیا نامیونکی قدر رہی اے اہل بزم واہ ۔ بیرون حد حلقہ خاتم نگین رہے

اے دوست تیری دید کی حسرت ہے اسطرح
مین بھی اوٹھون جو بیچ مین پردہ کہین رہے

آخر زمین پہ لائی ڈبو کر ہوائی دل
کیون اتنا شوق مرہین سفینہ نشین رہے

ضیق مکان مین وضع کو چھوڑین نہ اہل نام
تنگی اوٹھائے گھر کے نہ باہر نگین رہے

گمگشتہ اہل نام رہے یوہین دہر مین
گردش نصیب ہاتھ مین جیسے نگین رہے

گذرا ہے دلین کو کسطرح سی خیال زلف
کیونکر نہ کوچہ رگ جان عنبرین رہے

شیشہ حیا سے بن تو جلے دل مری طرح
آنکھون مین آب ہو تو جگر آتشین رہے

چھوڑین مکان تنگ نہ اب صاحبان نام
تنگ کیا یہ حال کہ تختہ نگین رہے

پھونکا تھا کچھہ ہوا نے حبابون کے کان مین
دریا بھی کیون نہ موج سی چین جبین رہے

اوس دل کے ڈوبنے کو نہ پوچھو کچھہ اہل بحر
جو موج دود آہ کا کشتی نشین رہے

ہم بیکسون کی ناؤ ڈبونے سے کیا ملا
خود بھی تباہ موجہ دریا چین رہے

اک تھی ہوا کہ خاک اوڑا کر چلی گئی
اک مین کہ ہون طپان تو نہ باقی زمین رہے

تمہاری برودی پر موسا ہی شکر بھی
یہ وہ ہے تیغ کہ خنجر ہین جسکی جوہر بھی

روان ہی عمر کے ہمراہ قلب مضطر بھی
سفر مین ہی ہی سفینہ پڑا لنگر بھی

خوشا مرض کہ عیادت کو آئے دلبر بھی
پھرا یہ سر کہ مرا پھر گیا مقدر بھی

دکھا یہ جذب تو ای حلق خشک ہو تر بھی
سمٹ کے بوند ہو پانی کی آب خنجر بھی

جفا جفا پہ ہو ٹھہرے نہ ہاتھ دم بھر بھی
تمہارا نام ہے سفاک بھی ستمگر بھی

بڑہاپے مین نہ بشر کا ہو کیون زوال بصر
سحر کو ہوتی ہے نہ نور چشم اختر بھی

جواب دون تجھی ای عیب جو بتون بھیڑ مین کیا
کہنہ کہ طرح سے گھیرے ہین اہل محشر بھی

جنونکا خون بھی فصاد کیا ڈرانا تھا
کہ مین بھی عشق مین ہون پڑا ہے بیدم نشتر بھی

لگی تھی جان مری جسطرح سے خنجر مین
گرا نہ پیاس مین پانی یہ یون کبوتر بھی

لفافہ کرکے مین قاصد کو خط نہ دون کیونکر
کہ ہے نظر مین گرہ بازی کبوتر بھی

ہماری خون سی اتنی تو اونہین جان پڑی
کہ مثل پشۂ اوڑین نشترون کے جوہر بھی

نظر آتی نہین کس طرح عشق آتا تا
لہو کو دیکھ کے الٹا پڑا ہی نشتر بھی

نہ ایسا ذبح مرتا ہوگا اک وحشین کو قاتل
کریگا ایک لہو پانی اپنا خنجر بھی

جنون کیون ہو مجھی انتظار قاصد مین
جو خط کو لکھون مین تو تنکی چنین کبوتر بھی

علاوہ اونکی ادا کے مجھے یہ رونا ہے
کریگا ذبح مجھی منہ پھیر کے خنجر بھی

مری نہ ہوش کے اوڑنیکی حد کو پہونچین گے
زمین سی اوٹھکی فلک بند ہون کبوتر بھی

وہ تمہسے کرچکین عیب پشیمان تیری
کھڑا ہو نہین بھی تیر آگے اہل محشر بھی

کسیکی تیغ کا کیا ہے فقط جگر کو خیال
ٹھہر ٹھہر کے تڑپتا ہے قلب مضطر بھی

جو تم نہین لیون مر کر ا کے تم ہونٹ اور لبیت
رگونکو دیکھ کے کچھ کچھ کو گیا ہے نشتر بھی

تمہاری گیسو نہین ہمارا دل بلا مین پھنسا
نہ کھائی ٹھوکرین ظلمت کی اب سکندر بھی

سبب یہ تھا کہ لہو دوڑ کر خبر لایا
جگر بھی ڈھونڈھتا تھا تمکو قلب مضطر بھی

ہوا ایک حال تو آنسو وہ پونچھین دامن سے
ہمارے اشک تو قطرہ بھی ہین سمندر بھی

کسیکو یہ سوزِ دل کہین ہی کہ ساری پگلی ہٹی زمین ہے

تجھے جو سوزِ دل حزین ہے تو حاجتِ شمع بھی نہین ہے

یہ جلوہ داغِ آتشین ہے چراغ گھر کا جو خود نگین ہے

ملال مین خوش کوئی کہین کہ سنگ بھی وہم تجو دمین ہے

جگر خراشی سی یہ حزین ہے تبھی یہ ڈالے شکن نگین ہے

عبث جہان میرا عیب بین ہے جو وسعتِ تنگیٔ رتِ نگین ہے

مٹانا آسمان مرا نہین ہے کہ نام میت خطِ جبین ہے

فلک کا رنگ گین نہ رنگین ہے جو داغ سینۂ نگین مین ہے

ہماری ہمت کو آفرین ہے ہزار ہین مار اک آستین ہے

فراق کی تاب ہی نہین ہی ملال اس حسن کا کہین ہے

مرا جو لختِ دل حزین ہی وہ ایک ترشا ہوا نگین ہے

مثالِ نشانِ ہوس نہین ہی کہ کثرتِ رخت پر حزین ہے

ہزار رفعی کو آفرین ہے وہی جامہ جو آستین سے ہے

فلک کے ہاتھون کہان مکین ہے ہزار نامی کو آفرین ہے

ہر ایک تنگی خانۂ نگین ہے کہ جسمین ہلنے کی جا نہین ہے

عجیب نقشۂ دلِ حزین ہی بتاؤن کیونکر کھٹک یہین ہے

اسیقدر بس مجھے یقین ہے تمام سینے مین ہان کہین ہے

طلب مین دنیا کی کیون حزین ہے ارے بڑی شی کوئی نہین ہے

سمجھلے اتنی یہ سب زمین ہی کہ خسروون کے تہِ نگین ہے

کہون یہ مین کیون کہ ہی نہین ہی سمجھلو تم خود اگر کہین ہے

یہی نشان دلِ حزین ہی تجھے جہان ہاتھ دل وہین ہے

نہ جانین کیون گم دلِ حزین ہی کوئی تو یہان غیر بھی نہین ہے

نہ جانیں کیسی ہی سم عالم وہ کم ہے جسکے ہیں قدردان کم

بٹھائے جسکو نہ سر پہ خاتم گرا ہوا دل سے وہ نگین ہے

وہ دل امیدوں کا تھا جو مسکن وہی ہے اب حسرتوں کا مدفن

کبھی جو تھا مثل لعل روشن وہی دل اب تربتی نگین ہے

فلک نے اتنے تو غم دکھائے کہ کمال ذاتی میں حرف آئے

جو چاہے باتیں بھی اب سنائے کہ دلکو پتھر کے نگین ہے

ہماری مردہ دلی کی پیہم صدا یہ ہے نامیوں کو ہر دم

کوئی تو ہے دفن قبر خاتم کہ جسکا سنگ لحد نگین ہے

عجب ہیں بیدرد اہل عالم جنہیں نہیں نامیوں کا بھی غم

جسے سمجھتے ہیں ظرف خاتم وہ حوض خون دل نگین ہے

وہ دل جو زندہ ہی لاش بھی ہی صحیح بھی پاش پاش بھی ہے

اوسیکی مجکو تلاش ہی ہی کبھی جو تھا اور اب نہین ہے

محبت سے ذکر اب کسی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آئی شباب گذرا

علاقہ ناز و ادا سے اب گیا وہ شیر وہ دل نہین ہے

جب اپنے پہلو مین بھی نپایا پھر ایک کوچے مین جا کے ڈھونڈھا

کہین نپایا اوس دلِ حزین کا تمہاری سر کی قسم نہین ہے

نہ اب ہے فکرِ وصال دل مین نہ اب ہی کوئی خیال دل مین

یہ ہے ہجوم ملال دل مین کہ درد کی بھی جگہ نہین ہے

کہان یہ سوز و گداز دنیا کہان وہ اک رات بھر کا جلوا

ہی جسمین پر تو ہماری دل کا چراغ وہ بجھتا ہی نہین ہے

ہماری میت جو یوہین رکھی نہین فلک سے جگہ گلے کی

نہ جسے چھتین دیکھی ہون مٹی لحد کی حاجت اوسی نہین ہے

جہان مین کیون ہون نہ مین خطر مین کہ ہی دوات و قلم نظر مین

قدم تو رکتا ہے مین نے گھر مین سفر کا ہنگام بھی قرین ہے

ستاکے کہنہ پاکے نے لب سب دبے نہ کیونکر غریب بیکس

مجھے تو او منعم تمتن بس کہ ڈر سے ممٹی خود آستین ہے

یہ میرے زور و ستم سے ہین کہ کوہ آگے سے ٹل رہی ہین

جتون وہ ہات اپنے اژدہے ہین کہ غار جنکا ہوا آستین ہے

کیا تھا جب مین نے دلکو رخصت کچھہ ایسی ہی سینے کی تھی حالت

جدا ہوئے گو ہوی ہے مدت نشان مگر کچھہ کہین کہین ہے

وہ دل کہ جسکے غضب تھے لپٹے جگر مین وہ رہگیا ہے ٹہنپکے

جو توڑے پہلو تڑپ تڑپ کے وہی دل اب سینے مین کہین ہے

خبر ملی ہی ابھی جگر سے مرا مسافر پھرا سفر سے

نکل کھڑا ہوں نہ کیون مین گھر سی سُنلے دل راہ مین کہین ہے

حدین ساکن ہین کون نولے کہو یہ شبنم سی تو بھی ٹولے

اندھیرا چھرتا ہے سر کو لھولے مکان جو چھوڑی ہوے کہین ہے

سہون نہین ہین جو سہنے والے حقیقتین تو بجھی ہین دل سنبھالے

فلک کے دورے جو ہین نرالے مکان اپنا ہی خود مکین ہے

ملے نہ جب چین سر بہی ڈُہنکے تو کیون نہ ہجاؤن بکی سُتکے

سُنا یہ پہنا جو رخت سپ خنکے چڑہی ہوئی کا پہ آستین سے ہے

یہ کہتی ہے جل دستِ منعم دبانا اورون کا جب ہی لازم

چڑہا اوسے بھی کبھی تو نہ ظالم جو رختِ اصلی کی آستین سے ہے

نہ سوز دل کی وہ سوز شین ہین نہ خانۂ غم کی وہ کاو شین ہین

نہ اب گریبان کی خواہشین ہین نہ فکر دامان و آستین سے ہے

عروقِ پیری مین جو عیان ہین اونہین مین دنیا کے سم نہان ہین

کہان یہ ہاتھونکی جہُریان ہین ہزار ہین مار آستین ہے

جنون نے رسوائی اسقدر کی نہ آبرو بھی کسین کی رکھی

بندھی جو ہے بعد فصد پٹی نہ وہی مار آستین ہے

ارے غضب کسپے آ رہا ہے تجھکو کسکو ستا رہا ہے

جو توڑنے کو دبا رہا ہے چڑھا سکے تیوری خود آستین ہے

حباب ساں دل جو ہون وہ ٹوٹین یہ تاب ہمکو کہان جو دیکھین

کرین حبابونپہ ظلم موجین ہماری آنکھونپہ آستین ہے

نئی جو دورانِ مہر و مہ ہون گہے ہون صد ملال گہہ ہون

کدورتین کیون نہ تہہ بہ تہہ ہون زمین بھی تو تہِ زمین ہے

عبث سب ارمان بھی نکالے عبث بیابان بھی چھان ڈالے

پڑا ہون منھ سب بغل مین ڈالے اوسی طرح قلقِ دل حزین سے

فشاریون مجکو ہو چکا ہے نکل نکل کر یہ دم رکا ہے

کہین سے سنگِ لحد جھکا ہے کہین سے اوبھری ہوئی زمین ہے

نہ دید کیون مر کے اونکی چاہین ہین لاکھ پیدا نظر کی راہین

کبھی جو نکلی تہین تو چھپی آہین لحد سے تا خانہ شق زمین ہے

گھرون مین جب جاکے ہم پکارے کہا خموشی نے سب سدھارے

جھکے ستون نے کئی اشارے مکین ہمارا اتھہ زمین سے

فشار کیا یوہین سہ گیا ہون نجانے کیا مُنہ سے کہہ گیا ہون

تڑپ تڑپ کر جو رہ گیا ہون تمام بکسی ہوئی زمین ہے

وہ دل ہی شعلہ نکل رہا ہی لحد کا پتھر پگھل رہا ہے

اگر بھی سنے آگ جل رہا ہے تمام تڑقی ہوئی زمین ہے

یہ کون ہاتھون سے مل رہا ہے جگر کا تو دم نکل رہا ہے

چراغ کی طرح جل رہا ہے بجھے ہوئے دل کو آفرین ہے

جو وہ عصیان ہین مجکو گھیرے کریم رحمت تو منہ نہ پھیرے

لحد مین اک پھینسے کو میرے جھانکتی حور کی زمین ہے

اٹھو الفت کے ہین نرالے لحد پہ کہتے ہین دل سنبھالے

کوئی نہ یہان ہنسی بولے چالے کہ تربت ماہر حزین ہے

قطعہ تاریخ جناب مولوی سید علی صاحب قبلہ متخلص بہ کامل ظلہ

حضرت ماہر سپہر فیض و دریائی کرم
آپ ہین سر حلقۂ اہل سخن فیل و قال

آپکی تعریف مین ہم ناقصونکا ذکر کیا
عقل کل کا نطق اس مشق و مہارت پر ہے لال

کون لکھ سکتا ہے اس دیوان عالی کی ثنا
بند کرنا بحر کا کوزہ مین ہی امر محال

وہ صفا بندش مین جس سے آب گوہر شرمسار
شوخیان مضمونکی وہ جس سے خجل چشم غزال